نہ جانا حضور جو کچھ تحریر فرمادیں جواب دیا جائے گا۔

الجواب: اللہ عزوجل فرماتا ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔ یونہی ہم نے ہر نبی کے دشمن کر دیے آدمیوں اور جن میں کے شیطان کہ اُن میں ایک دوسرے کے دل میں جھوٹی بات ڈالتا ہے دھوکے کی جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ برتاؤ رہا تو اُن کے ادنیٰ غلام کیوں اپنے آقایان کرام کے ترکہ سے محروم رہیں جائے ہزاراں ہزار شکر ہے کہ ہم سے نالائقوں کو اُن کریموں کے ترکہ سے حصہ ملے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے واعرض عن الجاھلین جاہلوں سے منہ پھیر لو اور فرماتا ہے جاہلوں کے جواب میں یوں کہو لا نبتغی الجاھلین جاہلوں کے منہ لگنا ہم نہیں چاہتے نہ کہ وہ حضرات کہ جاہل بھی ہوں اور کذاب بھی اور مفتری بے حجاب بھی اور معاند متعصب مآب بھی ایسوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ ذرھم فی طغیانھم یعمھون انہیں چھوڑ دو کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ ان تمام مسائل کے روشن بیان ہمارے فتاوے میں موجود ہیں مگر متعصب معاند کو علم دینا بے سود اور کذب و افترا کا علاج مفقود سائل اُن کو ذی علم مولوی کہتا ہے اور جو باتیں اُن کی بیان کیں وہ تو ایسے جاہلوں کی جن کو کسی عالم کی صحبت بھی نصیب نہ ہوئی سائل کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کسی کی ایسی بیہودہ باتیں پیش نہ کیا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ

مسئلہ: از بریلی محلہ قراولان یکم رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے عذر سے جس میں قصر لازم آتا ہے دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ علی المؤمنین کتابا موقوتا وامرھم ان یحافظوا علیھا یحفظوھا ارکانا وشروطا ووقوتا مرج البحرین یلتقین بینھما برزخ لا یبغین وافضل الصلوات واکمل التحیات علی من عین الاوقات وبین العلامات وحرم علی امتہ اضاعۃ الصلوات وعلی الہ الکرام وصحبہ العظام ومجتھدی شرعہ الغر الفخام لاسیما الامام الاقدم والھمام الاعظم امام الائمۃ مالک الازمۃ کاشف الغمۃ سراج الامۃ

نائل علم الشرع الحنفی من اوج الثریا ناشر علم الدین الحنیفی نشرا جلیا نصر اللہ اتباعہ وھنی اتباعہ متبوعا تابعیا وعلینا معھم یا ارحم الراحمین الٰی یوم الدین اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات سے ہر نماز فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اس سے پہلے نماز کی صحت نہ اُس کے تاخیر کی اجازت۔ ظہرین عرفہ و عشائین مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کا قصدًا ایک وقت میں جمع کرنا سفرًا حضرًا ہرگز کسی طرح جائز نہیں، قرآن عظیم و احادیث صحاح سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس کی ممانعت پر شاہد عادل ہیں یہی مذہب ہے حضرت ناطق بالحق والصواب موافق الرائے بالوحی والکتاب امیر المومنین عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرۃ المبشرۃ وحضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود من اجل فقہاء الصحابۃ البررۃ و حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق وحضرت سیدتنا ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق اعاظم صحابہ کرام و خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز و امام سالم بن عبداللہ بن عمر و امام علقمہ بن قیس و امام اسود بن یزید نخعی و امام حسن بصری و امام ابن سیرین و امام ابراہیم نخعی و امام مکحول شامی و امام جابر بن زید و امام عمرو بن دینار و امام حماد ابن ابی سلیمان و امام اجل ابوحنیفہ اجلہ ائمہ تابعین و امام سفین ثوری و امام لیث بن سعد و امام قاضی الشرق والغرب ابویوسف و امام ابوعبداللہ محمد شیبانی و امام زفر بن الہذیل و امام حسن بن زیاد و امام دار الہجرہ عالم المدینۃ مالک ابن انس فی روایۃ ابن قاسم اکابر تبع تابعین و امام عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی تلمیذ امام مالک و امام عیسٰی بن ابان و امام ابوجعفر احمد بن سلامہ بصری وغیرہم ائمہ دین کا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین **تحقیق مقام** یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنا دو قسم ہے **جمع فعلی** جسے جمع صوری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اُس کے ختم پر وقت عصر آگیا اب فورًا عصر اول وقت پڑھ لی ہوئیں تو دونوں اپنے اپنے وقت اور فعلًا و صورۃً مل گئیں اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک شفق ڈوبنے پر آئی اُس وقت پڑھی ادھر فارغ ہوئے کہ شفق ڈوب گئی عشا کا وقت ہوگیا وہ پڑھ لی ایسا ملانا بعذر مرض و ضرورت سفر بلاشبہ جائز ہے ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں ردالمحتار میں ہے للمسافر والمریض تاخیر المغرب للجمع بینہا وبین العشاء فعلا کما فی الحلیۃ وغیرھا

ای ان تصلی فی اٰخر وقتھا والعشاء فی اول وقتھا **اقول** تاخیر مغرب کا تو یہ خاص جزئیہ ہے اور اسی طرح تاخیر ظہر کہ عصر سے مل جائے بلکہ بہ بدرجۂ اولیٰ کہ ظہر میں تو کوئی وقت کراہت نہیں کما صرح بہ فی البحر الرائق وحققناہ فیما علقناہ علی رد المحتار بخلاف مغرب کہ اُس کی اتنی تاخیر بے عذر مکروہ شدید ہے کمافی البحر والدر وغیرھما ونطقت بکراھۃ ذلك احادیث پھر جزئیۂ ظہرین بھی کتاب الحج میں نظر فقیر سے گزرا اس کتاب علی الصواب علی الخطاب رفیع النصاب میں کلام امام ہمام محرر المذہب سیدنا محمد بن الحسن تلمیذ سید الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ اور تالیف امام فقیہ محدث عیسٰی بن ابان تلمیذ امام محمد سے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین فرماتے ہیں قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ الجمع بین الصلاتین فی السفر فی الظھر والعصر والمغرب والعشاء سواء یؤخر الظھر الی اٰخر وقتھا ثم یصلی ویعجل العصر فی اول وقتھا فیصلی فی اول وقتھا وکذلك المغرب والعشاء یؤخر المغرب الی اٰخر وقتھا فیصلی قبل ان یغیب الشفق وذلك اٰخر وقتھا ویصلی العشاء فی اول وقتھا حین یغیب الشفق فھذا الجمع بینھما، اُسی میں ہے قال ابوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی من اراد ان یجمع بین الصلاتین بمطر او سفر او غیرہ فلیؤخر الاولٰی منھما حتی تکون فی اٰخر وقتھا ویعجل الثانیۃ حتی یصلیھا فی اول وقتھا فیجمع بینھما فتکون کل واحدۃ منھما فی وقتھا الخ اس کلام برکت نظام امام کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم سے ظاہر ہوا کہ جواز جمع صوری صرف مرض و سفر پر مقصور نہیں بضرورت شدت بارش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کرکے آخر وقت مسجد حاضر ہوں جماعت ظہر ادا کریں اور وقت عصر پر یقین ہوتے ہی جماعت عصر کرلیں کہ شاید شدت مطر بڑھ جائے اور حضور مسجد سے مانع آئے۔ مطر شدید میں تنہا گھر پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اُس صورت میں تو دونوں نمازوں کے لئے جماعت و مسجد کی محافظت ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ دوسری قسم جمع وقتی جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں **اقول** یعنی بمعنی مصطلح قائلان جمع کہ جو معنی جمع اُن کا مذہب ہے وہ حقیقۃً اسی صورت میں ہے ورنہ جمع اپنے اصل معنی پر دونوں جگہ حقیقی ہے کما لایخفی اور اسی لحاظ سے جمع فعلی کو صوری کہتے ہیں ورنہ حقیقۃً فرائض میں یہ جمع بھی جمع صوری ہی ہے اُن میں تداخل محال تو جب ملیں گے صورۃً ملیں گے اور معنےً جدا فافھم فانہ نفیس جدا

اس جمع کے یہ معنی ہیں کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے جس کی دو صورتیں ہیں جمع تقدیم کہ وقت کی نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً بلا فصل پچھلے وقت کی نماز مثلاً عصر یا عشا پیشگی پڑھ لیں اور جمع تاخیر کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت و اختیار قصداً اٹھا رکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا پچھلی نماز مثلاً عصر یا عشا کے وقت میں پڑھ کر اس کے بعد متصلاً خواہ منفصلاً اس وقت کی نماز ادا کریں گے یہ دونوں صورتیں بحالت اختیار صرف حجاج کو صرف حج میں صرف عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں اول میں جمع تقدیم اور دوم میں جمع تاخیر عام ازیں کہ وہ مسافر ہوں یا خاص ساکنان مکہ و منیٰ وغیرہما مواضع قریبہ کہ وہ بوجہ نسک ہے نہ بوجہ سفر اور بحالت اضطرار و عدم قدرت سفر حضر یا ظہر عصر وغیرہا کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک مشغولی جہاد یا شدت مرض یا غشی وغیرہا کے سبب قدرت نہ ملے ناچار سب مؤخر رہیں گی اور وقت قدرت بحالت عدم سقوط ادا کی جائیں گی، جس طرح حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ خندق میں ظہر وعصر و مغرب و عشا سب عشا کے وقت پڑھیں ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت میں جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں اگر جمع تقدیم کرے گا نماز اخیر محض باطل و ضائع و ناکارہ جائے گی جب اس کا وقت آئے گا فرض ہوگی نہ پڑھے گا ذمے پر رہیگی اور جمع تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا عمداً نماز قضا کر دینے والا ٹھہرے گا اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اُتر جائے گا یہ تفصیل مذہب مہذب ہے اور اسی پر دلائل قرآن و حدیث ناطق بلکہ توقیت صلاۃ کا مسئلہ متفق علیہا ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز کو دانستہ قضا کر دینا بلاشبہ حرام تو جس طرح صبح یا عشا قصداً نہ پڑھنی کہ ظہر یا فجر کے وقت پڑھ لیں گے حرام قطعی ہے یوہیں ظہر یا مغرب عمداً نہ پڑھنی کہ عصر یا عشا کے وقت ادا کر لیں گے حرام ہونا لازم اور وقت سے پہلے تو حرمت درکنار نماز ہی بیکار جیسے کوئی آدھی رات سے صبح کی نماز یا پہر دن چڑھے سے ظہر پڑھ رکھے قطعاً نہ ہوگی یوہیں جو ظہر کے وقت عصر یا مغرب کے وقت عشا نبٹا لے اس کا بھی نہ ہونا واجب احادیث میں کہ حضور پُرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے جمع منقول اس میں صراحۃً وہی جمع صوری مذکور یا مجمل و محتمل اسی صریح مفصل پر محمول جمع حقیقی کے باب میں اصلاً کوئی حدیث صحیح صریح مفسر وارد نہیں جمع تقدیم تو اس

قابل بھی نہیں کہ اُس پر کسی حدیث صحیح کا نام لیا جائے جمع تاخیر میں احادیث صحیحہ کثیرہ کے خلاف دو حدیثیں ایسی آئیں جن سے بادی النظر میں دھوکا ہو مگر عند التحقیق جب احادیث متنوعہ کو جمع کرکے نظر انصاف کی جائے فوراً حق ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ بھی وجوباً یا امکاناً اُسی جمع صوری کی خبر دے رہی ہیں۔ غرض جمع وقتی پر شرع مطہر سے کوئی دلیل واجب القبول اصلاً قائم نہیں بلکہ بکثرت صحیح حدیثیں اور قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اور اصول شرع کی واضح دلیلیں اُس کی نفی پر حجت مبین یہ اجمال کلام و دلائل مذہب ہے لہذا یہ مختصر کلم چار فصل پر منقسم **فصل ۱** میں جمع صوری کا اثبات جمیل **فصل ۲** میں شبہات جمع تقدیم کا ابطال جلیل **فصل ۳** میں جمع تاخیر کی تضعیف واضح البینات **فصل ۴** میں دلائل نفی جمع و ہدایت التزام اوقات اس مسئلہ پر ہمارے زمانے کے امام لامذہباں مجتہد نامقلداں مخترع طرز نوی مبتدع آزاد روی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ہداہ اللہ الی الصراط السوی نے کتاب عجب العجاب معیار الحق کے آخر میں اپنی چلتی حد بھر کا کلام مشبع کیا مباحث مسئلہ میں اگلے پچھلے مالکیوں شافعیوں وغیرہم کا اُلٹا پلٹا اُلجھا سلجھا جیسا کلام حنفیہ کے خلاف جہاں کہیں ملا سب جمع کرلیا اور کھلے خزانے احادیث صحاح کو رد فرمانے رواۃ صحیحین کو مردود بنانے، بخاری و مسلم کی صدہا حدیثوں کو واہیات بتانے محدثی کا بھرم عمل بالحدیث کا دھرم دن دہاڑے دھڑی دھڑی کرکے لُٹانے میں رنگ رنگ سے اپنی نئی ابکار افکار کو جلوہ دیا تو بعون قدیر اُس تحریر عدیم التحریر جائز ہر غث و یابس و نقیر و قطمیر کے رد میں تمام مساعی نو و کہن کا جواب اور مُلاجی کے ادعائے باطل عمل بالحدیث و لیاقت اجتہاد و علم حدیث کے روئے نہانی سے کشف حجاب بعض علمائے[1] عصر و عظمائے وقت غفر اللہ تعالٰی لنا ولہ و شکر فی انتصارنا للحق سعینا و سعیہ نے ملاجی پر تعقبات کثیرہ بسیطہ کئے مگر ان شاء اللہ العزیز الکریم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ افاضات تازہ چیزے دیگر ہونگے جنہیں دیکھ کر ہر منصف حق پسند بے ساختہ پکار اُٹھے کہ ع کم ترک الاول للاٰخر۔ فقیر حقیر غفر اللہ المولی القدیر کو اپنی تمام تصانیف مناظرہ بلکہ اکثر اُن کے ماورا میں بھی جن کا عدد بعونہ تعالٰی اس[2] وقت تک ایک سو چالیس سے متجاوز ہے

---

[1] یعنی جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی حافظ حاجی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ۱۲۔

[2] یہ اس وقت تک تھا کہ ۱۳۱۹ھ ہے بحمد اللہ تعالٰی عدد تصانیف ایک سو نوے سے متجاوز ہے ۱۲۔ اور اب تو بحمدہ تعالٰی اگر احصا کیا جائے تو پانسو سے متجاوز ہوگا۔

ہمیشہ التزام رہا ہے کہ محل خاص نقل واستناد کے سوا محض جمع و تلفیق سے کم کام لیا جائے حتی الوسع بحول وقت ربانی اپنے ہی فائضات قلب کو جلوہ دیا جائے ع کہ حلوا چو یک بار خوردند وبس ❊ اگر اقامت دلائل یا ازاحت اقوال مخالف میں وہ امور مذکور بھی ہوتے ہیں کہ اور متکلمین فی المسألہ ذکر کرگئے تو غالباً وہ وہی اُمہات متبادرہ الی الفہم ہیں کہ ذہن بے اعانت دیگرے اُن کی طرف سبقت کرے۔ انصافاً اُن میں سابق ولاحق دونوں کا استحقاق یکساں مگر ازانجا کہ کلمات متقدمہ میں اُن کا ذکر نظر سے گزرا اپنی طرف نسبت نہیں کیا جاتا پھر ان میں بھی بعونہ تعالیٰ تلخیص و تہذیب و ترصیف و تقریب و حذف و زوائد و زیادت فوائد سے جدت جگہ پائے گی اور کچھ نہ ہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ طرز بیان ہی احلی واوقع فی القلب نظر آئے گی اس وقت تو یہ اپنا بیان ہے جس سے بحمد اللہ تعالیٰ تحدیث بنعمۃ اللہ عزوجل مقصود والحمد للہ الغفور الودود اہل حسد جس معنے پر چاہیں محمول کریں مگر ارباب انصاف اگر تصانیف فقیر کو موازنہ فرمائیں گے بعونہ تعالیٰ عیان موافق بیان پائیں گے باآنہمہ اس اعتراف سے چارہ نہیں کہ الفضل للمتقدم خصوصاً علمائے سلف رضی اللہ تعالیٰ عنا باکرامہم وحشرنا فی زمرۃ خدامہم کہ جو کچھ ہے انہیں کی خدمت کلمات برکت آیات کا نتیجہ اور انہیں کی بارگاہ دولت کا حصہ رسد بٹا ہوا صدقہ ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست ❊ ہاں ہاں یہ کفش برداری خدام درگاہ فضائل پناہ اعلیحضرت عظیم البرکت اعلم العلماء الربانیین افضل الفضلاء الحقانیین حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ بقیۃ السلف الصلحین حجۃ الخلف المفلحین آیۃ من آیات رب العالمین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم اجمعین ذی التصنیفات الرائقہ والتحقیقات الفائقہ والتدقیقات الشائقہ تاج المحققین سراج المدققین اکمل الفقہاء المحدثین حضرت سیدنا الوالد الامجد الاماجد اطیب الاطائب مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ سرہ وعمم برہ وتمم نورہ و اعظم اجرہ واکرم نزلہ وانعم منزلہ ولا ازمنا سعدہ ولم یفتنا بعدہ ہے والحمد للہ دہر الداہرین ہاں ہاں یہ ادنے خاکبوسی آستان رفیع غلمان منیع بندگان بارگاہ عرفان پناہ اقدس حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت اعرف العرفاء الکرام مرجع الاولیاء العظام السحاب الہامر بفیض القادر والعباب الزاخر بالفضل الباہر ذو القرب الزاہر والعلو الظاہر والنسب الطاہر ملحق الاصاغر بالجلۃ الاکابر معدن البرکات مخزن الحسنات من آل محمد

سید الکائنات علیہ وعلیہم افضل الصلوات وارث النجدات من حمزۃ الحمزات القمر المستبین بالنور المبین من شمس الدین ابی الفضل والشرف الکریم سیدنا ومولانا وملجانا وماوانا شیخی ومرشدی کنزی وذخری لیومی وغدی اعلیحضرت سیدنا السید آل الرسول الاحمدی فاطمی حسینی قادری برکاتی واسطی بلگرامی مارہری ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ واجزل واعظم قربہ منہ واشرق علینا من نورہ التام وافاض علینا من بحرہ الطام وجعلنا من خدمہ فی دار السلام بفضل رحمتہ علیہ وعلی آبائہ الکرام والحمد للہ ابد الآبدین ؎ عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے ٭ ما ہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند۔ خیر کہنا یہ تھا کہ یہاں بھی ان شاء اللہ تعالٰی یہی طریقہ رعایت عالیہ پائے گا ولہذا ایک آدھ بحث کہ بقدر کافی طے کردی گئی اُس سے تعرض اطناب سمجھا جائے گا کہ مقصود اظہار احقاق ہے نہ اکثار اوراق آں چاروں فصل میں ملاجی کے ادعائی بول یکسر برعکس ہیں سایۂ بخت سے سب قابل نکس ہیں جا بجا ثابت کو ناثابت ناثابت کو ثابت ساکت کو ناطق ناطق کو ساکت ضعیف کو صحیح صحیح کو ضعیف تحریف کو توجیہ توجیہ کو تحریف مؤول کو مفسر مفسر کو مؤول محتمل کو صریح صریح کو محتمل کہا اول تا آخر کوئی دقیقہ تحکم ومکابرہ وتعصب ومداہرہ کا نامرعی نہ رہا یہاں بعونہ تعالٰی عز مجدہ ہر فصل میں قول فصل وحق اصل بدلائل قاہرہ وبیانات باہرہ ظاہر کیجئے کہ اگر زبان انصاف سالم وصاف ہو تو مخالف منکر مدعی مصر کو بھی معترف ومقر کیجئے وما ذلک علی اللہ بعزیز ان ذالک علی اللہ یسیر ان اللہ علی کل شیئ قدیر یہ معارک جلیلہ تو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں رسالہ آپ کے پیش نظر ہے ملاحظہ کیجئے داد انصاف دیجئے ع فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن خبر، اس کے سوا نفس مسئلہ میں بھی ملاجی نے اپنے موافق کہیں چودہ [14] کہیں پندرہ [15] صحابیوں سے روایات آنا بیان کیا اور خود ہی اُسے بگاڑ کر کمی کی طرف پلٹے اور چار سے زیادہ ظاہر نہ کرسکے اُن میں بھی عند الانصاف اگر کچھ لگتی ہوئی بات ہے تو صرف ایک سے میں بعونہ تعالٰی اپنے موافق روایات تیئیس [23] صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے لاؤں گا۔ ملاجی صرف چار حدیثیں بپنش خویش اپنے مفید دکھا سکے جن میں حقیقۃً کوئی بھی اُن کے مفید نہیں اور آیت کا تو اُن کی طرف نام بھی نہیں بحول اللہ تعالٰی اُن سے دونی آیتیں اور دس گنی حدیثیں اپنی طرف دکھاؤں گا۔ میں یہ بھی روشن کردونگا کہ حنفیہ کرام پر غیر مقلدوں کی طعنہ زنی ایسی لچر پوچ وبے بنیاد ہوتی ہے میں یہ بھی بتادوں گا کہ ان صاحبوں کے عمل بالحدیث کی حقیقت

اتنی ہے ہیں یہ بھی دکھادوں گا کہ ملاجی صاحب جو آج کل مجتہد العصر اور تمام طائفہ کے استاد مانے گئے ہیں اُن کی حدیث دانی ایک متوسط طالب علم سے بھی گرے درجہ کی ہے کل ذلک بعون الملک القریب المجیب وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب وھذا اوان الشروع فی المقصود متوکلا علی واھب الفیض والجود والحمد للّٰہ العلی الودود والصلوٰۃ والسلام علی احمد محمود محمد والہ الکرام السعود، آمین؛

فصل اوّل طلوع فجر نوری بالثبات جمع صوری ثو

حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم سے جمع صوری کا ثبوت اصلا محل کلام نہیں اور وہی مذہب مہذب ائمہ حنفیہ ہے اس میں صاف صریح جلیل و صحیح احادیث مروی مگر ملاجی تو انکار آفتاب کے عادی بکمال شوخ چشمی یہ نقط سنادی کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت[1] جمع صوری سفر میں کیا کرتے تھے، بہت اچھا ذرا نگاہ روبرو حدیث ا جلیل و عظیم حدیث سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہما کہ اُس جناب سے مشہور و مستفیض ہے جسے امام بخاری و ابوداود و نسائی نے اپنی صحاح اور امام عیسےٰ بن ابان نے کتاب الحجج علی اہل المدینہ اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار اور ذہلی نے زہریات اور اسماعیلی نے مستخرج صحیح بخاری میں بطریق عدیدہ کثیرہ روایت کیا فالبخاری والاسمٰعیلی والذھلی من طریق اللیث بن سعد عن یونس عن الزھری والنسأی من طریق یزید بن زریع والنضر بن شمیل عن کثیر بن قاروندا کلاھما عن **سالم** والنسأی عن قتیبۃ والطحاوی عن ابی عامر العقدی والفقیہ فی الحجج ثلثتہم عن العطاف وابوداؤد عن فضیل بن غزوان وعن عبداللّٰہ العلاء وایضاھو عیسےٰ والنسأی عن الولید والطحاوی عن بشر بن بکر ھؤلاء الثلثۃ عن ابن جابر والطحاوی عن اسامۃ بن زید خمستہم اعنی العطاف وفضیلا وابنی العلاء وجابر واسامۃ عن **نافع** والبوداؤد عن **عبد اللّٰہ** بن واقد والطحاوی عن **اسمٰعیل** بن عبد الرحمن اربعتہم

حاشیہ: ملاجی کا صحیح و صریح حدیثوں سے انکار

[1] صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم ۱۲ منہ

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے جس طرح یہاں جمع و تلخیص کی اکمال النجبہ و ایضاح الحجبہ کے لئے اُن کے اکثر نصوص و الفاظ بھی وارد کرے و باللہ التوفیق سنن ابوداود میں بسند صحیح ہے حدثنا محمد بن عبید المحاربی نا محمد بن فضیل عن ابیہ عن نافع و عبد اللہ بن واقد ان مؤذن ابن عمر قال الصلوٰۃ قال سر حتی اذا کان قبل غیوب الشفق نزل فصلی المغرب ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء ثم قال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذلک الیوم و اللیلۃ مسیرۃ ثلث یعنی نافع و عبد اللہ بن واقد دونوں تلامذۂ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مؤذن نے نماز کا تقاضا کیا فرمایا چلو یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اُتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس وقت عشاء پڑھی پھر فرمایا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا میں نے کیا۔ ابن عمر نے اُس دن رات میں تین رات کی راہ قطع کی ابوداود نے فرمایا رواہ ابن جابر عن نافع نحو ھذا باسنادہ حدثنا ابراھیم بن موسی الرازی انا عیسی عن ابن جابر بھذا المعنی ورواہ عبد اللہ بن العلاء عن نافع قال حتی اذا کان عند ذھاب الشفق نزل فجمع بینھما یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اُتر کر دونوں نمازیں جمع کیں نسائی کی روایت بسند صحیح یوں ہے اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنی نافع قال خرجت مع عبد اللہ بن عمر فی سفر یرید ارضا لہ فاتاہ اٰت فقال ان صفیۃ بنت ابی عبید لما بھا فانظر ان تدرکھا فخرج مسرعا ومعہ رجل من قریش یسایرہ وغابت الشمس فلم یصل الصلاۃ وکان عھدی بہ وھو یحافظ علی الصلوٰۃ فلما ابطأ قلت الصلوٰۃ یرحمک اللہ فالتفت الی ومضی حتی اذا کان فی اٰخر الشفق نزل فصلی المغرب ثم اقام العشاء وقد توارٰی الشفق فصلی بنا ثم اقبل علینا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ السیر صنع ھکذا یعنی نافع فرماتے ہیں عبد اللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لئے جاتے تھے کسی نے آکر کہا آپ کی زوجہ صفیہ[1] بنت ابی عبید اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی آپ انھیں زندہ پائیں یہ سُن کر بسرعت چلے

[1] ھی اخت مختار الکذاب المشھور و ابوھا ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الصحابۃ استشھد فی خلافۃ امیر المومنین ا ماھی ففی عمدۃ القاری ادرکت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سمعت منہ اھ وفی ارشاد الساری الصحابیۃ الثقفیۃ اخت المختار وکانت من العابدات اھ. باقی منہ ۱۲م

اور اُن کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا سورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ اُن کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے جب دیر لگائی میں نے کہا نماز خدا آپ پر رحم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہوئے جب شفق کا اخیر حصہ رہا اُتر کر مغرب پڑھی پھر عشا کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب چکی تھی اُس وقت عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے اسی طرح امام طحاوی نے روایت کی فقال حدثنا ربیع المؤذن ثنا بشر بن بکر ثنی ابن جابر ثنی نافع فذکرہ نیز نسائی نے بسند حسن بطریق اخبرنا قتیبۃ بن سعید حدثنا العطاف اور ابوجعفر نے بطریق حدثنا یزید بن سنان ثنا ابو عامر العقدی ثنا العطاف بن خالد المخزومی اور امام فقیہ نے حجج میں بلاواسطہ روایت کی کہ اخبرنا عطاف بن خالد المخزومی المدینی قال اخبرنا نافع قال اقبلنا مع ابن عمر من مکۃ حتی اذا کان ببعض الطریق استصرخ علی زوجتہ فقیل لہ انھا فی الموت فاسرع السیر وکان اذا نودی بالمغرب نزل مکانہ فصلی فلما کان تلک اللیلۃ نودی بالمغرب فسار حتی امسینا فظننا انہ نسی فقلنا الصلوۃ فسار حتے اذا کان الشفق قرب ان یغیب نزل فصلے المغرب و غاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال ھٰکذا کنا نصنع مع رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جد بنا السیر یعنی امام نافع فرماتے ہیں راہ مکہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اُتر کر مغرب پڑھی اور شفق ڈوب گئی اَب عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کر کے کہا ہم رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے جب چلنے میں کوشش ہوتی تھی) امام عیسےٰ بن ابان نے اسے روایت کر کے فرمایا: ھٰکذا قال ابو حنیفۃ فی الجمع بین الصلاتین ان یصلی الاول منھما فی اٰخر وقتھا والاخرے فی اول وقتھا کما فعل عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنھما ورواہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی دو نمازیں جمع کرنے میں یہی طریقہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے کہ پہلی کو اُس کے آخر وقت اور پچھلی کو اُس کے اوّل وقت میں پڑھے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے خود کیا اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا) نیز امام طحاوی نے اور طریق سے یوں روایت

(بقیہ حاشیہ ۱۳۹) لکن قال الحافظ فی التقریب قیل لھا ادراک وانکرہ الدارقطنی وقال العجلی ثقۃ ھی من الثانیۃ اھ وحقق فی الاصابۃ نفی السماع واثبات الادراک فلنا فراجعہ وقد حدثت عن ازواج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ۔

کی حدثنا فہد ثنا الحمانی ثنا عبد اللہ بن المبارک عن اسامۃ بن زید اخبرنی نافع وفیہ حتی اذا
کان عند غیبوبۃ الشفق نزل فجمع بینہما وقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع ہکذا
اذا جد بہ السیر یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اُتر کر دونوں نمازیں جمع کیں اور فرمایا میں نے
رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں ہی کرتے دیکھا جب حضور کو سفر میں جلدی ہوتی) یہ طرق
حدیث نافع عن عبد اللہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تھے اور صحیح بخاری ابواب التقصیر باب
ھل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء میں یوں ہے حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن
الزہری قال اخبرنی سالم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال رأیت رسول اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء قال سالم و
کان عبد اللہ یفعلہ اذا اعجلہ السیر ویقیم المغرب فیصلیہا ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء
فیصلیہا رکعتین الحدیث اسی کے باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور وکان عبد اللہ یفعلہ
اذا اعجلہ السیر تک روایت کر کے فرمایا وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شہاب قال سالم
کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ قال سالم واخر ابن عمر المغرب
وکان استصرخ علی امرأتہ صفیۃ بنت ابی عبید فقلت لہ الصلاۃ فقال سر فقلت لہ الصلوٰۃ فقال
سر حتی سار میلین او ثلاثۃ ثم نزل فصلی ثم قال ہکذا رأیت النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یصلی اذا اعجلہ السیر وقال عبد اللہ رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر یؤخر
المغرب فیصلیہا ثلثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیہا رکعتین الحدیث ان دونوں کا حاصل
یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایام حج میں ذی الحجہ کی دسویں رات مزدلفہ میں مغرب وعشا جمع کر کے پڑھتے اور
جب اپنی بی بی کی خبر گیری کو تشریف لے گئے تھے تو یوں کیا کہ مغرب کو آخر کیا میں نے کہا نماز فرمایا چلو میں نے
پھر کہا نماز فرمایا چلو، دو تین میل چل کر اُترے اور نماز پڑھی، پھر فرمایا میں نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے مغرب اخیر کر کے تین رکعت پڑھتے پھر سلام پھیر کر تھوڑی
دیر انتظار فرماتے پھر عشا کی اقامت فرما کر دو رکعت پڑھتے) نسائی کے یہاں یوں ہے اخبرنی محمد

بن عبد اللہ بن بزیع حدثنا یزید بن زریع حدثنا کثیر بن قاروندا قال سألت سالم
بن عبد اللہ عن صلاۃ ابیہ فی السفر وسألناہ ھل کان یجمع بین شیئ من صلاتہ فی سفرہ فذکر
ان صفیۃ بنت ابی عبید کانت تحتہ فکتبت الیہ وھو فی زراعۃ لہ انی فی اٰخر یوم من ایام الدنیا
واول یوم من الاخرۃ فرکب فاسرع السیر الیھا حتی اذا حانت صلاۃ الظھر قال المؤذن الصلاۃ
یا ابا عبد الرحمن فلم یلتفت حتی اذا کان بین الصلاتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم
رکب حتی اذا غابت الشمس قال لہ المؤذن الصلوٰۃ فقال کفعلک فی صلاۃ الظھر والعصر ثم سار حتی
اذا اشتبکت النجوم نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فوتہ فلیصل ھذہ
الصلاۃ خلاصہ یہ کہ جب صفیہ کا خط پہنچا کہ اب میرا دمِ واپسیں ہے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما شتابان چلے
نماز کے لئے ایسے وقت اُترے کہ ظہر کا وقت جانے کو تھا اور عصر کا وقت آنے کو، اس وقت ظہر پڑھ کر
عصر پڑھی اور مغرب کے لئے اُس وقت اُترے جب تارے خوب کھل آئے تھے (جس وقت تک بلاعذر
مغرب میں دیر لگانی مکروہ ہے) اُسے پڑھ کر عشا پڑھی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں کسی کو ایسی ضرورت پیش آئے جس کے فوت کا اندیشہ ہو تو اس طرح نماز پڑھے) **نیز** اسی حدیث
میں دوسرے طریق سے یوں زائد کیا اخبرنا عبدۃ بن عبد الرحیم ثنا ابن شمیل ثنا کثیر بن
قاروندا قال سألنا سالم بن عبد اللہ عن الصلاۃ فی السفر فقلنا اکان عبد اللہ یجمع بین شیئ
من الصلوٰۃ فی السفر فقال لا الا بجمع یعنی ہم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے سوال کیا کہ
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سفر میں کسی نماز کو دوسری کے ساتھ جمع فرماتے تھے کہا نہ سوا
مزدلفہ کے (جہاں کا ملانا سب کے نزدیک بالاتفاق ہے) پھر وہی حدیث بیان کی کہ اُس سفر میں اُس
طریق سے نمازیں پڑھی تھیں) اس حدیث جلیل کے اتنے طرق کثیرہ ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے سفر میں بحال شتاب وضرورت
جمع صوری فرمائی ہے اور یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب ہے۔ **حدیث ۲**: امام اجل احمد بن حنبل مسند

ابوبکر بن ابی شیبہ اسناد بخاری و مسلم مصنف میں بسند حسن بطریق اپنے شیخ وکیع بن الجراح کے اور امام طحاوی معانی الآثار میں بطریق حدثنا فہد ثنا الحسن بن البشر ثنا المعافی بن عمران کلاھما عن مغیرۃ بن زیاد الموصلی عن عطاء بن ابی رباح ام المومنین صدیقہ سے راوی قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظہر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء۔ حضور اقدس صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے۔ مغرب کی تاخیر فرماتے عشا کو اوّل وقت پڑھتے) حدیث ۳۔ ابوداود اپنی سنن باب متی یتم المسافر اور ابوبکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف میں بسند حسن جید متصل حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وہ اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی وہ اپنے والد ماجد عمر بن علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم ینزل فیصلے المغرب ثم یدعو بعشائہ فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل و یقول ھٰکذا کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم یصنع یعنی امیر المؤمنین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہہ الاسنے جب سفر فرماتے سورج ڈوبے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قریب ہوتا کہ تاریکی ہو جائے پھر اُتر کر مغرب پڑھتے پھر کھانا منگا کر تناول فرماتے پھر عشا پڑھ کر کوچ کرتے اور کہتے اسی طرح حضور اقدس صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے) امام عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی سند کو فرمایا لاباس بہ اس میں کوئی نقص نہیں حدیث ۴ طحاوی بطریق خیثمہ عن عاصم الاحول عن ابی عثمان راوی قال وفدنا انا وسعد بن مالک ونحن نبادر للحج فکنا نجمع بین الظہر والعصر نقدم من ھٰذہ ونؤخر من ھٰذہ ونجمع بین المغرب والعشاء نقدم من ھٰذہ ونؤخر من ھٰذہ حتی قدمنا مکۃ یعنی میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ حج کی جلدی میں مکہ معظمہ تک ظہر و عصر اور مغرب و عشا کو یوں جمع کرتے گئے کہ ظہر و مغرب دیر کرکے پڑھتے اور عصر و عشا جلد) حدیث ۵ نیز امام ممدوح عبدالرحمٰن بن یزید سے راوی صحبت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی حجۃ فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ویسفر بصلاۃ الغداۃ میں حج میں حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رکاب تھا ظہر میں دیر فرماتے اور عصر میں تعجیل۔ مغرب میں تاخیر کرتے عشا میں جلدی اور صبح

روشن کرکے پڑھیں) امام ممدوح ان احادیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں وجمیع ماذھبنا الیہ من کیفیۃ الجمع بین الصلاتین قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللّٰہ تعالٰی نمازیں جمع کرنے کا طریقہ جو ہم نے اس باب میں اختیار فرمایا یہ سب امام اعظم و امام ابویوسف و امام محمد کا مذہب ہے، رضی اللہ تعالٰی عنہم الحمد للہ جمع صوری کا طریقہ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم و حضرت مولا علی و عبداللہ بن مسعود و سعد بن مالک و عبداللہ بن عمر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روشن وجہ پر ثابت ہوا اور امام لامذہباں کا وہ جبروتی ادعا کہ اسمیں کوئی حدیث صحیح نہیں اور اس سے بڑھ کر یہ بانگ بے معنی کہ یہ روایات جن سے جمع صوری کرنی ابن عمر کی واضح ہوتا ہے سب واہیات اور مردود اور شاذ اور مناکیر ہیں اور بشدت حیا یہ خاص جحود وافترا کہ ابن عمر نے اس کیفیت سے ہرگز نمازیں جمع نہیں کیں جیسا کہ ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے اپنی سزائے کردار کو پہنچا اب ایضاح مرام و ازاحت اوہام کو چند افادات کا استماع کیجئے۔

افادۂ اولٰے لامذہب ملّا کو جب کہ انکار جمع صوری میں چاند پہ خاک اُڑانی تھی اور احادیث صحاح مشہورہ میں موجود و متداول تو بے رد صحاح چارہ کار کیا تھا لہذا ایں پیرانہ سالی حضرت کے رقص جملی ملاحظہ ہوں **لطیفہ ۱**۔ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث عظیم و جلیل کے پہلے طریق صحیح مروی سنن ابی داود کو محمد بن فضیل کے سبب ضعیف کیا **اقول اوّلاً** یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے **ثانیاً** امام ابن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ امام احمد نے حسن الحدیث امام نسائی نے لا بأس بہ کہا امام احمد نے اس سے روایت کی اور وہ جسے ثقہ نہیں جانتے اُس سے روایت نہیں فرماتے میزان میں اصلاً کوئی جرح مفسر اُس کے حق میں ذکر نہ کی **ثالثاً** یہ تکلف چراغی قابل تماشا کہ ابن فضیل کے منسوب برفض ہونے کا دعوٰی[1] کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب رمی بالتشیع ملاحی کو بایں سال خوردی و دعوے محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاورات سلف و اصطلاح محدثین میں تشیع و رفض میں کتنا فرق[1] ہے زبان متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں خذلھم اللہ تعالٰی جمیعا بلکہ آج کل کے بیہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلاف تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے

---

[1] کما صرحوا بہ وتدل علیہ محاوراتھم منہا مافی المیزان فی ترجمۃ الحاکم بعد ما حکی القول برفضہ اللہ یحب الانصاف ما الرجل برافضی بل شیعی فقط اھ ۱۲ منہ

لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں خود ملاجی کے خیال میں اپنی مُلائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکا دینے کے لئے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اُن میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی شیعی کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہل سنت کا تھا اسی بنا پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غایۂ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تشیع سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سُنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ اُن کا تشیع صرف موالات تھا ولیس حیث قال محمد بن فضیل بن غزوان المحدث الحافظ کان من علماء ھذا الشان وثقہ یحیی بن معین وقال احمد حسن الحدیث شیعی قلت کان متوالیا فقط رابعاً ذرا رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی کیا بخاری ومسلم سے بھی ہاتھ دھونا ہے۔ اُن کے رواۃ[1] میں تیس سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدما پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا کتاب مسلم ملاٰن من الشیعۃ دور کیوں جائیے خود یہی ابن فضیل کہ واقع کے شیعی صرف بمعنی محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں معاذ اللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں خامسا اُس کے ساتھ ہی حدیث کی متابعتین دو ثقات عدول ابن جابر وعبد اللہ بن العلاء سے ابوداؤد نے ذکر کر دیں اور سنن نسائی وغیرہ میں بھی موجود تھیں پھر ابن فضیل پر مدار کب رہا ولکن الجھلۃ لا یعلمون اور بہ نوادنے نزاکت ہے کہ تقریب میں ابن فضیل کی نسبت صدوق عارف لکھا تھا ملاجی نے نقل میں عارف اُڑا دیا کہ جو کلمہ مدح کم ہو وہی سہی لطیفہ ۲ طرفہ تماشا کہ متابعت ابن جابر

[1] مثلا ابان بن تغلب اسمعیل خ بن ابان وراق اسمعیل بن زکریا اسمعیل بن عبد الرحمن سدی صدوق بھم بکیر بن عبد اللہ جریر بن عبد الحمید جعفر بن سلیمان حسن بن صالح خالد بن مخلد قطوانی ربیع بن انس صدوق لہ اوھام زاذان کندی سعید بن فیروز سعید بن عمرو ہمدانی عباد بن یعقوب رواجنی عباد بن عوام کلابی عبد اللہ بن مشکدانہ عبید اللہ بن عیسے کوفی عبد الرزاق صاحب مصنف عبد الملک بن اعین عبید اللہ بن موسی عدی بن ثابت علی بن الجعد علی بن ہاشم بن البرید فضل بن دکین ابو نعیم فضیل بن مرزوق فطر بن خلیفہ مالک بن اسمعیل غندی محمد بن اسحق صاحب مغازی محمد بن جحادہ اور یہی محمد بن فضیل ہشام بن سعد یحیی بن الجزار وغیرہم۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو امام ابوداود نے ذکر کی آپ اُسے یوں کہہ کر ٹال گئے کہ وہ تعلیق ہے اور تعلیق حجت نہیں اب کون کہے کہ کسی سے آنکھیں قرض ہی لے کر دیکھیے کہ ابوداؤد نے رواہ ابن جابر عن نافع کہہ کر اُسے یونہی معلق چھوڑ دیا یا وہیں حدثنا ابراھیم بن موسی الرازی انا عیسی عن ابن جابر فرما کر موصول کر دیا ہے ولکن النجدیۃ لایبصرون **لطیفہ ۳** امام طحاوی کی حدیث بطریق ابن جابر عن نافع پر بشر بن بکر سے طعن کیا کہ وہ غریب الحدیث ہے ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف قالہ الحافظ فی التقریب **اقول اولا** ذرا شرم کی ہوتی کہ یہ بشر بن بکر رجال صحیح بخاری سے ہیں صحیح حدیثیں رد کرنے بیٹھے نواب بخاری بھی بالائے طاق ہے **ثانیا** اس صریح خیانت کو دیکھیے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا تھا وہ ہضم کر گئے **ثالثاً** محدث جی تقریب میں ثقہ یغرب ہے کسی ذی علم سے سیکھو کہ فلاں یغرب اور فلاں غریب الحدیث میں کتنا فرق ہے۔ **رابعاً** اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف محدث جی غریب ومنکر کا فرق کسی طالب علم سے پڑھو **خامسا** باوصف ثقہ ہونے کے مجرد اغراب باعث رد ہو تو صحیحین سے ہاتھ دھو لیجئے یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھیے کہ بخاری ومسلم کے رجال میں کتنوں[1] کی نسبت یہی لفظ کہا ہے اور یہاں یہ بشر خود ہی جو رجال بخاری سے ہیں **سادسا** ذرا میزان تو دیکھیے کہ ابو بشر بن بکر التنیسی نصدوق ثقۃ لاطعن فیہ یعنی بشر بن بکر تیسی خوب راست گو ثقہ ہیں جن میں اصلا کسی وجہ سے طعن نہیں) کیوں شرمائے تو ہو گے ایسی ہی اندھیری ڈال کر جاہلوں کو بہکا دیا کرتے ہو کہ حنفیہ کی حدیثیں ضعیف ہیں ع شرم بادت از خدا و از رسول **لطیفہ ۴** طریق ابن جابر سے سنن نسائی کی حدیث کو ولید بن قاسم سے رد کیا کہ روایت میں اس سے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں صدوق یخطی **اقول اولا** مسلمانو! اس تحریف شدید کو دیکھنا اسناد نسائی میں یہاں نام ولید غیر منسوب واقع تھا کہ اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنا نافع الحدیث ملا جی کو چالاکی کا موقع ملا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک

---

[1] مثلا ابراھیم بن طھمان بشر بن خالد ابراھیم بن سوید بن حبان بشیر بن سلمان حسن بن احمد بن ابی شیب محمد بن عبدالرحمن بن حکیم وغیرھم کہ سب ثقہ یغرب ہیں احمد بن صباح حکام بن سلم وغیرھما ثقۃ لہ غرائب خصوصا ازھر بن جمیل خالد بن قیس ابرھیم بن اسحق وغیرھم کہ صدوق یغرب یہ تینوں بشر بن بکر سے بھی گئے درجے کے ہوئے کہ ثقہ سے اُتر کر طرف صدوق ہیں۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شخص رواۃ نسائی سے کہ نام کا ولید اور قدرے متکلم فیہ ہے چھانٹ کر اپنے دل سے ولید بن قاسم تراش لیا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں۔ رجال صحیح مسلم و ائمۂ ثقات و حفاظ اعلام سے اسی تقریب میں ان کے ثقہ ہونے کی شہادت موجود ہاں تدلیس کرتے ہیں مگر بحمد اللہ احتمال یہاں مفقود کہ وہ صراحۃً حدثنا ابن جابر قال حدثنی نافع فرما رہے ہیں میزان میں ہے الولید بن مسلم ابو العباس الدمشقی احد الاعلام و عالم اهل الشام له مصنفات حسنة قال احمد ما رأیت فی الشامیین اعقل منه وقال ابن المدینی عنده علم کثیر قال ابو مسهر الولید مدلس قلت اذا قال الولید عن ابن جریج او عن الاوزاعی فلیس بمعتمد لانه یدلس عن کذابین فاذا قال حدثنا فهو حجة اھ ملخصا۔ ملّاجی! ؎ در بساط نکتہ داناں خود فروشی شرط نیست ٭ یا سخن دانستہ گو اے مرد غافل یا خموش ٭ تم نے جانا کہ آپ کے کید پر کوئی آگاہ نہ ہوگا ذرا بتائیے تو آپ نے ولید کا ولید بن قاسم کس دلیل سے متعین کرلیا کیا اس طبقہ میں اس نام کا رواۃ نسائی میں کوئی اور نہ تھا اگر اب عاجز آکر ہم سے پوچھنا ہو کہ تم نے ولید بن مسلم کیسے جانا اول تو بقانون مناظرہ جب آپ غاصب منصب ہیں ہم سے سوال کا محل نہیں اور استفادۃً پوچھو تو پہلے اپنی جزاف کا صاف اعتراف کرو پھر شاگردی کیجئے تو ایک یہی کیا بعونہٖ تعالیٰ بہت کچھ سکھا دیں وہ قواعد بتادیں جن سے اسمائے مشترکہ میں اکثر جگہ تعیین نکال سکو ثانیاً بفرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحق رد ہیں۔ امام احمد نے اُن سے روایت کی محدثین کو حکم دیا کہ اُن سے حدیث لکھو ابن عدی نے کہا اذا روی عن ثقة فلا باس به وہ جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو اُن میں کوئی عیب نہیں اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ظاہر ثالثاً ذرا رواۃ صحیح بخاری و مسلم پر نظر ڈالے ہوئے کہ اُن میں کتنوں[1] کی نسبت تقریب میں یہی صدوق یخطی بلکہ اس سے زائد کہا ہے کیا قسم کھائے

---

[1] مثلا اسمٰعیل بن مجالد[خ] سہل بن حاتم[خ] بشر بن عیس[خ] حارث بن عبید[خت م] حبیب بن ابی حبیب[م] حجاج بن ابی زینب[م] حسان بن ابراهیم[خ] حسان بن حسان بصری[خ] حسان بن عبد اللہ کندی[خ] حسن بن بشر بن سلم[خ] حسن بن ذکوان رمی بالقدر[خ] خالد بن مخلد[خ م] خالد بن عبد الرحمن السلمی[خ] شریک بن عبد اللہ بن ابی عمر[خ م] عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار[خ] عبد المجید بن عبد العزیز[م] مسکین بن بکیر[خ م] معقل بن عبید اللہ وغیرهم ان سب پر یہی حکم صدوق یخطی لگایا ہے خلیفہ بن خیاط[خ] عبد اللہ بن عمر نمیری[خ] عبد الرحمن بن حرملہ اسلمی[م] عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبید[خ] یحییٰ بن ابی اسحٰق حضرمی[ع] وغیرهم صدوق ربما اخطأ ہیں اب زیادہ کی بعض مثالیں لیجئے حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطاء والتدلیس شریک بن عبد اللہ نخعی[خت م] صدوق یخطی کثیرا تغیر حفظه صالح بن رستم المزنی[خت م] صدوق کثیر الخطاء عبد اللہ[ع]
[illegible] فلیح[ع] [illegible] مطر الوراق[خت م] صدوق کثیر الخطاء وحدیثه عن عطاء ضعیف نعیم بن حماد صدوق یخطی کثیرا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیٹھے ہو کہ صحیحین کا رد ہی کر دو گے **رابعًا** صحیح بخاری میں حسان بن حسان بصری سے روایت کی تقریب میں انہیں
بھی کہا صدوق یخطی پھر حسان بن حسان واسطی کی نسبت لکھا خلطه ابن منده بالذی قبله فهو وهذا [1]
ضعیف دیکھو صاف بتادیا کہ جسے صدوق یخطی کہا وہ ضعیف نہیں۔ ملا جی اپنی جہالت سے مردود و واہیات
گا رہے ہیں **لطیفہ ۵** حدیث صحیح نسائی و طحاوی و عیسیٰ بن ابان بطریق عطاف عن نافع کو عطاف سے
معلول کیا کہ وہ وہمی ہے کہا تقریب میں صدوق یھم **اقول اولاً** عطاف کو امام احمد و امام ابن معین نے
ثقہ کہا وکفی بھما قدوۃ میزان میں ان کی نسبت کوئی جرح مفسر منقول نہیں **ثانیاً** کسی سے پڑھو کہ وہمی
اور صدوق یھم میں کتنا فرق ہے **ثالثاً** صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی تقریب ملاحظہ ہو کہ آپ کے
وہم کے ایسے وہمی اُن میں کس قدر ہیں **رابعاً** بالفرض یہ سب رواۃ مطعون ہی سہی مگر جب بالیقین اُن میں کوئی
بھی درجۂ سقوط میں نہیں تو تعدد طرق سے پھر حدیث حجت تامہ ہے ولکن الوھابیة قوم یجھلون **لطیفہ ۶**
آپ کے امتحان علم کو پوچھا جاتا ہے کہ روایت طحاوی حدثنا فھد ثنا الحمانی ثنا ابن المبارك عن
اسامة بن زید اخبرنی نافع میں آپ نے کہاں سے معین کر لیا کہ یہ اسامہ بن زید عدوی مدنی ضعیف
الحافظ ہے اسی طبقہ سے اسامہ بن زید لیثی مدنی بھی تو ہے کہ رجال صحیح مسلم و سنن اربعہ و تعلیقات بخاری سے
ہے جسے یحییٰ بن معین نے کہا ثقہ ہے ثقہ صالح ہے ثقہ حجت ہے دونوں ایک طبقہ ایک شہر ایک نام کے
ہیں اور دونوں نافع کے شاگرد پھر منشاء تعیین کیا ہے ابھی آپ کو تو شاید اس سوال میں بھی دقت پڑے کہ
کہاں سے مان لیا کہ یہ حمانی حافظ کبیر یحییٰ بن عبدالحمید صاحب مسند ہے جس کی جرح آپ نے نقل کی اور امام
یحییٰ بن معین وغیرہ کا ثقہ اور ابن عدی کا ارجو انه لاباس به اور ابن نمیر کا هو اکبر من هؤلاء کلهم فاکتب
عنه کہنا چھوڑ دیا اسی طبقہ تاسعہ سے اُس کا والد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بھی تو ہے کہ رجال صحیحین سے ہے

---

[1] مثل ابن خثیم بن یوسف بن اسحٰق اسامة بن زید اللیثی اسمعیل بن عبدالرحمن السدی ایمن بن نابل جابر بن عمرو
جبر بن نوف خاتم بن اسمعیل حرب بن ابی العالیہ خثیم بن عمارہ حزم بن ابی حزم حسن بن الصباح حسن فرات حمید
بن زیاد ربیعہ بن کلثوم عبداللہ بن عبداللہ بن ادریس وغیرہم سب صدوق یھم ہیں احوص بن جواب حمزہ
بن حبیب زیات امام قراءت معاذ بن ہشام عاصم بن علی بن عاصم وغیرھم سب صدوق ربما وھم بلکہ عطاء
بن ابی مسلم صدوق یھم کثیرا۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور دونوں حمانی کہلائے جاتے ہیں کمافی التقریب **لطیفہ ۷** روایات نسائی بطریق کثیر بن قاروندا عن سالم عن ابیہ میں جھوٹ کو بھی کچھ گنجائش نہ ملی تو اُسے یوں کہہ کر ٹالا کہ وہ شاذ ہے اس لئے کہ مخالف ہے روایات شیخین وغیرہما کے وہ ارجح ہیں سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتی ہیں سب پر جبکہ موافقت اور نسخ نہ بن سکے **اقول اوّلاً** شیخین کا نام کس منہ سے لیتے ہو اور اُن کی احادیث کو ارجح کہتے ہو یہ وہی شیخین تو ہیں جو محمد بن فضیل سے حدیثیں لاتے ہیں جسے تمہارے نزدیک رافضی کہا گیا اور حدیثوں کا پلٹ دینے والا اور موقوف کو مرفوع کر دینے کا عادی تھا **ثانیاً ثالثاً رابعاً** یہ وہی شیخین تو ہیں جن کے یہاں سب کے خلاف حدیثیں لانے والے حدیثوں میں خطا کرنے والے وہمی کئی درجن بھرے ہوئے ہیں **خامساً** مخالفت شیخین کا دعوےٰ محض باطل ہے جیسا کہ بعونہ تعالٰی عنقریب ظاہر ہوتا ہے **لطیفہ ۸** اس حدیث جلیل صحیح کے رد میں ملاجی نے جو جو چالاکیاں بے باکیاں برتیں اُن کا پردہ تو فاش ہو چکا جا بجا ثقات کو مجروح فرمایا رواۃ بخاری ومسلم کو مردود ٹھہرایا حدیث موصول کو معلق بتایا متابعات سے آنکھیں بند کر لیں نقل عبارات میں خیانتیں کیں معانی میں تحریف کی راہیں لیں راوی کو کچھ سے کچھ بنا لیا مشترک کو جزافاً معین کر دیا جہاں کچھ نہ بن پڑا مخالفت شیخین کا ادعا کیا اب خود حدیث صحیح بخاری شریف کو کیا کریں رجال بخاری کو رد کر دینا اور بات تھی کہ عوام کو اُن کی کیا خبر مگر خود حدیث بخاری کا نام لے کر رد کرنے میں سخت مشکل پیش نظر لہذا یہ چال چلے کہ لاؤ اسے بزور زبان وزور بہتان اپنے موافق بنا لیجئے اس لئے حدیث مذکور باب ھل یؤذن او یقیم کا ایک ٹکڑا جس میں دو تین میل چل کر مغرب پڑھنے کا ذکر تھا اپنے ثبوت کی احادیث میں نقل کر کے فرمایا یہ بات ادنےٰ عاقل بھی جانتا ہے کہ بعد دخول وقت مغرب کے ۲ دو تین ۳ کوس مسافت چلیں تو اتنے میں شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت عشا کا داخل ہو جاتا ہے **اولاً** میل کا کوس بنایا کہ کچھ تو دیر بڑھے ۲ دو میل کا تو سوا ہی کوس ہوا اور تین ہی لیجئے جب بھی دو کوس پورے نہیں پڑتے **ثانیاً اقول** فریب عوام کو چالاکی یہ کی کہ حدیث کا ترجمہ نہ کیا دو تین کوس مسافت چلیں لکھ دیا کہ جاہل سمجھیں غروب کے بعد پیادہ تین کوس چلے ہوں ترجمہ کرتے تو کھلتا کہ سوار تھے اور کیسی سخت جلدی کی حالت میں تھے ہم نے حدیث ابوداؤد سے نقل کیا کہ اُنہوں نے اس دن سہ منزلہ فرمایا تو صرف میل بھر یا اُس سے بھی کم چلنے کی دیر رہ گئی اگر

اگر پا پیادہ ہی چلیئے تو اتنی دیر میں ہرگز وقت عشاء وقت عشا نہیں آتا تو حدیث سے مغرب کا وقت مغرب ہی میں پڑھنا پیدا تھا جسے صاف کا یا پلٹ کر دیا کہ مکہ معظمہ اور اس کے حوالی میں جن کا عرض مابین کا الف ہے* اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف جتنے بڑھیے وقت بڑھتا جائے گا کما لایخفی علی العارف بالھیأۃ تو غروب سے گھنٹے بھر بعد بھی نماز مغرب وقت میں ممکن آپ کے نزدیک جبکہ دو میل چلنے میں عشا آجاتی ہے تو لازم کہ اتنی مسافت میں ایک گھنٹے سے زیادہ صرف ہونا واجب ہو اور امام مالک مؤطا میں روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں نماز جمعہ سے فارغ ہو کر سوار ہوتے اور موضع ملل میں عصر کے لئے اترتے مالك عن عمرو بن یحیی المازنی عن ابن ابی سلیطان عثمان بن عفان صلے الجمعة بالمدينة وصلے العصر بملل ملل مدینہ طیبہ سے سترہ میل ہے کما فی النھایۃ بعض نے کہا اٹھارہ میل کما حکاہ الزرقانی ابن وضاح نے کہا بائیس میل کما نقلہ عن ابن رشیق عن ابن وضاح بلکہ بعض نسخ مؤطا میں خود امام مالک سے اسی کی تصریح قال مالك وبينهما اثنان وعشرون میلا وہ سترہ ہی میل سہی آپ کے طور پر کوئی رات کے نو دس بجے تک عصر کا وقت رہا ہو گا کہ جمعہ پڑھنے سے آٹھ نو گھنٹے بعد امیر المومنین نے عصر ادا کی کہ مدینہ طیبہ اور اس کے حوالی میں جن کا عرض کہ سے اندہیں مقدار نہار روز تحویل سرطان بھی صرف تیرہ گھنٹے ہے کما لایخفی علی من یعلم استخراج طول النھار من عرض البلاد ثالثًا اقول اسی لئے خود آخر حدیث بخاری میں مذکور تھا کہ مغرب کے بعد کچھ دیر انتظار کر کے عشا پڑھی اگر خود عشا ہی کے وقت میں مغرب پڑھتے تو ایسی جلدی و اضطراب شدید کی حالت میں اب عشا کے لئے انتظار کس بات کا تھا یہ ٹکڑا حدیث کا ہضم کر لیا کہ بھرم کھلتا رابعًا اقول آپ تو اسی بحث میں فرما چکے کہ تعلیقات حجت نہیں صحیح بخاری میں یہ ٹکڑا جو آپ اپنی سند بنا کر نقل کر رہے ہیں تعلیقًا ہی مذکور تھا اصل حدیث بطریق حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری ذکر کی جس میں آپ کے اس مطلب کا کچھ پتہ نہ تھا اس کے بعد یہ ٹکڑا تعلیقًا بڑھایا کہ وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شھاب اب تعلیقہ کیوں حجت ہو گئی وہاں تو آخر حدیث کو ہضم کیا تھا یہاں اول کلام تناول فرمایا کہ اپنا عیب ظاہر نہ ہو خامسًا اقول آپ تو راوی کو اس کے وہم و خطا بلکہ اغراب پر رد فرماتے ہیں

* غروب و شفق میں [illegible] گھنٹہ [illegible] منٹ [illegible] میں [illegible] عرض [illegible] فرق [illegible] ہے [illegible]

اگرچہ رجال بخاری و مسلم سے ہو اب یہ تعلیق کیونکر مقبول ہو گئی اس میں زہری سے راوی یونس بن یزید ہیں جنہیں اسی تقریب میں فرمایا ثقة الا ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر الزهری خطاء ہیں تو ثقہ مگر زہری سے اُن کی روایت میں کچھ وہم ہے اور غیر زہری سے روایت میں خطا) اثرم نے کہا۔ ضعف احمد امر یونس امام احمد نے یونس کا کام ضعیف بتایا) امام ابن سعد نے کہا لیس الحجة یونس قابل احتجاج نہیں) امام وکیع بن الجراح نے کہا سیئ الحفظ یونس کا حافظہ بُرا ہے) یونہیں امام احمد نے اُن کی کئی حدیثوں کو منکر بتایا کل ذلك فی المیزان **تنبیہ** یہ ہم نے آپ کا ظلم و تعصب ثابت کرنے کو آپ کی طرح کلام کیا ورنہ ہمارے نزدیک نہ تعلیق مطلقا مردود نہ یونس ساقط نہ وہم و خطا جب تک فاحش نہ ہوں موجب رد نہ یہ حدیث بخاری اصلا تمہارے موافق بلکہ صراحۃً ہمارے مؤید و باللہ التوفیق چند اوہام یا کچھ خطائیں محدث سے صادر ہونا نہ اُسے ضعیف کر دیتا ہے نہ اُس کی حدیث کو مردود ورنہ وہ کتنے ہیں جو بالکل پاک صاف گزر گئے یہ ہیں تمام محدثین کے امام الائمہ سفیان بن عیینہ جنہوں نے زہری سے روایت میں بیس سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور علی بن مدینی میں مذاکرہ ہوا کہ زہری سے روایت میں ثابت تر کون ہے علی نے کہا سفیان بن عیینہ میں نے کہا امام مالک کہ ان کی خطا سفیان کی خطاؤں سے کم ہے قریب بیس حدیثوں کے ہیں جن میں سفیان نے خطا کی پھر میں نے اٹھارہ گنا دیں اور اُن سے کہا آپ مالک کی خطائیں بتائیں۔ وہ دو تین حدیثیں لائے پھر جو میں نے خیال کیا تو سفیان نے بیس سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی ہے ذکرہ فی المیزان باایں ہمہ امام سفیان کے ثقہ ثبت حجت ہونے پر علمائے اُمت کا اجماع ہے **لطیفہ ۹** ملاجی کی یہ ساری کارگزاریاں حیاداریاں حدیث صحیح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق تھیں حدیث اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی امام طحاوی و نیز امام احمد و ابن ابی شیبہ استاذان بخاری و مسلم کے رد کو پھر وہی معمولی شگوفہ چھوڑا کہ ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیاد موصلی ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا قالہ الحافظ فی التقریب **اقول اولا** تقریب میں صدوق کہا تھا وہ صدوق میں رہا **ثانیا** وہی اپنی وہمی نزاکت کہ لہ اوہام کو وہمی کہنا سمجھ لیا **ثالثا**، وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں دیکھیے تو کتنے

رجال بخاری ومسلم کو بھی صدوق له اوهام کہا ہے رابعاً مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہے امام ابن معین وامام نسائی دونوں صاحبوں نے باآں تشدد شدید فرمایا لیس به بأس اُس میں کوئی برائی نہیں زاد یحیی له حدیث واحد منکر اُس کی صرف ایک حدیث منکر ہے) لاجرم وکیع نے ثقہ ابوداود نے صالح ابن عدی نے عندی لا بأس به کہا تو اُس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو حسن کے سبب نسائی نے لیس بالقوی ابواحمد حاکم نے لیس بالمتین عندھم کہا لا انہ لیس بقوی لیس بمتین وشتان ما بین العبارتین حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں **لطیفہ:** حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مروی سنن ابی داؤد کے رد کو طرفہ تماشا کیا سند ابی داود میں یوں تھا قال اخبرنی عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ ان علیا کان اذا سافر الحدیث جس کا صاف صریح حاصل یہ تھا کہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی اپنے والد محمد سے راوی ہیں وہ ان کے دادا یعنی اپنے والد عمر سے کہ ان کے والد ماجد مولیٰ علی نے جمع صوری خود بھی کی اور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی روایت فرمائی) ابیہ اور جدہ دونوں ضمیریں عبداللہ کی طرف تھیں حضرت نے بزور زبان ایک ضمیر عبداللہ دوسری محمد کی طرف قرار دے کر یہ معنی ٹھہرائے کہ عبداللہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد سے اور وہ محمد اپنے دادا علی سے اور اب اُس پر اعتراض جڑ دیا کہ محمد کو اپنے دادا علی سے ملاقات نہیں تو مرسل ہوئی اور مرسل حجت نہیں قطع نظر اس سے کہ مرسل ہمارے اور جمہور ائمہ کے نزدیک حجت ہے ایمان سے کہنا کہ ان ڈھٹائیوں سے صحیح وثابت حدیثوں کو رد کرنا کونسی دیانت ہے میں کہتا ہوں آپ نے ناحق اتنی محنت بھی کی اور حدیث متصل کو صرف مرسل بنایا حیا و دیانت کی ایک ادنےٰ جھلک میں بھی باطل وموضوع ہوئی جاتی تھی اور بات بھی مدلل ہوتی کہ ضمیر اقرب کی طرف پھرتی ہے

له صدوق یہم وصدوق ربما وہم کی بکثرت مثالیں اور ہرگز رجھکیں مگر باتباع لفظ خاص امثلہ سنئے احمد بن بشیر حسن بن خلف خالد بن یزید بن زیاد ریاح بن ابی معروف ربیع بن انس ورمی بالتشیع ربیعہ بن عثمان زکریا بن یحیی بن عمر سعید بن زید بن درہم سعید بن عبدالرحمن جمحی شجاع بن الولید مسلمہ بن علقمہ مصعب بن المقدام معاویہ بن صالح معاویہ بن ہشام ہشام بن حجیر ہشام بن سعد ورمی بالتشیع اور ان کے سوا اور کر سب صدوق له اوہام ہیں احمد بن ابی الطیب وغیرہ صدوق له اغلاط۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ابیہ سے اقرب ابوطالب اور جدہ سے اقرب ابیہ تو معنی یوں کہے ہوتے کہ عبد اللہ نے روایت کی ابوطالب کے باپ حضرت عبد المطلب سے اور عبد المطلب نے اپنے دادا عبد مناف سے کہ مولیٰ علی نے جمع صوری کی اب ارسال بھی دیکھیے کتنا بڑھ گیا کہ مولیٰ علی کے پرپوتے نے مولیٰ علی کے دادا سے روایت کریں اور حدیث سراسر موضوع بھی ہوگئی کہ کہاں عبد المطلب و عبد مناف اور کہاں مولےٰ علی سے روایت حدیث مفید احناف ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مسلمانو! دیکھا یہ عمل بالحدیث کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے جب صحیح حدیثوں کے رد کرنے پر آتے ہیں تو ایسی ایسی بددیانتیوں بے غیرتیوں بے باکیوں چالاکیوں سے صحیح بخاری کو بھی پس پشت ڈال کر ایک ہانک بولتے ہیں کہ سب واہیات اور مردود ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون **افادہ ثانیہ** احادیث وطرق پر نظر انصاف فرمائیے تو ارادۂ جمع صوری پر متعدد قرائن پائیے مثلاً (۱) یہ کہ احادیث جمع بین الصلاتین کے راویوں سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کما سیأتی فی الحدیث التاسع من الافادۃ الرابعۃ حالانکہ یہی عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرفات و مزدلفہ کے سوا کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں کما سیأتی تحقیقہ فی الفصل الرابع انشاء اللہ تعالےٰ تو ضرور ہے کہ روایت جمع سے جمع صوری مراد ہو (۲) **اقول** خود حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی جمع کرنا مروی ہوا حالانکہ ان کا مذہب معلوم کہ جمع حقیقی کو مناسک حج کے سوا ناجائز جانتے (۳) **اقول** ملاجی نے اُن پندرہ[۱۵] صحابیوں میں جن کی نسبت دعوےٰ کیا کہ انہوں نے جمع بین الصلاتین حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت کی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی گنا۔ حالانکہ اُن کا بھی مذہب وہی منع جمع ہے ان دونوں صحابی جلیل الشان کا یہ مذہب ہونا خود امام شافعی المذہب امام ابو العز یوسف بن رافع اسدی حلبی شہیر بابن شداد متوفی ۶۳۲ھ نے کتاب دلائل الاحکام میں ذکر فرمایا کما فی عمدۃ القاری للامام البدر العینی عن التلویح شرح الجامع الصحیح للامام علاؤ الدین المغلطائی عن دلائل الاحکام لابن شداد تو مراد وہی جمع صوری ہوگی جیسا کہ خود اُن کے فعل سے مروی ہو کما تقدم فی الحدیث الرابع (۴) **اقول** بہت زور شور سے جمع کے راوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گنے جاتے ہیں وسیأتی بعض روایاتہ فی الحدیث الاول

والباقی فی الفصل الثالث ان شاء اللہ تعالیٰ حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب و عشا کو سفر میں ایک بار کے سوا کبھی جمع نہ فرمایا کما سیأتی فی آخر الفصل الرابع ان شاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہے کہ وہ بار حجۃ الوداع کی شب مزدلفہ تھی تو ضرور وہی جمع صوری منظور جیسا کہ اُن کی روایات صریحہ نے واضح کر دیا جس کا بسط حدیث اول میں گزرا (۵) **اقول** لطف یہ کہ ابن عبداللہ بن عمر سے قصہ صفیہ بنت ابی عبید میں عشائین کا جمع جو مروی ہوا اُس کے جمع حقیقی ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے حالانکہ خود اُن کے صاحبزادے سالم کہ اُس شب بھی اُن کے ہمراہ تھے صراحۃً فرما چکے کہ حضرت عبداللہ نے مزدلفہ کے سوا کبھی جمع نہ کی جیسا کہ حدیث نسائی سے گزرا اور سالم کا اُس رات ساتھ ہونا وہیں حدیث بخاری سے ظاہر ہو چکا قلت لہ الصلاۃ قال سر الحدیث تو قطعاً یقیناً جمع صوری ہی مراد ہے لاجرم روایات مفسرہ نے تصریح فرما دی یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہ تعالیٰ بہت سے خیالات مخالفین کا علاج کافی ہوگا (۶) رواۃ جمع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ہیں کما یأتی فی الحدیث الثانی اور اُن کی حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ آخر رسالہ میں آئے گی کہ دوسری نماز کا وقت آنے سے پہلے فوت ہو جاتی ہے (۷) یوہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی جمع ہیں کما یجیئ فی الحدیث الخامس اور اُن کی حدیث بھی بمشیۃ اللہ تعالیٰ آنے والی ہے کہ نماز میں تفریط یہ ہے کہ دوسری کا وقت آنے تک پہلی کی تاخیر کرے افاد ھذین الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار **افادۂ ثالثہ** اب کہ ملاجی نے پیٹ بھر کر رد احادیث سے فراغت پائی عقل پر عنایت کی باری آئی فرماتے ہیں۔ جمع صوری سفر میں از راہِ عقل کے بھی واہی ہے کہ جمع رخصت ہے اور جمع صوری مصیبت کہ آخر جزو اور اول جز نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہیں ممکن چہ جائے عوام **اقول** ملاجی بیچارے جو شامتِ ایام سے مقابلہ شیران حنفیہ میں آپھنسے وہ چوکڑی بھولے ہیں کہ اپنی اجتہادی آزادی بھی یاد نہیں یا تو وہ جوش تھے کہ ابوحنیفہ و شافعی کی تقلید بدعت حرام شرک یا اب جا بجا ایک ایک مقلد مالکی شافعی کے ٹھیٹ مقلد بنے ہیں رطب یابس جہاں جو کچھ کلام کسی مقلد کا مل جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی پوچ اور ضعیف ہو اللہ بسم اللہ کہہ کر اُسے آنکھوں سے لگاتے سر پر رکھتے بے سمجھے بوجھے ایمان لے آتے ہیں۔ یہ اعتراض بھی حضرت نے بعض مالکیہ و شافعیہ

کی تقلید جامد کے صدقہ میں پایا ہے مگر شوخ چشمی یہ کہ علمائے حنفیہ جو طرح طرح اُس کی دھجیاں اڑا چکے اُن سے ایک کان گونگا ایک بہرا کرلیا اور پھر اُسی رد شدہ بات باطل و بے ثبات کو پیش کر دیا۔ بہادری تو جب تھی کہ اُن قاہر جوابوں کے جواب دیتے پھر واہی تباہی جو چاہتے فرمالیتے خیر اب بعض جوابات مع تازہ افاضات لیجئے وباللہ التوفیق **اولا** اللہ عزوجل نے نماز خواص و عوام سب پر یکساں فرض کی اور اُس کے لئے اوقات مقرر فرمائے اور اُن کے لئے اول و آخر بتلائے اور اُن پر واضح و عام فہم نشان بتائے کہ اُن کا ادراک ہر خاص و عام کو آسان ہوجائے ہمارے دین میں کوئی تنگی نہ رکھی اور ہم پر کسی طرح دشواری نہ چاہی ماجعل علیکم فی الدین من حرج یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر تو ہر وقت کے اول و آخر شرعی کا پہچاننا خواص و عوام سب کو آسان خصوصاً سفر میں جہاں افق سامنے اور صاف میدان ہو جو نہ دیکھے اور توجہ نہ کرے الزام اُس پر ہے نہ شرع مطہر پر ہاں فصل مشترک حقیقی کہ آن واحد و جزء لایتجزی ہے اُس کا علم بے طرق مخصوصہ انبیاء و اولیاء عامہ بشر کی طاقت سے وراء ہے مگر نہ اُس کے ادراک کی تکلیف نہ اُس پر جمع صوری کی توقیف **ثانیا اقول** اول و آخر کا پہچاننا تو شاید تم بھی فرض جانتے ہو کہ تقدیم و تاخیر بے عذر بالاجماع مبطل و حرام ہے کیا اللہ عزوجل نے امر محال کی تکلیف دی لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا فافہم **ثالثا اقول** تحقیق تام یہ ہے کہ اوقات متصلہ میں عامہ کے لئے پانچ حالتیں ہیں وقت اول پر یقین اُس پر ظن دونوں میں شک آخر کا ظن اُس کا یقین فقہیات میں ظن ملتحق بیقین ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا تو بین الوقتین حکماً بھی اصلاً فاصل نہیں مسئلہ تحری و مسئلہ صلاۃ الفجر فی آخر الوقت وغیرہما میں تصریحات علماء دیکھیے **رابعا اقول** کس نے کہا کہ جمع صوری میں وصل حقیقی بے فصل آنی لازم ہے حدیث مذکور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بروایت صحیح بخاری و حدیث امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم بروایت ابی داود دیکھیے مصطفے صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی رحمت پر نثار حضور نے عوام ہی کے ارشاد کو یہ طرز ملحوظ رکھی کہ مغرب آخر شفق میں پڑھ کر قدرے انتظار فرمایا پھر عشا پڑھی یا بین الصلاتین کھانا ملاحظہ فرمایا اور لطف الہی یہ کہ تمام احادیث جمع میں اگر منقول ہے تو حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا فعل۔ اس کے امت کو بھی ارشاد کہ جسے ضرورت ہوا ایسا ہی

کھولے اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ہے جس میں بروایت صحیح بخاری ثابت کہ دو نمازوں کے بیچ میں قدرے انتظار فرمایا تو آپ کے جہل کا خود رخصت عطا فرمانے والے رؤف رحیم خبیر علیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لحاظ کر لیا تھا مگر افسوس کہ اَب بھی آپ کو شکایت اور رحمت کا نام معاذ اللہ مصیبت ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ مسافر کو بار بار اُترنے چڑھنے وضو نماز کا جُدا جُدا سامان کرنے سے یہ بہت آسان ہے کہ ایک بار اُتر کر دفعۃً دونوں نمازوں سے فارغ ہو لے اول قریب آخر پڑھے اور ایک لطیف انتظار کے بعد آخر اپنے اول میں اس کا انکار صریح مکابرہ ہے ہاں یہ کہیئے کہ وقت گزار کر پڑھنے کی اجازت ملے تو اور آسانی ہے **اقول** دن ٹال کر گھر پہنچ کر اکھٹی پڑھ لینے کی رخصت ہو تو اور آسانی ہے اور بالکل معاف ہو جائے تو پوری چھٹی رخصت میں آسانی درکار ہے پوری آسانی کس نے مانی **خامسا** احمد، بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی طحاوی وغیرہم بطریق عمرو بن دینار عن جابر بن زید حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی وھذا لفظ مسلم قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا قلت یا ابا الشعثاء اظنہ اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء قال وانا اظن ذلک مالک احمد مسلم ابوداود ترمذی نسائی طحاوی وغیرہم اُسی جناب سے بطریق شتی والفاظ عدیدہ راوی وھذا حدیث مسلم بطریق زھیر نا ابو الزبیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الظھر والعصر جمیعا بالمدینۃ فی غیر خوف ولا سفر قال ابو الزبیر فسألت سعیدا لم فعل ذلک فقال سألت ابن عباس کما سألتنی فقال اراد ان لا یحرج احد من امتہ وفی اخری لہ وللترمذی بطریق حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الظھر والعصر وبین المغرب والعشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا مطر وللطحاوی عن صالح مولی التوأمۃ عن ابن عباس فی غیر سفر ولا مطر وفی لفظ للنسائی **اخبرنا** قتیبۃ **ثنا** سفیان عن عمرو عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال صلیت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء وفی

لفظلہ عن عمرو بن هرم عن جابر بن زید عن ابن عباس انہ صلی بالبصرۃ الاولی والعصر لیس بینهما شیئ و المغرب والعشاء لیس بینهما شیئ فعل ذلك من شغل وزعم ابن عباس انہ صلی مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمدینۃ الاولی والعصر ثمان سجدات لیس بینهما شیئ ولمسلم بطریق الزبیر بن الخریت عن عبد اللہ بن شقیق ان التاخیر کان لاجل خطبۃ خطبها ولہ بطریق عمران بن جدیر عن عبد اللہ المذکور عن ابن عباس فی القصۃ قال کنا نجمع بین الصلاتین علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وللطحاوی من هذا الوجہ قد کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربما جمع بینهما بالمدینۃ ان روایات صحاح سے واضح کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسی حالت میں کہ نہ خوف تھا نہ سفر نہ مرض نہ مطر محض بلا عذر خاص مدینہ طیبہ میں ظہر و عصر اور مغرب و عشا بجماعت جمع فرمائیں سفر و خطر و مطر کی نفی تو خود احادیث میں مذکور اور مرض بلکہ ہر عذر ملجی کی نفی سوق بیان سے صاف مستفاد معہذا جب نمازیں جماعت سے تھیں تو سب کا مریض و معذور ہونا مستبعد پھر راوی حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اسی بنا پر صرف طول خطبہ کے سبب تاخیر مغرب و استناد بجمع مذکور انتفائے اعذار پر صریح دلیل حالانکہ مقیم کے لئے بے عذر جمع وقتی ملاجی بھی حرام جانتے ہیں حدیث مسلم انما التفریط علی من لم یصل الصلاۃ حتی یجیئ وقت الصلوۃ الاخری کے جواب میں فرمائیں گے، یہ حدیث اسی شخص کے حق میں ہے کہ بلا عذر نمازیں تاخیر کرے حدیث امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر کے جواب میں کہہ چکے ہیں، منع کرنا عمر کا جمع بین الصلاتین سے حالت اقامت میں بلا عذر تھا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز جمع بلا عذر کے تو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما میں جمع فعلی مراد لینے سے چارہ نہیں اور خود ملاجی نے امام ابن حجر شافعی اور ان کے توسط سے امام قرطبی و امام الحرمین و ابن الماجشون و ابن سید الناس وغیرہم سے یہاں ارادۂ جمع فعلی کی تقویت و ترجیح نقل کی معہذا قطع نظر اس سے کہ روایت صحیحین میں حضرت ابن عباس کے تلامذہ و راویان حدیث جابر بن زید و عمرو بن دینار نے ظناً حدیث کا یہی محمل مانا قال ابن سید الناس

دراوی الحدیث ادری بالمراد من غیرہ روایت نسائی میں خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس جمع کے جمع فعلی ہونے کی تصریح فرمادی کہ ظہر و مغرب میں دیر کی اور عصر و عشا میں جلدی یہ خاص جمع صوری ہے اب کسی کو محل سخن نہ رہا تمہارے امام شوکانی غیر مقلد نے نیل الاوطار میں کہا مما یدل علی تعیین حمل حدیث الباب علی الجمع الصوری ما اخرجہ النسائی عن ابن عباس (وذکر لفظہ قال) فھذا ابن عباس راوی حدیث الباب قد صرح بان ما رواہ من الجمع المذکور ھو الجمع الصوری شوکانی نے اس ارادہ کے اور چند مؤیدات بھی بیان کئے اور انکار جمع صوری اور آپ کے زعم باطل مصیبت کی اپنی بساط بھر خوب خوب خبریں لی ہیں جی میں آئے تو ملاحظہ کر لیجیے بالجملہ شک نہیں کہ حدیث میں مراد جمع صوری ہے اب اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصریح موجود ہے کہ یہ جمع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنظر رحمت و آسانی اُمت کی تھی ملاجی اب اپنی مصیبت کی خبریں کہئے سادسا عجب تر یہ کہ یہی صاحب جنہوں نے جمع صوری کو باعث مشقت و منافی رخصت مانا خود اسی حدیث ابن عباس کو جمع صوری سے تاویل کر گئے کما افاد الامام الزیلعی وغیرہ یہ صریح مناقضت ہے **اقول** ملاجی تو تقلید جامد کا جامہ پہنے بیٹھے ہیں اس تناقض میں بھی تقلید کر گئے حدیث طبرانی مفید جمع صوری کہ عنقریب آتی ہے حضرت اُس کے جواب میں ان کہی بولتے ہیں کہ اس میں کیفیت اُس جمع کی ہے جو قیام میں بلاعذر آنحضرت نے جمع کی تھی جیسا کہ روایت میں ابن عباس کی ہے کہ آنحضرت[عہ] نے حالت قیام میں مدینہ میں جمع صوری کی تھی ملاجی ذرا آنکھ ملا کر بات کیجئے اب وہ مصیبت رحمت و رأفت کیونکر ہو گئی سابعا حدیث حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی احمد و ابوداود و ترمذی جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زنان مستحاضہ کے لئے جمع صوری پسند فرمائی ہے ملاجی کو وہاں بھی یہی عذر معمولی پیش آیا کہ وہ مقیم تھی پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس مع الفارق ہے **اقول** ملاجی جمع صوری تو عوام کیا خواص کو بھی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن تھی وہ بھی سفر کے کھلے میدانوں میں اب کیا دنیا پلٹی کہ پردہ نشین زنان[۱]

---

[۱] یعنی یہ حکم اب بھی ہر مستحاضہ کے لئے ہے تو ثابت ہوا کہ پردہ نشین زنان ناقصات العقل کو جمع صوری میسر ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[عہ] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

نا فقہات العقل کے لئے گھر کی چار دیواریوں میں ممکن ہوگئی **ثامنا** عبدالرزاق مصنف میں بطریق عمرو بن شعیب راوی قال قال عبداللہ جمع لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقیما غیر مسافر بین الظہر والعصر والمغرب والعشاء فقال رجل لابن عمر لم ترے النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعل ذلك قال لان لا تحرج امتہ ان جمع رجل ابن جریر اُس جناب سے بایں لفظ راوی خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر فیجمع بینہما ویؤخر المغرب ویعجل العشاء فیجمع بینہما نیز ابن جریر کی دوسری روایت میں اُسی جناب سے یوں ہے اذا بادر احدکم الحاجۃ فشاء ان یؤخر المغرب ویعجل العشاء ثم یصلیہما جمیعا فعل ان حدیثوں سے بھی ظاہر کہ جمع صوری میں بیشک آسانی و رحمت اور وقت حاجت عام لوگوں کو اس کی اجازت **تاسعا** عبدالرزاق صفوان بن سلیم سے راوی قال جمع عمر بن الخطاب بین الظہر والعصر فی یوم مطیر یعنی امیر المؤمنین فاروق اعظم نے بینہ کے سبب ظہر و عصر جمع کی **اقول** ظاہر ہے کہ امیر المومنین کے نزدیک جمع وقتی حرام و گناہ کبیرہ ہے جس کا بیان انشاء اللہ المنان فصل چہارم میں آتا ہے لاجرم جمع صوری فرمائی **عاشرا** طبرانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر ھذہ فی اٰخر وقتہا ویعجل ھذہ فی اول وقتہا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مغرب و عشا کو جمع فرماتے مغرب کو اُس کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشا کو اُس کے اول وقت میں) یہ وہی حدیث طبرانی ہے جس میں جمع صوری ملاجی ابھی ابھی مان چکے ہیں اس کی نسبت باقی کلام کارد انشاء اللہ العزیز آئندہ آتا ہے۔ غرض شاباش ہے تمہارے جگرے کو کہ صحیح حدیثوں کے ردو ابطال کو کوئی دقیقہ مغالطۂ جاہلین و مکابرۂ عالمین و تقلید مقلدین کا اٹھا نہ رکھو اور پھر عمل بالحدیث کی شیشی کو ٹھیس تک نہ لگے۔ ع چوں وضوئے محکم بی بی تمیز **افادۂ رابعہ** الحمد للہ جب کہ احادیث جمع صوری کی صحت مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کی طرح روشن ہوگئی تو اب جس قدر حدیثوں میں مطلق جمع بین الصلاتین وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ظہر و عصر یا مغرب و عشا کو جمع فرمایا یا عصر و عشا سے ملانے کو ظہر و مغرب میں تاخیر فرمائی و امثال ذالک کسی میں مخالف کے لئے اصلا حجت

نہ رہی سب اسی جمع صوری پر محمول ہونگی اور استدلال مخالف احتمال موافق سے مطرود و مخذول مثل
حدیث ۱ بخاری ومسلم ومالک ودارمی ونسائی وطحاوی وبیہقی بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہم ومسلم ومالک ونسائی وطحاوی بطریق نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یجمع بین المغرب والعشاء اذا جد بہ السیر وفی لفظ لمسلم والنسائی من طریق سالم رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا اعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلوۃ المغرب حتی یجمع بینہما وبین صلاۃ العشاء یہ معنی مجمل بروایات سالم ونافع مستفیض ہیں فرواہ البخاری عن ابی الیمان والنسائی عن بقیۃ وعثمان کلھم عن شعیب بن ابی حمزۃ ومسلم عن ابن وھب عن یونس والبخاری عن علی بن المدینی ومسلم عن یحیی بن یحیی وقتیبۃ بن سعید وابی بکر بن ابی شیبۃ وعمرو الناقد والدارمی عن محمد بن یوسف والنسائی عن محمد بن منصور والطحاوی عن الحمانی ثمانیتھم عن سفیان بن عیینۃ ثلثتھم اعنی شعیبا ویونس وسفین عن الزھری عن **سالم** ومسلم عن یحیی بن یحیی والنسائی عن قتیبۃ والطحاوی عن ابن وھب کلھم عن مالک والنسائی بطریق عبد الرزاق ثنا معمر عن موسی بن عقبۃ والطحاوی عن لیث والبیھقی فی الخلافیات من طریق یزید بن ھارون عن یحیی بن سعید اربعتھم **نافع** کلاھما عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **حدیث ۲** معلق بخاری ووصلہ البیھقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یجمع بین صلاۃ الظھر والعصر اذا کان علی ظھر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء وھو عند مسلم واخرین بذکر غزوۃ تبوک ولابن ماجۃ من طریق ابراھیم بن اسمعیل عن عبد الکریم عن مجاھد وسعید بن جبیر وعطاء بن ابی رباح وطاؤس اخبرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما انہ اخبرھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء فی السفر من غیر ان یعجلہ شیئ ولا یطلبہ عدو ولا یخاف شیئا
قلت ابراھیم ھذا ھو ابن اسمعیل بن مجمع الانصاری ضعیف وعبد الکریم ان لم یکن ابن مالک الجزری فابن ابی المخارق وھو اضعف واضعف والمعروف حدیثہ فی الجمع بالمدینۃ

رواہ الشیخان وجماعۃ کما قدمناہ بطرقھا والفاظھا عما قریب وحدیث بخاری تعلیقا ووصلا وطحاوی وصلا عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین ھاتین الصلاتین فی السفر یعنی المغرب والعشاء وحدیث مالک وشافعی ودارمی ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وطحاوی مطولا ومختصرا عن عامر بن واثلۃ ابی الطفیل عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہم قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک بین الظھر والعصر وبین المغرب والعشاء قال فقلت ماحملہ علٰی ذلک قال فقال اراد ان لایحرج امتہ ھذا لفظ مسلم فی الصلٰوۃ ومثلہ للطحاوی وعند الترمذی صدرہ فقط وھو احد لفظی الطحاوی ولمالک ومن طریقہ عند مسلم فی الفضائل خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عام غزوۃ تبوک فکان یجمع الصلاۃ فصلی الظھر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا حتی اذا کان یوما اخر الصلٰوۃ ثم خرج فصلی الظھر والعصر جمیعا ثم دخل ثم خرج بعد ذلک فصلی المغرب والعشاء جمیعا الحدیث بطولہ وھو بینا القدر من زیادۃ عند ابی داود وحدیث مالک مرسلا ومسندا من طریق داود بن الحصین عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین الظھر والعصر فی سفرہ الی تبوک ھکذا روی عن یحیی مسندا وھو عند محمد وجمھور رواۃ المؤطا عن عبد الرحمٰن بن ھرمز مرسلا وعبد الرحمٰن ھو الاعرج وھو عند البزار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین وحدیث احمد وابن ابی شیبۃ بطریق حجاج بن ارطاۃ مختلف فیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وھو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما قال جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین الصلاتین فی غزوۃ بنی المصطلق وحدیث ترمذی فی کتاب العلل حدثنا ابو السائب عن الجریری عن ابی عثمان عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جد بہ السیر جمع بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء قال الترمذی سألت محمدا یعنی البخاری

عن ھذا الحدیث فقال الصحیح ھو موقوف عن اسامۃ بن زید و **حدیث** احمد بطریق ابن لھیعۃ عن ابی الزبیر قال سألت **جابرا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھل جمع رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المغرب والعشاء قال نعم عام غزونا بنی المصطلق و **حدیث** ابن ابی شیبہ و ابو جعفر طحاوی اما الاول فبطریق ابن ابی لیلیٰ عن ھذیل و اما الاٰخر فعن ابی قیس الاودی عن ھذیل بن شرحبیل عن **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع ولفظ الاٰخر کان یجمع بین الصلاتین فی السفر وللطبرانی فی معجمیہ الکبیر والاوسط عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جمع رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء فقیل لہ فی ذلک فقال صنعت ذلک لئلا تحرج امتی و **حدیث** طبرانی فی المعجم الاوسط عن ابی نضرۃ عن **ابی سعید الخدری** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر **حدیث** مرسل و بلاغ مالک انہ بلغہ عن **علی بن حسین** ھو ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما انہ کان یقول کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اراد ان یسیر یومہ جمع بین الظھر والعصر و اذا اراد ان یسیر لیلہ جمع بین المغرب والعشاء و لہٰذا سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤطا شریف میں حدیث پنجم روایت کرکے فرماتے ہیں بھذا ناخذ والجمع بین الصلاتین ان تؤخر الاولیٰ منھما فتصلی فی اٰخر وقتھا و تعجل الثانیہ فتصلی فی اول وقتھا یعنی جو اس حدیث میں آیا کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر و عصر جمع فرماتے ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور جمع کے معنی جمع صوری ہیں) ملا جی تو ایک ہوشیار ان احادیث اور ان کے امثال کو محتمل و بے سود سمجھ کر خود بھی زبان پر نہ لائے اور اغوائے عوام کے لئے یوں گول اور پردہ کہہ گئے کہ

جمع بین الصلاتین فی سفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ سے بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سے، پھر بندرہ۱۵ صحابہ کرام کے اسمائے طیبہ گنا کر خود ہی کہا۔ لاکن مجموعہ روایات میں بعضی ایسی ہیں کہ ان میں فقط جمع کرنا رسول اللہ کا دو نمازوں کو بیان کیا ہے کیفیت جمع کی بیان نہیں کی ہیں حنفی لوگ ان

حدیثوں میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے جمع صوری ہے اس لئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو منصفین با فہم اُن حدیثوں مجمل الکیفیت کو بھی انہیں احادیث مبینۃ الکیفیت پر محمول سمجھیں اھ ملخصا **اقول** بالفرض اگر جمع صوری ثابت نہ ہوتی تاہم محتمل تھی اور احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب آفتاب کی طرح روشن دلیلوں سے جمع صوری کا احادیث صحیحہ سے ثبوت ظاہر تو اب براہ تلبیس پندرہ صحابہ کی روایت سے اپنے مطلب کا ثبوت صحیح بتانا اور جا بجا عوام کو دہشت دلانے کے لئے کہیں چودہ کہیں پندرہ سنانا کیا مقتضائے ملائیت ابتو ملاجی کی تحریر خود اُن پر بازگشتی تیر ہوئی کہ جب احادیث صحیحہ صریحہ سے جمع صوری ثابت تو منصفین با فہم اُن حدیثوں مجمل الکیفیۃ کو بھی انہیں احادیث مبینۃ الکیفیۃ پر محمول سمجھیں رہے وہ صحابہ جن کی روایات اپنے زعم میں صریح سمجھ کر لائے اور نص مفسر نا قابل تاویل کہتے ناظرین نقاد کا خوف نہ لائے وہ صرف چار ہیں دو جمع تقدیم دو جمع تاخیر میں اُن روایات کا حال بھی عنقریب انشاء اللہ القریب المجیب کھلا جاتا ہے اُس وقت ظاہر ہوگا کہ دعوے کر دینا آسان ہے مگر ثبوت دیتے تین ہاتھ بیرا ناہے۔ وللہ الحجۃ السامیہ۔

فصل دوم ابطال دلائل جمع تقدیم

واضح ہو کہ جمع تقدیم غایت درجہ ضعف و سقوط میں ہے حتی کہ بہت علمائے شافعیہ و مالکیہ تک معترف ہیں کہ اُس کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہ ہوئی مگر ملاجی اپنی ملائیت کے بھروسے بیڑا اٹھا کر چلے ہیں کہ اُسے احادیث صحیحہ صریحہ مفسرہ قاطعہ سے ثابت کر دکھائیں گے ع چلا تو ہے وہ بت سیم تن شب وعدہ ؛ اگر حجاب نہ روکے حیا نہ یاد آئے ؛ جمع تقدیم و تاخیر دونوں کی نسبت حضرت کے یہی دعوے ہیں ابھی سن چکے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں پھر بعد ذکر احادیث فرمایا یہ ہیں دلائل ہمارے جواز جمع پر جن میں کسی طرح عذر اور تاویل اور جرح اور قدح کو دخل نہیں آخر کتاب میں فرمایا نصوص قاطعہ تاویل اس سے اوپر لکھا احادیث صحاح جو جمع بین الصلاتین

پر قطعاً اور یقیناً دلالت کرتی ہیں۔ بہت اچھا ہم بھی مشتاق ہیں مگر بے حاصل ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ✤ جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

حضرت بکمال عرق ریزی دو حدیثیں تلاش کرکے لائے وہ بھی ثمرۂ نظر شریف نہیں بلکہ مقلدین شافعیہ کی تقلید جامد سے حدیث اول بعض طرق حدیث سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ اس جناب سے روایت صحیحہ معروفہ مشہورہ مرویہ کبار ائمہ تو وہ تھی جو ان احادیث مجملہ سے حدیث چہارم میں گزری جس میں سوا جمع کے کوئی کیفیت مخصوصہ مذکور نہ تھی جماہیر ائمہ و حفاظ نے اُسے یوہیں روایت کیا رواہ عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ جماعۃ من الحفاظ منھم سفیان الثوری وقرۃ بن خالد ومالک بن انس واٰخرون اما سفیٰن فعند ابن ماجۃ واما قرۃ فعنہ خالد بن الحارث عند مسلم وعبد الرحمٰن بن مھدی عند الطحاوی واما مالک فعنہ الشافعی فی مسندہ وابن وھب عند الطحاوی وابو القاسم عند النسائی وابو علی الحنفی عند الدارمی وعن الدارمی مسلم فی صحیحہ یہی اہل علم کے نزدیک معروف ہے مگر ایک روایت غریبہ شاذہ بطریق لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل یوں آئی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اٰخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر فیصلیھا جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظھر والعصر جمیعا ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اٰخر المغرب حتی یصلیھا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل فصلاھا مع المغرب رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم والدارقطنی والبیھقی زاد الترمذی بعد قولہ اذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر الی الظھر وصلی الظھر والعصر جمیعا الحدیث یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اُسے عصر سے ملاتے تو دونوں کو ساتھ پڑھتے اور جب دوپہر کے بعد کوچ فرماتے تو عصر میں تعجیل کرتے اور ظہر و عصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشا کے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشا میں تعجیل کرتے

اُسے مغرب کے ساتھ پڑھنے، امام ترمذی فرماتے ہیں یہ غریب ہے معروف روایت ابی الزبیر ہے حیث قال حدیث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ حدیث غریب والمعروف عند اھل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع فی غزوۃ تبوک بین الظھر والعصر و بین المغرب والعشاء رواہ قرۃ بن خالد و سفیٰن الثوری و مالک وغیر واحد عن ابی الزبیر المکی پھر ائمۂ شان مثل ابوداؤد و ترمذی و ابوسعید بن یونس فرماتے ہیں اسے سوا قتیبہ بن سعید کے کسی نے روایت نہ کیا یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اُس پر غلط ہونے کا حکم فرمایا کما نقلہ الامام البدر فی العمدۃ والشوکانی الظاھری فی شرح المنتقی عن الحافظ ابی سعید بن ابی یونس امام ابوداود نے منکر کہا کما فی البدر المنیر وعنہ فی النیل بلکہ رئیس الناقدین امام بخاری نے اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث نہ لیث نے روایت کی نہ قتیبہ نے لیث سے سنی بلکہ خالد بن قاسم مدائنی متروک بالاجماع مطعون بالکذب نے قتیبہ کو دھوکا دے کر ان سے روایت کرادی اُس کی عادت تھی کہ براہ مکر و حیلہ شیوخ پر اُن کی ناشنیدہ روایتیں داخل کر دیتا لاجرم حاکم نے علوم الحدیث میں اُس کے موضوع ہونے کی تصریح کی یہ سب باتیں علمائے حنفیہ مثل امام زیلعی شارح کنز و امام بدر عینی شارح صحیح بخاری و علامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ کے سوا شافعیہ و مالکیہ و ظاہریہ قائلان جمع بین الصلاتین مثل امام قسطلانی شافعی شارح بخاری و علامہ زرقانی مالکی شارح مؤطا و مواہب و شوکانی ظاہری شارح منتقی وغیرہم نے امام ابن یونس و امام ابوعبداللہ حاکم و امام المحدثین بخاری سے نقل کیں بلکہ انہیں نے اور ان کے غیر مثل صاحب بدر منیر وغیرہ نے امام ابوداود سے حکم منکر نقل کیا کہ جو مضمون اس روایت کا ہے اس باب میں اصلاً کوئی حدیث قابل استناد نہیں کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی تو باوصف تصریحات ائمۂ شان خصوصًا بخاری کے پھر ملاجی کا اس روایت کی تصحیح میں عرق ریزی بے حاصل اور توثیق لیث و قتیبہ وغیرہما رواۃ و قبول تفرد ثقہ کے اثبات میں تطویل لاطائل کرنا کیسی جہالت فاحشہ ہے کس نے کہا تھا کہ قتیبہ یا لیث یا یزید بن ابی حبیب یا معاذ اللہ حضرت ابوالطفیل

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضعیف ہیں ملاجی بایں پیرانہ سالی وودعوائے محدثی ابھی حدیث معلول ہی کو نہیں جانتے
کہ اُس کے لئے کچھ ضعف راوی ضرور نہیں بلکہ با وصف وثاقت و عدالت رواۃ حدیث میں علت
قادحہ ہوتی ہے کہ اُس کا رد واجب کرتی ہے جسے بخاری وابوداود وغیرہما سے ناقدین پہچانتے ہیں۔
بخاری وابوسعید وحاکم نے بھی تو قتیبہ پر جرح نہ کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ اُنہیں دھوکا دیا گیا غلط میں پڑ گئے
پھر اس سے عدالت قتیبہ کو کیا نقصان پہنچا وثاقت قتیبہ سے حدیث کو کیا نفع ملا ہاں یہ دفتر توثیق اپنے
پیشوا ابن حزم غیر مقلد لامذہب کو سنائیے جس خبیث اللسان نے آپ کی اس روایت کے رد میں سیدنا
ابوالطفیل صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عیاذاً باللہ مقدوح و مجروح بتایا جسے دوسرے غیر مقلد شوکانی نے نقل
کیا۔ غیر مقلدوں کی عادت ہے کہ جب حدیث کے رد پر آتے ہیں خوف خدا و شرم دنیا سب
بالائے طاق رکھ جاتے ہیں اسی ابن حزم نے باجے حلال کرنے کے لئے صحیح بخاری شریف کی صحیح
متصل حدیث کو بزعم تعلیق رد کیا جس کا بیان امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح صحیح مسلم شریف
میں فرمایا وہی ڈھنگ موصول کو معلق مسند کو مرسل بنا کر احادیث صحیحہ جیدہ کو رد کرنے کے آپ نے
سیکھے ہیں کما تقدم ومن یشبہ اباہ فما ظلم **ثم اقول** وتحسین الترمذی یرجع الی حدیث
معاذ لقولہ حدیث معاذ حدیث حسن غریب واذا اتی علی ھذہ الروایۃ لم یحسنہ
انما قال وحدیث اللیث عن یزید غریب وافاد انہ خلاف المعروف فقال والمعروف
عند اھل العلم حدیث معاذ الخ واما ابن حبان فلا نعلم لہ فضلا علی ابی سعید بن
یونس فانہ ایضا ثقۃ ثبت حافظ امام من ائمۃ الشان کلاھما من الاقران من تلامذۃ
الامام النسائی ابی عبدالرحمن وابن یونس لنزاھۃ من نفس فلسفی احب الی الناس من
ابن حبان وقد قال الامام ابو عمرو بن الصلاح فی طبقات الشافعیۃ ربما غلط الغلط
الفاحش فی تصرفاتہ کما نقلہ الذھبی فی تذکرۃ الحفاظ فانی یدانی ابا داود فضلا ان
یوازیہ فضلا عن یباریہ فضلا عن ذاک الجبل الجلیل محمد بن اسمٰعیل وقد عرف اھل بالنسا
فی باب الصحیح بل والتحسین ھو والترمذی کما نص علیہ الائمۃ وحققناہ فی رسالتنا

مدارج طبقات الحدیث ۱۳۱۳ھ علی ان الجراح مقدم فی مثل المقام فان من اثبت فاعا نظر الی ثقۃ الرواۃ ولم یطلع علی ما اطلع علیہ غیرہ من العلۃ ومن یعلم قاض علی من لایعلم واﷲ اعلم من کل اعلم **ثم اقول** اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی اور ہنوز کلام علماء طویل ہے مگر فقیر غفراﷲ تعالٰی لہ کہتا ہے نظر تحقیق کو رخصت تدقیق دیجئے تو اس روایت کا کونسا حرف جمع حقیقی میں نص ہے اُس کا حاصل تو صرف اس قدر کہ حضور والا صلے اﷲ تعالٰی علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر کو جمع فرماتے اگر دوپہر سے پہلے کوچ ہوتا تو راہ میں اُتر کر ورنہ منزل ہی پہلی صورت میں جمع بعد سیر ہوتی اور دوسری میں سیر بعد جمع پھر اس میں جمع صوری کا خلاف کیا ہوا حدیث کا کونسا لفظ حقیقی کی تعیین کر رہا ہے اذا ارتحل بعد زیغ الشمس میں خواہی نخواہی بعدیت متصلہ پر کیا دلیل ہے بلکہ اس کے عدم پر دلیل قائم کہ جزاً صلّی شمار ہے بلکہ الفاظ اخر الظہر وعجل العصر سے جمع صوری ظاہر ہے ظہر دیر کرکے پڑھی عصر جلد پڑھی اس سے یہی معنی مفہوم ومتبادر ہوتے ہیں کہ ظہر اپنے آخر وقت میں عصر اپنے شروع وقت میں نہ یہ کہ ظہر عصر میں پڑھی جائے یا عصر ظہر میں ولہذا علمائے کرام مثل امام اجل طحاوی وابو الفتح ابن سید الناس وغیرہما بلکہ ان کے علاوہ آپ کے امام شوکانی نے بھی ان الفاظ تاخیر وتعجیل کو جمع صوری کی صریح دلیل مانا شرح منتقی میں کہا مما یدل علی تعیین حمل حدیث الباب علی الجمع الصوری ما اخرجہ النسائی عن ابن عباس بلفظ صلیت مع النبی صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم الظہر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا اخر الظہر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء وھذا ابن عباس راوی حدیث الباب قد صرح بان مارواہ من الجمع المذکور وھو الجمع الصوری اُسی میں ہے ومن المؤیدات للحمل علی الجمع الصوری ایضا ما اخرجہ ابن جریر عن ابن عمر قال خرج علینا رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم فکان یؤخر الظہر ویعجل العصر فیجمع بینہما ویؤخر المغرب ویعجل العشاء فیجمع بینہما وھذا ھو الجمع الصوری معہذا ظہر ومغرب کا جب وقت کھو دینا ٹھہرا تو عصر وعشاء میں جلدی کا ہے کی اطمینان سے منزل پر پہنچ کر دونوں پڑھ لی جاتیں ہاں جمع صوری اُن کی تعجیل ہی سے ممکن

توحدیث اُسی طرف ناظر بالجملہ شک نہیں کہ یہ روایت بھی انہیں احادیث مجملۃ الکیفیۃ سے ہے جسے ملاجی نے خواہی نخواہی جمع حقیقی میں نص مفسر ناقابل تاویل مان لیا، الحمد للہ اس تحریر کے بعد مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مطالعہ نے ظاہر کیا کہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے حدیث کی یہی تفسیر کی جو فقیر نے تقریر کی۔ فرماتے ہیں (جمع بین الظہر والعصر) ای فی المنزل بان اخر الظہر الی اخر وقتہ وعجل العصر فی اول وقتہ پھر فرمایا (جمع بین المغرب والعشاء) ای فی المنزل کما سبق حدیث دوم اور تم نے کیا جانا کیا حدیث دوم وہ حدیث جسے جمع صلاتین سے اصلاً علاقہ نہیں جس میں اثبات جمع کا نشان نہیں بو نہیں گمان نہیں خود قائلین جمع نے بھی اُسے مناظرہ میں پیش نہ کیا ہاں بعض علمائے شافعیہ نے شرح حدیث میں استطراداً جس طرح شراح بعض فوائد زوائد حدیث سے استنباط کر جاتے ہیں لکھ دیا کہ اس میں جمع سفر پر دلیل ہے ملاجی چار طرف ٹٹول میں تھے ہی تقلید جامد شافعیہ کی لاٹھی پکڑے آنکھیں بند کئے پہنچے فیہ دلیل پر ہاتھ پڑا الحکم لکل ساقطۃ لاقطۃ جھٹ خوش خوش اٹھا لائے اور معرکہ مناظرہ جما دی وہ کیا یعنی حدیث صحیحین عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ خرج علینا النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ فصلے لنا الظھر والعصر ولفظ البخاری خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالھاجرۃ فصلے بالبطحاء الظھر رکعتین والعصر رکعتین سچ تو ہے ملاجی کی داد نہ فریاد اب کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت اسے جمع حقیقی کی دلیل نہ صرف دلیل بلکہ صاف صریح ناصالح تاویل بتانا کن کھلی آنکھوں کا کام ہے سبحان اللہ حدیث کا مفاد صرف اتنا کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دوپہر کو یا ظہر کے اول وقت یا عصر سے پہلے خیمۂ اقدس سے برآمد ہو کر وضو کیا اور ظہر و عصر اسی موضع بطحا میں ادا فرمائیں اس میں تو مطلق جمع بھی نہ نکلی نہ کہ جمع حقیقی میں نص ہو ملاجی تو آپ جانیں ایک ہوشیار ہیں خود سمجھے کہ حدیث مطلب سے محض بے علاقہ ہے لہذا یہ نامندمل زخم بھرنے کو بشرم عوام کچھ عربی بولے اور یوں اپنی نحودانی کے پردے کھولے کہ ہاجرہ خروج و وضو و صلاۃ سب کی ظرف ہے اور فا ترتیب بے مہلت کے لئے تو بمقتضائے فا معنے یہ ہوئے کہ یہ سب کام ہاجرہ ہی میں ہو لئے ظاہر یہی ہے تو اس سے عدول بے مانع قطعی نارو اعلاوہ بریں عصر ظہر پر معطوف اور صلّے توضأ سے بے مہلت مربوط

تو معطوف معمول کو جدا کر لینا کیونکر جائز اھ ملخصا مھذبا مترجما اس پر بہت وجوہ سے رد ہیں مثلاً **اول** فا کو ترتیب ذکری کافی مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر **ثانی** عدم مہلت ہر جگہ اُس کے لائق ہوتی ہے کما فی فواتح الرحموت تزوج فولدلہ میں کون کہے گا کہ نکاح کرتے ہی اُسی آن میں بچہ پیدا ہوا تو جیسے وہاں تقریباً ایک سال کا فاصلہ منافی مقتضائے فا نہیں ظہر و عصر میں دو ساعت کا فاصلہ کیوں منافی ہوگا **ثالث** ہاجرہ ظرف خروج ہے ممکن کہ خروج آخر ہاجرہ میں ہو کہ وضو و نماز ظہر تک تمام ہو جائے اور نماز عصر بلا مہلت اُس کے بعد ہو ہاجرہ کچھ دوپہر ہی کو نہیں کہتے زوال سے عصر تک سارے وقت ظہر کو بھی شامل ہے کما فی القاموس تو مخالفت ظاہر کا ادعا بھی محض باطل **رابع** حدیث مروی بالمعنے ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی کہ ایسی حدیث کے فا و واو وغیرہما سے استدلال صحیح نہیں کما فی الحجۃ البالغۃ یہ تلخیص و تہذیب اجوبہ ہے وقد ترکنا مثلھا فی العدد **وانا اقول** وبحول اللہ اصول **خامس** ہاجرہ کو ظرف افعال ثلثہ کہنا محض ادعائے بے دلیل ہے فا تعقیب چاہتی ہے اتحاد زمانہ نہیں چاہتی نہ یہ بلکہ تعدد واجب کرتی ہے کہ تعقیب بے تعدد معقول نہیں **سادس** ظرفیت ثلاثہ فا سے ثابت یا خارج سے اول بداہۃً باطل کما علمت بر تقدیر ثانی حدیث فالغو محض ہے کہ عصر فی الہاجرہ اُسی قدر سے ثابت پھر باوصف لغویت اُسی کی طرف اسناد کہ بمقتضائے فا یہ معنے ہوئے اور عجیب تر **سابع** ذرا صفت حجۃ الوداع میں حدیث طویل سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح مسلم وغیرہ میں ملاحظہ فرماتے ہیں فلما کان یوم الترویۃ توجھوا الی منی فاھلوا بالحج ورکب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی بھا الظھر والعصر والمغرب والعشاء والفجر (جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حج کا احرام باندھ کر منی کو چلے اور حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے تو منے میں ظہر و عصر و مغرب و عشاء و فجر پانچوں نمازیں پڑھیں) ملاجی وہی فا ہے وہی ترتیب وہی عطف وہی ترکیب، اب یہاں کہہ دینا کہ سوار ہوتے ہی متصل بے مہلت پانچوں نمازیں ایک وقت میں پڑھ لیں جو معنے صلی الظھر والعصر الخ کے یہاں ہیں وہی وہاں اور یہ قطعاً محاورۂ عامہ

شائع سائغ ہے کہ اصلاً مفید وصل صلوات نہیں ہوتا ومن ادعی فعلیہ البیان **ثامن** کلام متناقض ہے کہ اول کلام میں حکم وصل سے عصر کا فصل خلاف ظاہر ماننا یہ دلیل صحت ہے آخر میں کیونکر جائز کہا یہ دلیل فساد **تاسع** تاویل کے لئے قطعیتِ مانع ضروری جاننا عجب جہل ہے کیا اگر کسی حدیث کے ظاہر سے ایک معنے متبادر ہوں اور دوسری حدیث صحیح اُس کے خلاف میں صریح تو حدیث اول کو اس کے خلاف ہی پر حمل واجب ہے کہ بے مانع قطعی ظاہر سے عدول کیونکر ہو نقل کرنا سہل ہے محل ومقام ومقصد کلام کا سمجھنا نصیب اعدا **عاشر** آپ جو اپنی نصرت خیالات کو احادیث صحیحہ میں جابجا تاویلات رکیکہ باردہ کرتے ہیں اُن کے جواز کا فتوےٰ کہاں سے پایا مجتہدات میں قاطع کہاں مثلاً مسئلہ وقت ظہر یک مثل کے بنانے کو جو حدیث صحیح صریح صحیح بخاری حتی ساوی الظل التلول کے معنی بگاڑے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے اُس کا عذر کیا معقول ارشاد ہوتا ہے منشاء تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہنا ثابت ہیں پس جمعاً بین الادلہ یہ تاویلیں حق کی گئیں اب خدا جانے یہ قطعیت مانع یہ تاویلیں حق کیونکر ہوئیں مخالفتِ ظاہر کے باعث سلفہ کیوں نہ ہوگئیں **حادی عشر** طرفہ نزاکت صدر کلام میں یہ بیڑا اٹھا کر چلے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل مخالف کو دخل نہیں ذکر کرتے ہیں اور یہاں ایسے گرے کہ صرف ظاہر سے سند لائے تاویل خود ہی مان گئے **ثانی عشر** آپ کی فضولیات کی گنتی کہاں تک اصل مقصود کی دھجیاں لیجئے صحیحین میں حدیث مذکور کے یہ لفظ تو دیکھیے جن میں فا سے یہ فی نکالی مگر یہی حدیث انہیں صحیحین میں متعدد طرق سے بلفظ ثم آئی جو آپ کی تعقیب بے مہلت کو تعاقب سے دم لینے کی مہلت نہیں دیتی صحیح بخاری شریف باب صفۃ النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطریق شعبۃ عن الحکم قال سمعت ابا جحیفہ قال خرج رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ ثم صلی الظھر رکعتین والعصر رکعتین نیز باب مذکور بطریق مالك بن مغول عن عون عن ابیہ وفیہ خرج بلال فنادی بالصلوۃ ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوقع الناس علیہ یأخذون منہ ثم دخل فاخرج العنزۃ وخرج رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کانی انظر الی وبیص ساقیہ فرکز العنزۃ ثم صلی الظہر رکعتین و العصر رکعتین چلئے کہاں کو ان دو نے تو آپ کی تعقیب ہی بگاڑی ہے تیسرا اور نہ لیئے جاؤ سو جو خود ظہر و عصر میں فاصلہ کر دکھائے صحیح مسلم شریف بطریق سفین نا عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ وفیہ فخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتوضأ و اذن بلال ثم رکزت العنزۃ فتقدم فصلی الظہر رکعتین ثم صلی العصر رکعتین ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینۃ ملاجی اب مزاج کا حال بتائیے ع حفظت شیئا و غابت عنك اشیاء۔ الحمد للہ اس فصل کی بھی اصل کلام نے وصل ختام بر وجہ احسن پایا۔ اب حسب فصل اول چند افاضات لیجئے **افاضۂ اولیٰ** ہمارے اجلۂ ائمۂ حنفیہ مالکیہ شافعیہ اور ملاجی کے امام ظاہر یہ سب بالاتفاق اپنی کتب میں نقل کر رہے ہیں کہ امام اجل ابوداود صاحب سنن نے فرمایا لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم جمع تقدیم میں کوئی حدیث ثابت نہیں امام زیلعی فرماتے ہیں قال ابوداود ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم امام بدر محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں قلت حکی عن ابی داود انہ انکر ھذا الحدیث وحکی عنہ یصرانہ قال لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم اسی طرح علامہ سید میرک شاہ حنفی نے نقل فرمایا مولانا علی قاری مکی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں حکی عن ابی داود انہ قال لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم نقلہ میرك فھذا شھادۃ بضعف الحدیث وعدم قیام الحجۃ للشافعیۃ امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں قد قال ابوداود ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم بعینہ اسی طرح علامہ زرقانی مالکی نے شرح موطائے امام مالک و نیز شرح مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرمایا شوکانی غیر مقلد کی نیل الاوطار میں ہے قال ابوداود و ھذا حدیث منکر ولیس فی جمع التقدیم حدیث قائم بھلا ابوداود سا امام جلیل الشان یہ تصریح فرمایا جسے علمائے مابعد حتی کہ قائلان جمع بھی بلا نکیر و انکار نقل فرماتے آئے نہ آج تک کوئی اُس کا پتہ دے سکا اب ملاجی چاہیں کہ میں حدیث صحیحین سے ثابت کر دوں یہ کیونکر بنی مگر قیامت **لطیفہ** دلہ با کھسیانی ادا یہ ہے کہ جھنجھلائی

نظروں سے جل کر فرمایا کچھ غیرت آوے تو نشان دہی کریں کہ ابوداود نے کونسی کتاب میں یہ قول کہا ہے

یعنی نقول ثقات عدول محض مردود و نامقبول جب تک قائل خود اپنی کتاب میں تصریح نہ کرے اُس سے کوئی نقل معتبر نہ ہوگی **اقول** ملاجی ان جھنجلاہٹوں میں حق بجانب تمہارے ہے تم دلی کی ٹھنڈی سڑک پر ہوا کھلانے کے قابل تھے یہ حنفی لوگ عبث تمہیں چھیڑ کر لو کھلائے دیتے ہیں بھلا **اولاً** اتنا تو ارشاد ہو کہ بہت ائمہ جرح و تعدیل و تصحیح و تضعیف وغیرہم ایسے گزرے جن کی کوئی کتاب تصنیف نہیں اُن سے نقل معتبر ہونے کا کیا ذریعہ ہوگا **ثانیاً** آپ جو اپنی مبلغ علم تقریب کے بھروسے رواۃ میں کسی کو ثقہ کسی کو ضعیف کسی کو چنیں کسی کو چناں کہہ رہے ہیں ظاہر ہے کہ مصنف تقریب نے اُن میں کسی کا زمانہ تک نہ پایا صدہا سال بعد پیدا ہوئے انہیں دیکھنا اور اپنی نگاہ سے پرکھنا تو قطعاً نہیں اسی طرح ہر غیر ناظر میں یہی کلام ہوگا اب رہی دیکھنے والوں سے نقل سوا مواضع عدیدہ کے ثبوت تو دیجیے کہ ناظرین مبصرین نے اپنی کس کتاب میں اُن کی نسبت یہ تصریحیں کی ہیں **ثالثاً** آپ کی اسی کتاب میں اور بیسیوں نقول سلف سے ایسی نکلیں گی کہ آپ حکایات متاخرین کے اعتقاد پر نقل کر لائے اور ان سے احتجاج کیا کچھ غیرت رکھتے ہو تو نشان دہی کرو کہ وہ باتیں منقول عنہم نے کس کتاب میں لکھی ہیں مگر یہ کہیے کہ یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ **افضۂ ثانیہ** رہی اس باب میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی احمد و شافعی و عبدالرزاق و بیہقی وھذا حدیث احمد اذ یقول حدثنا عبد الرزاق اخبرنا ابن جریج اخبرنی حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس عن عکرمۃ وکریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال الا اخبرکم عن صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فی السفر قلنا بلی قال کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظھر والعصر قبل ان یرکب واذا لم تزغ لہ فی منزلہ سار حتی اذا کانت العصر نزل فجمع بین الظھر والعصر واشار الیہ ابوداود تعلیقا فقال رواہ ھشام بن عروۃ عن حسین بن عبد اللہ عن کریب عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولم یذکر لفظہ خود قائلان جمع اس کا ضعف تسلیم کر گئے شاید اسی لئے کچھ سوچ سمجھ کر ملاجی بھی اُس کا ذکر زبان پر نہ لائے لہذا اُس میں زیادہ کلام کی ہمیں حاجت نہیں تاہم اتنا معلوم رہے کہ اُس کے راوی حسین مذکور ائمۂ شان کے نزدیک ضعیف ہیں یحیٰی نے فرمایا ضعیف ابوحاتم رازی نے فرمایا

ضعیف یکتب حدیثه ولایحتج به ابوزرعہ وغیرہ نے کہا لیس بقوی جوزجانی نے کہا لایشتغل به ابن حبان نے کہا یقلب الاسانید ویرفع المراسیل محمد بن سعد نے کہا کان کثیر الحدیث ولم ارھم یحتجون بحدیثه یہاں تک کہ نسائی نے فرمایا متروك الحدیث امام بخاری نے فرمایا علی بن مدینی نے کہا ترکت حدیثه لاجرم حافظ نے تقریب میں کہا ضعیف اس حدیث کی تضعیف شرح بخاری قسطلانی شافعی وشرح مؤطا زرقانی مالکی وشرح منتقی شوکانی ظاہری میں دیکھیے ارشاد میں فتح الباری سے ہے لکن له شاهد من طریق حماد عن ایوب عن ابی قلابة عن ابن عباس لا اعلمه الا مرفوعا انه کان اذا نزل منزلا فی السفر فاعجبه اقام فیه حتی یجمع بین الظهر والعصر ثم یرتحل فاذا لم یتهیأ له المنزل مد فی السیر فسار حتی ینزل فیجمع بین الظهر والعصر اخرجه البیهقی ورجاله ثقات الا انه مشکوك فی رفعه والمحفوظ انه موقوف وقد اخرجه من وجه اٰخر مجزوما بوقفه علی ابن عباس ولفظه اذا کنتم سائرین فذکر نحوه شرح مؤطا میں اسے ذکر کرکے فرمایا وقد قال ابوداود ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم **اقول** وہ ضعیف اور اُس کا یہ شاہد موقوف اگر بالفرض صحیح ومرفوع بھی ہوتے تو کیا کام دیتے کہ اُن کا حاصل تو یہ کہ جو منزل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پسند آتی اور دوپہر وہیں ہوجاتا تو ظہر وعصر دونوں سے فارغ ہوکر سوار ہوتے اس میں عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں نکلا بعینہ اسی بیان سے شاہد کا سار حتی ینزل فیجمع جمع حقیقی پر اصلا نص نہیں اور کانت العصر کا جواب بعونہ تعالٰی بیانات آئندہ سے لیجئے وباللہ التوفیق اگر کہیے روایت شافعی یوں ہے **اخبرنی** ابن ابی یحیی عن حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فذکر الحدیث وفیه جمع بین الظهر والعصر فی الزوال **اقول** اس کی سند میں ابن ابی یحیی رافضی قدری معتزلی جہمی متروک واقع ہے امام اجل یحیٰی بن سعید قطان وامام اجل یحیٰی بن معین وامام اجل علی بن مدینی وامام یزید بن ہارون وامام ابوداؤد وغیرہم اکابر نے فرمایا کذاب تھا امام احمد نے فرمایا ساری بلائیں اس میں تھیں امام مالک نے فرمایا وہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں۔ امام بخاری وغیرہ نے فرمایا ائمہ محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے

ابراھیم بن ابی یحیی احد العلماء الضعفاء قال یحیی بن سعید سألت مالکا عنه اکان ثقة فی الحدیث
قال لا ولا فی دینه وقال یحیی بن معین سمعت القطان یقول ابراھیم بن ابی یحیی کذاب وروی
ابو طالب عن احمد بن حنبل قال ترکوا حدیثه قدری معتزلی یروی احادیث لیس لها اصل
وقال البخاری ترکه ابن المبارک والناس وروی عبد اللہ بن احمد عن ابیه قال قدری
جهمی کل بلاء فیه ترک الناس حدیثه وروی عباس عن ابن معین کذاب رافضی وقال
محمد بن عثمان بن ابی شیبه سمعت علیا یقول ابراھیم بن ابی یحیی کذاب وقال النسائی والدار
قطنی وغیرهما متروک اُسی میں ہے قال ابن حبان کان یکذب فی الحدیث اُسی میں ہے۔
قال ابو محمد الدارمی سمعت یزید بن هارون یکذب ابراھیم ابن ابی یحیی تذہیب التہذیب میں
ہے عن الزهری وصالح مولی التوأمة وعنه الشافعی وآخرون قال عبد اللہ بن احمد عن ابیه
کان قدریا معتزلیا جهمیا کل بلاء فیه قال ابو طالب عن احمد بن حنبل ترک الناس حدیثه
وکان یأخذ احادیث الناس فیضعها فی کتبه وقال یحیی القطان کذاب وقال احمد بن
سعید بن ابی مریم قلت لیحیی بن معین فابن ابی یحیی قال کذاب تذکرۃ الحفاظ میں ہے
قال ابن معین وابو داود رافضی کذاب لاجرم تقریب میں ہے متروک اھ الکل باختصار یہاں
تک کہ ابو عمر بن عبد البر نے کہا اُس کے ضعف پر اجماع ہے کما نقله فی المیزان فی ترجمة عبد الکریم
بن ابی المخارق واللہ تعالیٰ اعلم **افضیٰ تا ثالثہ** یو ہیں حدیث دارقطنی حدثنا احمد بن محمد بن سعید
ثنا المنذر بن محمد ثنا ابی ثنا ابی ثنا محمد بن الحسین بن علی بن الحسین ثنی ابی عن ابیه عن
جده عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اذا ارتحل حین تزول
الشمس جمع بین الظهر والعصر فاذا جد به السیر اخر الظهر وعجل العصر ثم جمع بینهما اس میں
سوا عترت طاہرہ کے کوئی راوی ثقہ معروف نہیں عمدۃ القاری میں فرمایا لایصح اسناده شیخ الدارقطنی
ھو ابو العباس بن عقدة احد الحفاظ لکنه شیعی **قلت** بل نص فی موضع آخر من المیزان فیه
وفی ابن خراش ان فیهما رفضا وبدعة فقد تکلم فیه الدارقطنی وحمزة السهمی وغیرهما

https://www.facebook.com/darahlesunnat

وشیخہ المنذر بن محمد بن المنذر لیس بالقوی ایضا قال الدارقطنی ایضا و ابو ہ وجدہ یحتاج الی معرفتہما **اقول** وہ صحیح ہی سہی تو انصافاً صاف صاف ہمارے مفید و موافق ہے اُس کا صریح مفاد یہ کہ سورج ڈھلنے ہی کوچ ہوتا تو ظہرین جمع فرماتے پر ظاہر کہ زوال ہوتے ہی کوچ اور جمع تقدیم کا جمع محال۔ کیا بیش از زوال ظہر و عصر پڑھ لیتے لاجرم وہی جمع مراد جس کا صاف بیان خود آگے موجود کہ ظہر بدیر اور عصر جلد پڑھتے یہی جمع صوری ہے کما لایخفی **افضمار ابعم** حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ انشاء اللہ العزیز جمع تاخیر میں آتی ہے اُس میں معروف و محفوظ و مروی جماہیر ائمہ ثقات و عدول مذکور صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مصنف طحاوی وغیرہا عامہ دواوین اسلام صرف اس قدر ہے کہ حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ اگر دوپہر ڈھلنے سے کوچ فرماتے ظہر میں عصر تک تاخیر کرکے ساتھ ساتھ پڑھتے اور اگر منزل ہی پر وقت ظہر آجاتا صلی الظہر ثم رکب ظہر پڑھ کر سوار ہوجاتے جس سے بحکم مقابلہ و سکوت فی معرض البیان صاف ظاہر کہ تنہا ظہر پڑھتے عصر اُس کے ساتھ نہ ملاتے ولہذا نافیان جمع تقدیم نے اس سے تمسک کیا کما فی عمدۃ القاری وارشاد الساری وغیرہما مگر بعض روایات غریبہ میں آیا کہ ظہر و عصر دونوں پڑھ کر سوار ہوتے حاکم نے اربعین میں بطریق ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحاق الصاغانی عن حسان بن عبداللہ عن المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کی فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلے الظہر والعصر ثم رکب جعفر فریابی نے بتفرد خود اسحق بن راہویہ سے روایت کی عن شبابۃ بن سوار عن اللیث عن عقیل عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظہر والعصر جمیعا ثم ارتحل اوسط طبرانی میں ہے حدثنا محمد بن ابراھیم بن نصر بن سند الاصبہانی ثنا ھارون بن عبداللہ الجمال ثنا یعقوب بن محمد الزہری ثنا محمد بن سعدان ثنا ابن عجلان عن عبداللہ بن الفضل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا کان فی سفر فزاغت الشمس قبل ان یرتحل صلے الظہر والعصر جمیعا روایت اسحاق پر امام ابوداؤد نے

انکار کیا اسماعیلی نے اُسے معلول بتایا کما فی العمدۃ وغیرہا اقول الامام اسحاق رضی اللہ تعالٰی عنہ لاکلام فی جلالۃ قدرہ وعظمۃ فخرہ لکن نص الامام ابوداود انہ کان تغیر قبل موتہ باشہر قال وسمعت منہ فی تلک الایام فرمیت بہ کما فی التہذیب وذکر الحافظ المزی حدیثہ الذی تماد فیہ علٰی اصحاب السفیان فقال قیل اسحق اختلط فی اٰخر عمرہ کما فی المیزان ولاشک انہ رحمہ اللہ تعالٰی کان کثیر التحدیث عن ظہر قلبہ املی المسند کلہ من حفظہ کما فی التہذیب قال قال احمد بن اسحق الضبعی سمعت ابراھیم بن ابی طالب یقول فذکرہ فلا غرو ان یعتر بہ خطؤ فی حدیث اوحدیثین ومن المعصوم عن مثل ذلک فی سعۃ ماروی وکثرتہ لاجرم امام ذہبی شافعی نے اس حدیث کو منکر کہا اور امام اسحاق کی لغزش حفظ و اشتباہ سے گنا حیث قال وکذا حدیث رواہ جعفر الفریابی ثنا اسحق بن راھویہ ثنا شبابۃ عن اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا کان فی سفر فزالت الشمس صلی الظہر والعصر ثم ارتحل فہذا علی نبل رواتہ منکر فقد رواہ مسلم عن الناقد عن شبابۃ (وذکر لفظہ) تابعہ الزعفرانی عن شبابۃ واخرجہ خ م من حدیث عقیل عن ابن شہاب عن انس (وذکر لفظہ ای ولیس فی شیئ منہا والعصر قال) ولاریب ان اسحاق کان یحدث الناس من حفظہ فلعلہ اشتبہ علیہ اس کے بعد ہمیں شبابہ بن سوار میں کلام کی حاجت نہیں کہ وہ اگرچہ رجال جماعہ وموثقین ابنائے معین وسعد وابی شیبہ سے ہے مگر مبتدع مکلّب تھا امام احمد نے اُسے ترک کیا امام ابوحاتم رازی نے درجۂ حجیت سے ساقط بتایا تہذیب التہذیب امام ابن حجر عسقلانی میں ہے شبابۃ بن سوار الفزاری قال احمد بن حنبل ترکتہ لم اکتب عنہ للارجاء قیل لہ یا ابا عبداللہ وابومعویۃ قال شبابۃ کان داعیۃ وقال زکریا الساجی صدوق یدعو الی الارجاء کان احمد یحمل علیہ اُسی میں ہے قال ابوحاتم صدوق یکتب حدیثہ ولایحتج بہ اُسی میں ہے قال ابوبکر الاثرم عن احمد بن حنبل کان یدعو الی الارجاء وحکی عنہ قول اخبث من ھذہ الاقاویل قال اذا قال فقد عمل بجارحتہ وھذا قول خبیث ماسمعت احدا یقولہ

اُسی میں ہے قال ابوبکر محمد بن ابی الثلج حدثنی ابو علی بن سختی المدائنی حدثنی رجل معروف من اھل المدائن قال رأیت فی المنام رجلا نظیف الثوب حسن الھیأۃ فقال لی من این انت قلت من اھل المدائن قال من اھل الجانب الذی فیہ شرابۃ قلت نعم قال فانی ادعو اللہ فامن علی دعائی اللّٰھم ان کان شبابۃ یبغض اھل نبیک فاضربہ الساعۃ بفالج قال فانتبھت وجئت الی المدائن وقت الظھر واذا الناس فی ھرج فقلت ما للناس فقالوا فلج شبابۃ فی السحر ومات الساعۃ روایت حاکم وطبرانی کو خود ملا جی بھی ضعیف مان چکے فرماتے ہیں مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ التفات نہیں یعنی ایک روایت ابوداؤد جس کے راوی میں ضعف تھا ایک روایت معجم اوسط طبرانی ایک روایت حاکم نقل کرکے اُن پر طعن کر دیا اور جو روایتیں صحیحہ متداول تھیں نقل کرکے اُن کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ بخاری ومسلم چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اُن سے دو روایتیں ضعیف نقل کرکے اُن کا جواب دیا۔ لہٰذا ہمیں اُن کے باب میں تفصیل کلام کی حاجت نہ رہی ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ خیر یہ تو ملا جی سے خدا جانے کس مجبوری نے کہلوا چھوڑا مگر ستم لطیفہ اس مافات کی تلافی یہ ہے کہ جب یہ روایتیں ناقابل احتجاج نکل گئیں خود روایت صحیحین میں لفظ والعصر بڑھا دیا فرماتے ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے انس سے (الی قولہ) فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر ثم رکب **اقول** ملا جی حنفیہ کی مروّتی تو بحمد اللہ آپ نے دیکھ لی اور بعونہٖ تعالٰی اور دیکھیے گا یہاں تک کہ آپ کی سب ہوسوں کی تسکین ہو جائے مگر دینداری و مردانگی اس کا نام ہوگا کہ مشہور و متداول کتب میں تحریف کیجیے مردانہ پن کا دعوٰی سے ہے تو صحیحین میں اس عبارت کا نشان دیجیے ایک زمانہ میں آپ کو خبط کفری جاگا تھا کہ زمین کے طبقات زیریں میں حضور پُرنور منزہ عن المثل والنظیر صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے معاذ اللہ چھ مثل موجود ہیں یہ بخاری مسلم شاید اُنھیں طبقات کی ہونگی **ثم اقول** وباللہ التوفیق یہ سب کلام بالائی تھا فرض کر لیجیے کہ یہ روایت صحیحہ بلکہ خود صحیحین میں موجود سہی پھر تمہیں کیا نفع اور ہمیں کیا ضرر اُس کا تو اتنا حاصل کہ سورج منزل ہی میں ڈھل جاتا تو ظہر و عصر دونوں سے فارغ

ہو کر سوار ہوتے اس سے عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں سے نکلا **اولاً** واو مطلق جمع کے لئے ہے نہ معیت و تعقیب کے واسطے جمیعاً بھی اسی مطلق جمع کی تاکید کرتا ہے جو مفاد واو ہے اس کا منطوق صریح اجتماع فی الحکم ہے نہ خواہی نخواہی اجتماع فی الوقت آیۂ کریمہ وتوبوا الی اللّٰہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون o نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان توبہ کریں حکم توبہ سب کو شامل ہو یا یہ فرض کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت ایک ساتھ مل کر معاً توبہ کریں **ثانیاً** اجتماع فی الوقت کہ بذریعہ قربت اجتماع فی الحکم مفاد ہو یا خود اُس کے لئے بھی وضع مانو اس وقت سے وقت نماز مراد نہیں ہو سکتا کہ وضع الفاظ تعیین اوقات نماز سے مقدم ہے لفظ جمیعاً اپنے معنی لغوی پر اہل جاہلیت بھی بولتے تھے جنہیں نماز سے خبر تھی نہ اُس کے وقت سے تو لاجرم اس تقدیر پر اُس کا مفاد اتحاد زمانۂ وقوع و مقارنت فی الصدور ہوگا وہ دو نماز فرض میں ناممکن اور اتصال بروجہ تعقیب اس معنے جمیعاً کا فرد نہیں بلکہ صریح مباین لاجرم پھر اُسی معنے واضح و روشن و اقل متیقن یعنی اجتماع فی الحکم کی طرف رجوع لازم کہ تا صحت حقیقت مجاز کی طرف مصیر نامجاز خصوصاً استدلال کو **ثالثاً** تعقیب ہی سہی پھر جمع صوری کی نفی کہاں سے ہوئی صلے جمیعاً یوں بھی صادق اور ادعائے تقدیم باطل و زاہق ھٰکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق بحمد اللّٰہ آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جمع تقدیم پر اصلاً کوئی دلیل نہیں کسی حدیث صحیح میں اس کی بُو بھی نہیں ملا جی کا قطعی و مفسر کہہ دینا خدا جانے کس نشہ کی ترنگ تھی سبحان اللّٰہ کیا ایسی ہی ہوسوں پر توفیقت منصوص قرآن و نصوص اور پیش از وقت نماز کے بطلان پر اجماع امت ترک کر دیئے جائیں گے اور خدا و رسول جل جلالہ و صلے اللّٰہ تعالےٰ علیہ وسلم کے باندھے ہوئے اوقات الٹ پلٹ ہو سکیں گے۔ یہ اچھا عمل بالحدیث ہے کہ اپنی خیال بندیوں پر رگ دعوے بلند اور قرآن عظیم و حدیث و اجماع سب سے آنکھیں بند ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم وصلے اللّٰہ تعالیٰ علٰی سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد وآلہٖ وصحبہ اجمعین۔

---

[1] بیضاوی شریف میں زیر آیۂ کریمہ قلنا اھبطوا منھا جمیعا ہے جمیعا حال فی اللفظ تاکید فی المعنی کانہ قیل اھبطوا انتم اجمعون ولذلک لایستدعی اجتماعھم علی الھبوط فی زمان واحد کقولک جاؤا جمیعا۔ اھ ۱۲ منہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔

فصل سوم تضعیف دلائل جمع تاخیر

الحمد للہ جمع تقدیم کے جواب سے فراغ تام ملا اب جمع تاخیر کی طرف چلیئے ملاجی بہ ہزار کاوش وکاہش یہاں بھی دو ہی حدیثیں چھانٹ لائے جن کے الفاظ متعددہ کے ذکر سے شاید عوام کو یہ وہم دلانا ہو کہ اتنی حدیثیں ہیں یہ دو حدیثیں وہی احادیث ابن عمر وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم مذکورہ صدر فصل اول وافاضۂ ثالثہ ہیں جن کے بعض طرق والفاظ حدیث اول جمع صوری و حدیث اول و دوم احادیث مجملہ میں گزرے ان کے بعض الفاظ بعض طرق کو ملاجی جمع حقیقی میں نص صریح سمجھ کر لائے اور بزعم خود بہت چمک کر دعوے فرمائے ادھر کے متکلمین نے اکثر افادات علمائے سابقین اور بعض اپنے سوانح جدیدہ سے اُن کے جوابوں میں کلام طویل کیے فقیر غفرلہ المولی القدیر کا یہ مختصر جواب نقل اقاویل و جمع ماقال وقیل کے لئے نہیں لہٰذا بعونہ تعالٰی وہ افاضات تازہ سنیئے کہ فیض مولائے اجل سے قلب عبد اذل پر فائض ہوئے اہل نظر اگر مقابلہ کریں جلیل و عظیم فرق پر خود ہی مطلع ہوں گے ذٰلک فضل اللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ **فاقول** وبحول اللہ اصول **حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما** کے چالیس سے زیادہ طرق اس وقت پیش نظر فقیر ہیں اُن میں نصف سے زائد تو محض مجمل جن میں سے اٹھارہ کی طرف ہم نے احادیث مجملہ میں اشارہ کیا ہے نصف سے کم اُن میں اکثر صاف صاف جمع صوری کی تصریح کر رہے ہیں جن میں یکجا وہ روایات بخاری وابوداؤد ونسائی وغیرہم ہیں سے اوپر مذکور ہوئے ہاں بعض میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا بعد غروب شفق جمع کرنا مذکور ان میں بھی بعض محض موقوف مثل روایت موطائے امام محمد **اخبرنا** مالک عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حین جمع بین المغرب والعشاء سار حتی غاب الشفق اور بعض میں رفع ہے تو بالفاظ اجمال یعنی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نقر یکجا اسی قدر منقول کہ جمع فرمائی قدر توسع میں غیبت شفق پر تنصیص نہیں مثل روایت بخاری

حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنا محمد بن جعفر قال اخبرنی زید ھو ابن اسلم عن ابیہ قال کنت مع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما بطریق مکۃ فبلغہ عن صفیۃ بنت ابی عبید شدۃ وجع فاسرع السیر حتی اذا کان بعد غروب الشفق ثم نزل فصلی المغرب والعتمۃ یجمع بینھما فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جد بہ السیر اخر المغرب وجمع بینھما اور روایت مسلم حدثنا محمد بن مثنی نا یحیی عن عبید اللہ عن نافع ان ابن عمر کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ان یغیب الشفق ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جد بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء رواہ الطحاوی فقال حدثنا ابن ابی داود ثنا مسدد ثنا یحیی بہ سندا ومتنا اور روایت ابی داود حدثنا سلیمن بن داود العتکی نا حماد نا ایوب عن نافع ان ابن عمر استصرخ علی صفیۃ وھو بمکۃ فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم فقال ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر فی سفر جمع بین ھاتین الصلاتین فسار حتی غاب الشمس فنزل فجمع بینھما ضمیر سار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی طرف ہے بدلیل روایت طحاوی حدثنا ابن مرزوق ثنا عازم بن الفضل ثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما استصرخ علی صفیۃ بنت ابی عبید وھو بمکۃ فاقبل الی المدینۃ فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم وکان رجل یصحبہ یقول الصلوۃ الصلوۃ وقال لہ سالم الصلاۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا عجل بہ السیر فی سفر جمع بین ھاتین الصلاتین وانی ارید ان اجمع بینھما فسار حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما و لہذا امام اجل ابو جعفر اس حدیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں انما اخبر بذلک من فعل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وذکر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجمع ولم یذکر کیف جمع البتہ غیر صحیحین کی بعض روایات میں فعل مکیف کی طرف اشارہ کرکے رفع ہے وہ یہ ہیں روایت ابی داود حدثنا عبد الملک بن شعیب نا ابن وھب عن اللیث قال قال ربیعۃ یعنی کتب الیہ حدثنی عبد اللہ بن دینار قال غابت الشمس

وانا عند عبداللہ بن عمر فسرنا فلما رأیناہ قد امسی قلنا الصلوۃ فسار حتی غاب الشفق وتصوبت النجوم ثم انہ نزل فصلی صلاتین جمیعا ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جد بہ السیر صلی صلاتی ھذہ یقول یجمع بینھما بعد لیل **روایت ۶ ترمذی** حدثنا ھناد نا عبدۃ عن عبیداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ استغیث علٰی بعض اھلہ فجد بہ السیر واخر المغرب حتی غاب الشفق ثم نزل فجمع بینھما ثم اخبرھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یفعل ذالک اذا جد بہ السیر قال ابو عیسٰی ھذا حدیث حسن صحیح **حدیث نسائی اخبرنا** اسحاق بن ابراھیم ثنا سفین عن ابن ابی نجیح عن اسمعیل بن عبدالرحمن شیخ من قریش قال صحبت ابن عمر الی الحمی فلما غربت الشمس ھبت ان اقول لہ الصلاۃ فسار حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء ثم نزل فصلی المغرب ثلث رکعات ثم صلی رکعتین علی اثرھا قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یفعل بظاہر زیادہ مستحق جواب یہی تین روایتیں تھیں مگر فقیر بعون الملک القدیر عزوجل وہ جوابات شافیہ وکافیہ وتقریرات صافیہ وسافیہ بیان کرے کہ یہ ساتوں طرق اور ان کے سوا اور بھی کچھ ہو تو سب کو بحول اللہ کفایت کریں **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق،

جواب اوّل اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے طرق کثیرہ جلیلہ صحیحہ کہ سابقاً ہم نے ذکر کئے صاف و واشگاف بآواز بلند تصریحات قاہرہ فرمارہے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نماز مغرب غروب شفق سے پہلے پڑھی اور عشا غروب شفق کے بعد اور اسی کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ان روایات صحاح وحسان جلیلۃ الشان پر پھر نگاہ تازہ کیجئے امام سالم صاحبزادہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اپنی روایات مرویہ صحیح بخاری ومعسنن نسائی وصحیح اسمعیلی وغیرہا میں فرمارہے ہیں کہ دو تین میل چل کر جب تارے کھل آئے اتر کر مغرب پڑھی پھر ٹھہر کر عشا۔ عبداللہ بن واقد شاگرد حضرت ابن عمر اپنی روایات مرویہ سنن ابی داؤد میں روشن تر فرماتے ہیں کہ غروب شفق سے پہلے اتر کر مغرب پڑھی پھر منتظر رہے یہاں تک کہ شفق ڈوب گیا

اس وقت عشا پڑھی۔ طرفہ یہ کہ وہی امام نافع تلمیذ خاص، ورفیق سفر وحضر ابن عمر کہ ان غروب شفق والی سات روایتوں میں چار انھیں سے ہیں وہی وہاں اپنی روایات کثیرہ مرویہ سنن ابی داود وسنن نسائی وغیرہا میں یوں ہیں واضح وجلی تر فرما رہے ہیں کہ جب تک مغرب پڑھی ہے شفق ہرگز نہ ڈوبی تھی۔ بلکہ بعد کو بھی انتظار فرمانا پڑا جب ڈوب گئی اس وقت عشا کی تکبیر کہی اور اول تا آخر ان سب روایات میں تصریح صریح ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے بلکہ حدیث امام سالم میں یوں ہے کہ حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جسے جلدی ہو وہ اس طرح پڑھا کرے للہ الانصاف ان صاف الفاظ مفسرہ نصوص میں کہیں بھی گنجائش تاویل وتبدیل ہے اور شک نہیں کہ قصۂ صفیہ زوجۂ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو وہاں اور یہاں دونوں طرف کی روایات میں مذکور ایک ہی بار تھا بلکہ انہیں امام نافع سے مروی کہ ابن عمر سے عمر بھر میں صرف اسی بار جمع معلوم ہے اس کے سوا کسی سفر میں اُنہیں جمع کرتے نہیں دیکھا سنن ابی داود میں بطریق امام ایوب سختیانی مذکور انه لم یر ابن عمر جمع بینهما قط الا تلك اللیلة یعنی لیلة استصرخ علی صفیة اھ اما ما قال وروی من حدیث مکحول عن نافع انه رأی ابن عمر فعل ذلك مرة او مرتین اھ فاقول فیه شك والشك لا یعارض الجزم حدیث نسائی وطحاوی میں انھیں امام نافع سے گزرا کہ میں نے ان کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے حدیث کتاب الحجج میں انہیں نافع سے تھا کہ ابن عمر اذان ہوتے ہی مغرب کے لئے اُترتے اس بار دیر لگائی روایت نسائی وطحاوی وحجج میں تھا ہمیں گمان ہوا کہ اس وقت نماز اُنہیں یاد نہ رہی یہ سب اُسی قول نافع کے مؤید ہیں مع هذا شک نہیں کہ اصل عدم تعدد ہے تو جب تک صراحۃً تعدد ثابت نہ ہوتا اُس کے ادعا کی طرف راہ نہ تھی خصوصاً مستدل کو جسے احتمال کافی نہیں دفع تعارض کے لیئے اُس کا اختیار اُس وقت کام دیتا کہ خود قصۂ صفیہ میں دونوں روایات صحیحہ قبل غروب وبعد غروب موجود نہ ہوتیں فسقط ما التجأ الیه بعض المتاخرین من العلماء المخالفین فی المسألة تلنا منه انه یدرؤ به التعارض وما کان لیندرئ به ناچار خود ملاجی کو بھی ماننا پڑا کہ یہ سب طرق وروایات ایک ہی واقعے کی حکایات ہیں قصۂ صفیہ میں

حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بطریق کثیر بن قاروند امروی سنن نسائی پر براہ عیاری بھی جب کوئی طعن نہ گڑھ سکے تو اُسے مخالف حدیث شیخین ٹھہرا کر رد کر دیا کہ اس میں مغرب کا بین الوقتین پڑھنا ہے اور ان میں بعد غروب شفق لہٰذا یہ شاذ و مردود ہے جس کی نقل لطیفہ ہفتم افادۂ یکم میں گزری حالانکہ حدیث مسلم کے لفظ ابھی سُن چکے اُس میں قصۂ صفیہ کا کہیں ذکر نہیں تو جب تک روایت مطلقہ بھی اسی قصۂ صفیہ پر محمول نہ ہو حدیث قصۂ صفیہ کو مخالف روایت شیخین کہنا یعنی چہ باکجملہ اس حدیث کی اتنی روایات کثیرہ میں یہ تصریح صریح ہے کہ مغرب غروب شفق سے پہلے پڑھی اور اسی کی اُن روایات میں یہ کہ شفق ڈوبے پر پڑھی اور دونوں جانب طرق صحاح و حسان ہیں جن کے رد کی طرف کوئی سبیل نہیں تو اب یہ دیکھنا واجب ہوا کہ ان میں کونسا نص مفسر ناقابل تاویل ہے جسے چار و ناچار معتمد رکھیں اور کونسا محتمل کہ اُسے مفسر کی طرف پھیر کر رفع تعارض کریں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہماری طرف کے نصوص اصلا احتمال معنے خلاف نہیں رکھتے شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی اتنے ہی لفظ کے یہ معنی کسی طرح نہ ہو سکتے کہ جب شفق ڈوب گئی اُس وقت پڑھی نہ کہ جب اُس کے ساتھ یہ تصریحات جلیہ ہوں کہ پھر مغرب پڑھ کر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس کے بعد عشا پڑھی ان لفظوں کو کوئی نیم مجنون بھی مغرب بعد شفق پڑھنے پر حمل نہ کر سکے گا ہاں پورے پاگل میں کلام نہیں مگر اُدھر کے نصوص کہ چلے یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی پھر مغرب پڑھی یا جمع کی یا بعد غروب شفق اُتر کر جمع کی یہ اچھے خاصے محتمل و صالح تاویل ہیں جن کا اُن نصوص صریحہ مفسرہ سے موافق و مطابق ہو جانا بہت آسان عربی فارسی اُردو سب کا محاورۂ عامۂ مشہورہ واضحہ ہے کہ قرب وقت کو اُس وقت سے تعبیر کرتے ہیں، عصر کے اخیر وقت کہتے ہیں شام ہو گئی حالانکہ ہنوز سورج باقی ہے۔ کسی سے اول وقت آنے کا وعدہ تھا وہ اس وقت آئے تو کہتے ہیں اب سورج چھپے آئے قریب طلوع تک کوئی سوتا ہو تو اُسے اٹھانے میں کہیں گے سورج نکل آیا۔ شروع چاشت کے وقت کسی کام کو کہا تھا موسے نے قریب نصف النہار آغاز کیا تو کہیئے گا اب دوپہر ڈھلے کر بیٹھے ان کی صدہا مثالیں ہیں کہ خود ملاجی اور اُن کے موافقین بھی اپنے کلاموں میں رات دن اُن کا استعمال کرتے ہوں گے۔ بعینہٖ اسی طرح

یہ محاورے زبان مبارک عرب وخود قرآن عظیم واحادیث میں شائع وذائع ہیں قال اللہ تعالیٰ واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تو اب اُنہیں اچھی طرح اپنے نکاح میں روک لو یعنی رجعت کرلو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔ کہ بے قصد مراجعت عدت بڑھانے کے لئے رجعت نہ کرو۔ وقال اللہ تعالیٰ فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او فارقوھن بمعروف جب طلاق والیاں اپنی عدت کو پہنچیں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کردو۔ ظاہر ہے کہ عورت جب عدت کو پہنچ گئی نکاح سے نکل گئی اب رجعت کا کیا محل اور اُسے روکنے چھوڑنے کا کیا اختیار تو بالیقین قرب وقت کو وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب عدت کے قریب پہنچے اس وقت تک تمہیں رجعت وترک دونوں کا اختیار ہے یہ مثالیں تو آیات قرآنیہ سے ہوئیں جنہیں امام طحاوی وغیرہ علما مسئلۂ وقت ظہر اور نیز اس مسئلہ میں افادہ فرماچکے فقیر غفرلہ المولی القدیر احادیث سے بھی مثالیں اور علمائے قائلین بالجمع سے بھی اس معنی ومحاورہ کی تصریحیں ذکر کرے **فاقول** وباللہ التوفیق

حدیث ۱ جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے صبح اسرا بعد فرضیت نماز اوقات نماز معین کرنے اور اور اُن کا اول آخر بتانے کے لئے دو روز حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی امامت کی پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت اُس کے بعد گزارش کی الوقت ما بین ھذین الوقتین وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے اس حدیث میں ابوداود وترمذی وشافعی وطحاوی وابن حبان وحاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلی بی العصر حین کان ظلہ مثلہ فلما کان الغد صلے بی الظہر حین کان ظلہ مثلہ ترمذی کے لفظ یوں ہیں صلی المرۃ الثانیۃ الظہر حین کان ظل کل شیئ مثلہ لوقت العصر بالامس شافعی کے لفظ یہ ہیں ثم صلے المرۃ الاخری الظہر حین کان کل شیئ قدر ظلہ قدر العصر بالامس **حدیث ۲** نسائی وطحاوی وحاکم وبزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا جبریل

جاءکم یعلمکم دینکم وفیہ ثم صلی العصر حین رأی الظل مثلہ ثم جاءہ الغد ثم صلی بہ الظہر حین کان الظل مثلہ بزار کے لفظ یوں ہیں جاءنی فصلی بی العصر حین کان فیئ مثلی ثم جاءنی من الغد فصلی بی الظہر حین کان الفیئ مثلی **حدیث ۳** نیز نسائی وامام احمد و اسحاق بن راہویہ وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظہر **حدیث ۴** امام اسحاق بن راہویہ اپنی مسند میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق حدثنا بشر بن عمرو الزہرانی ثنی مسلمۃ بن بلال ثنا یحیی بن سعید ثنی ابوبکر بن عمرو بن حزم عن ابی مسعود الانصاری اور بیہقی کتاب المعرفۃ میں بطریق ایوب بن عتبۃ ثنا ابوبکر بن عمرو بن حزم عن عروۃ بن الزبیر عن ابی مسعود عن ابیہ راوی اور یہ لفظ حدیث اسحٰق ہیں قال جبریل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال قم فصل وذلک لدلوک الشمس حین مالت فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظہر اربعا ثم اتاہ حین کان ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظلہ مثلہ فقال لہ قم فصل فقام فصلی الظہر اربعا **حدیث ۵** ابن راہویہ مسند میں عبدالرزاق سے اور عبدالرزاق مصنف میں بطریق **اخبرنا** معمر عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال جاء جبریل فصلی بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس حین زالت الشمس الظہر ثم صلی العصر حین کان ظلہ مثلہ قال ثم جاء جبریل من الغد فصلی الظہر بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالناس الظہر حین کان ظلہ مثلہ **حدیث ۶** دارقطنی سنن اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبدالبر تمہید میں بطریق ایوب بن عتبۃ عن ابی بکر بن حزم عن عروۃ بن الزبیر حضرت ابومسعود انصاری وبشیر بن ابی مسعود دونوں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ان جبریل جاء الی النبی صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم حین دلکت الشمس فقال یا محمد صل الظھر فصلی ثم جاء حین کان ظل کل شیئ مثلہ فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل شیئ مثلہ فقال صل الظھر الحدیث والکل مختصرا ان سب حدیثوں میں کل کی عصر کی نسبت یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہوا نماز پڑھائی اور بعینہٖ یہی لفظ آج کی ظہر میں ہیں کہ جب سایہ ایک مثل ہوا پڑھائی اور روایت ترمذی تو صاف صاف ہے کہ آج کی ظہر اس وقت پڑھی جس وقت کل عصر پڑھی تھی حالانکہ مقصود اوقات کی تمیز اور ہر نماز کا اول و آخر وقت جدا جدا بتانا ہے لاجرم امام ابوجعفر وغیرہ نے ظہر امروزہ میں ان لفظوں کے یہی معنے لیئے کہ جب سایہ ایک مثل کے قریب آیا پڑھائی معانی الآثار میں فرمایا احتمل ان یکون ذلك علی قرب ان یصیر ظل کل شیئ مثلہ وھذا جائز فی اللغۃ قال اللہ عزوجل فذکر الآیۃ وشرح المراد وافاد واجاد حدیث ۷ سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقات نماز پوچھے اور حضور والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھو، پہلے دن ہر نماز اپنے اول وقت اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے الوقت بین ھذین وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے اس حدیث میں نسائی وطحاوی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی سأل رجل رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن مواقیت الصلٰوۃ فقال صل معی فصلی الظھر حین زاغت الشمس والعصر حین کان فیئ کل شیئ مثلہ قال ثم صلی الظھر حین کان فیئ الانسان مثلہ اس حدیث میں بھی عصر دیروز و ظہر امروز کا وہی حال اور علماء کے وہی مقال حدیث ۸ سنن ابی داؤد میں بسند صحیح[1] ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث سائل یوں ہے ان سائلا سأل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلم یرد علیہ شیئا حتی امر بلالا فاقام الفجر حین انشق الفجر وفیہ فلما

[1] حیث قال (حدثنا مسدد) ثقۃ حافظ من رجال البخاری (نا عبداللہ بن داؤد) ھو ابن عامر الھمدانی ثقۃ عابد من رجال البخاری والاربعۃ دون الواسطی الذی لیس الامن رجال الترمذی (نا بدر بن عثمان) ثقۃ من رجال مسلم (نا ابوبکر بن ابی موسٰی) ثقۃ من رجال الستۃ (عن ابی موسٰی) الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کان من الغد اقام الظہر فی وقت العصر الذی کان قبلہ وصلی العصر وقد اصفرت الشمس
او قال امسی اس حدیث سے دو فائدہ زائدہ حاصل ہوئے **اولاً** اس میں صاف تصریح ہے کہ آج
کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی حالانکہ یہی حدیث ابی موسیٰ اسی طریق بدر بن عثمان نا ابو بکر بن
ابی موسیٰ عن ابیہ سے مسلم و نسائی و ابن ابان و طحاوی کے یہاں ان لفظوں سے ہے ثم اخر الظہر
حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس ولفظ النسائی الی قریب پھر ظہر کی تاخیر فرمائی یہاں تک کہ
وقت عصر دیروزہ سے قریب ہوگئی ثابت ہوا کہ وہاں بھی قرب ہی مراد ہے اور قرب وقت کو
نام وقت سے تعبیر در کنار صراحۃً ان لفظوں سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں کہ دوسری نماز کے وقت میں نماز
پڑھی یہ فائدہ یاد رکھنے کا ہے **ثانیاً** اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ عصر اس حال میں پڑھی کہ سورج زرد
ہوگیا تھا یا کہا شام ہوگئی یہ بھی قطعاً قرب شام پر محمول **حدیث ۹** ۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت
عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر ظہر کا وقت اُس وقت
ہے جب سورج ڈھلے اور سایہ آدمی کا اُس کے قد کی برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ
آئے **حدیث ۱۰** ۔ امام طحاوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث امامت
جبریل میں راوی حضور پر نور علیہ افضل الصلوات اللہ تعالیٰ والسلام نے فرمایا صلی الظہر فی کل شیئ مثلہ اُس
وقت پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اُس کے برابر ہوگیا جن کے نزدیک ایک مثل کے بعد وقت ظہر نہیں رہتا
ان حدیثوں میں ایک مثل ہونے کو ایک مثل کے قریب پہنچنے پر حمل کرتے ہیں **حدیث ۱۱** ۔
امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک روز نماز عصر کو بہت اخیر کرنا اور عروہ بن زبیر کا
آکر حدیث امامت جبریل سنانا کہ صحیحین وغیرہما میں مروی اس میں طبرانی کی روایت یوں ہے دعا
المؤذن لصلاۃ العصر فامسی عمر بن عبد العزیز قبل ان یصلیہا یعنی عمر نے شام کر دی اور ہنوز
نماز عصر نہ پڑھی امام قسطلانی شافعی ارشاد الساری شرح بخاری اور علامہ عبد الباقی زرقانی مالکی شرح مؤطا
میں فرماتے ہیں محمول علی انہ قارب المساء لا انہ دخل فیہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ شام قریب

آئی نہ یہ کہ شام ہو ہی گئی خود صحیح بخاری کتاب بدء الخلق میں ہے اخر العصر شیئا عصر میں کچھ تاخیر کی افادہ الحافظ فی فتح الباری **حدیث ۲** حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ سحری کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے اس پر صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے قال کان رجلا لاینادی حتے یقال له اصبحت اصبحت وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن سے کہا جاتا تمہیں صبح ہو گئی صبح ہو گئی) اگر اُن کی اذان سے پہلے صبح ہو چکتی تھی تو اس ارشاد کے کیا معنی کہ جب تک وہ اذان نہ دیں کھاتے پیتے رہو لہذا قسطلانی شافعی ارشاد اور امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں ؛ اللفظ للارشاد المعنی قاربت الصبح علی حد قوله تعالیٰ فاذا بلغن اجلهن یعنی لوگوں کے اس قول کے کہ صبح ہو گئی صبح ہو گئی یہ معنی ہیں کہ صبح قریب آ گئی قریب آ گئی جیسے آیت میں فرمایا کہ عورتیں میعاد کو پہنچیں یعنی قریب میعاد ۔ نیز اسی حدیث میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے فانه لایؤذن حتی یطلع الفجر ابن ام مکتوم اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع کرے) ارشاد شافعی کتاب الصیام میں ہے ای حتی یقارب طلوع الفجر یعنی یہاں تک کہ طلوع فجر قریب آئے بالجملہ اس محاورہ کے شیوع تمام سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اگر بالفرض وہ روایات صحیحہ جلیلہ صریحہ صلاۃ مغرب پیش از غروب شفق میں نہ بھی آتیں تاہم جبکہ ہر نماز کے لئے جُدا وقت کی تعیین اور پیش از وقت یا وقت فوت کر کے نماز پڑھنے کی تحریم یقینی قطعی اجماعی تھی ان روایات میں یہ مطلب بنظر محاورہ عمدہ محتمل اور استدلال مستدل بتطرق احتمال باطل ومختل اور آیات واحادیث تعیین اوقات کا ان سے معارضہ غلط ومہمل ہوتا نہ کہ خود اسی حدیث میں بالخصوص وہ صاف صریح مفسر نصوص اور انہیں بزور زبان بخاری ومسلم سب بالائے طاق رکھ کر مردود واہیات بتائیے یا اُلٹا اُن محتملات کے معارض بنا کر شاذ ومردود ٹھہرائیے ۔ یہ کیا مقتضائے انصاف ودیانت ہے ۔ یہ کیا محدثی کی شان نزاکت ہے اب بحمد اللہ سب جعل کھل گیا حق وباطل میزان نظر میں تل گیا اور واضح ہوا کہ یہ ساتوں روایتیں بھی اُنہیں محاورات سے ہیں جن میں دو آیتیں اور بارہ حدیثیں ہم نے نقل کیں ان سات سے مل کر اکیس شمائیں ہوئیں وباللہ التوفیق **جواب دوم** جانے دو اُن میں قبل ان میں بعد یوں ہی سمجھو

پھر ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید شفقین ڈوبیں احمر و ابیض اُن روایات قبل میں سپید مراد ہے ان روایات بعد میں سرخ یوں بھی تعارض مندفع اور سب طرق مجتمع ہو گئے حاصل یہ نکلا کہ شفق احمر ڈوبنے کے بعد شفق ابیض میں نماز مغرب پڑھی اور انتظار فرمایا جب سپیدی ڈوبی عشا پڑھی یہ بعینہ ہمارا مذہب مہذب اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طور پر جمع صوری ہے حقیقی تو جب ہوتی کہ مغرب بعد غروب سپیدی پڑھی جاتی اس کا ثبوت تم ہرگز نہ دے سکے یہ جواب بنگاہ اولیں ذہن فقیر میں آیا تھا پھر دیکھا کہ امام ابن الہمام قدس سرہ نے یہی افادہ فرمایا رہی روایت ہفتم سار حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشا جس میں افق کی سپیدی جانے کے بعد نزول ہے اقول وباللہ استعین اولاً یہ بھی کب رہی اس میں بھی وہی تقریر جاری جیسے غاب الشفق بمعنے کادان یغیب یوہیں ذھب البیاض بمعنے کادان یذھب ثانیاً حدیث میں بیاض افق ہے نہ بیاض شفق کنارہ شرقی بھی افق ہے بعد غروب شمس مشرق سے سیاہی اٹھتی اور اُس کے اوپر سپیدی ہوتی ہے جس طرح طلوع فجر میں اس کا عکس جیسے قرآن عظیم میں حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر فرمایا جب فجر بلند ہوتی ہے وہ خیط اسود جاتا رہتا ہے یوہیں جب مشرق سے سیاہی بلند ہوتی ہے سپیدی شرقی جاتی رہتی ہے اور ہنوز وقت مغرب میں وسعت ہوتی ہے اور اُس پر عمدہ قرینہ یہ کہ بیاض کے بعد فحمۂ عشا جانے کا ذکر کیا فحمۂ عشا سر شام کا دھندلکا ہے کہ موسم گرما میں تیزی نور شمس کے سبب بعد غروب نظر کو ظاہر ہوتا ہے جب تارے کھل کر روشنی دیتے ہیں زائل ہو جاتا ہے جیسے چراغ کے سامنے سے تاریکی میں آکر کچھ دیر سخت ظلمت معلوم ہوتی پھر نگاہ ٹھہر جاتی ہے زہر الربے میں ہے فحمۃ العشاء ھی اقبال اللیل واول سوادہ شرح جامع الاصول للمصنف میں ہے ھی شدۃ سواد اللیل فی اولہ حتی اذا سکن فورہ قلت بظھور النجوم وبسط نورھا ولان العین اذا نظرت الی الظلمۃ ابتداء لاتکاد تری شیئاً ظاہر ہے کہ اس کا جانا بیاض شفق کے جانے سے بہت پہلے ہوتا ہے تو بیاض شفق جانا بیان کر کے پھر اس کے ذکر کی کیا حاجت ہوتی ہے ہاں بیاض شرقی اس سے پہلے جاتی ہے تو اس معنے صحیح پر فحمۂ عشا کا ذکر عبث ولغو نہ ہوگا ثالثاً یہی حدیث اسی طریق مذکور

سفیان سے امام طحاوی نے یوں روایت فرمائی حدثنا فہد ثنا الحمانی ثنا ابن عیینہ عن ابن ابی نجیح عن اسماعیل بن ابی ذویب قال کنت مع ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فلما غربت الشمس ھبنا ان نقول الصلٰوۃ فسار حتی ذھبت فحمۃ العشاء ورأینا بیاض الافق فنزل فصلی ثلثا المغرب واثنتین العشاء وقال ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یفعل یہ بقائے شفق ابیض میں نص صریح ہے کہ سرِ شام کا دھندلکا جاتا رہا اور ہمیں افق کی سپیدی نظر آئی۔ اُس وقت نماز پڑھی اور کہا اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا۔ رسالہ العطایا ملا جی آپ تو بہت محدثی میں دم بھرتے ہیں صحیح حدیثیں بے وجہ محض تو رد کرتے آئے بخاری و مسلم کے رجال ناحق مردود الروایہ بنائے اب اپنے لئے یہ روایت حجت بنائی جو آپ کے مقبولہ اصول محدثین پر ہرگز کسی طرح حجت نہیں ہو سکتی اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ مدلس تھا اور یہاں روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے انسی آپ کی مبلغ علم تقریب میں ہے۔ عبداللہ بن ابی نجیح یسار المکی ابو یسار الثقفی مولاھم ثقۃ رمی بالقدر وربما دلس وہ قسم مرسل سے ہے تقریب و تدریب میں ہے الصحیح التفصیل فما رواہ بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع فمرسل لا یقبل وما بین فیہ کسمعت وحدثنا واخبرنا وشبھھا فمقبول یحتج بہ اور مرسل کی نسبت آپ خود فرما چکے روایت مرسل حجت نہیں ہوتی نزدیک جماعت فقہا و جمہور محدثین کے یہ آپ نے اس حدیث صحیح متصل کو مردود و مرسل بنا کر فرمایا تھا جس کا ذکر لطیفہ دہم میں گزرا۔ جھوٹے ادعائے ارسال پر تو یہ جوش و خروش اور سچے ارسال میں یوں گنگ و خاموش یہ کیا مقتضائے حیا و دانش ہے

جواب سوم حدیث مذکور کے اصلا کسی طریق میں نہیں کہ حضور پر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بعد غروب شفق ابیض نماز مغرب پڑھی نہ ہرگز ہرگز کسی روایت میں آیا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بعذر سفر وقت حقیقۃ قضا کر کے دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کو فرمایا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مذہب یہ ہے کہ وقت مغرب شفق احمر تک ہے الدارقطنی عن ابن عمر رفعہ والصحیح وقفہ افادہ البیہقی والنووی انہ قال الشفق الحمرۃ اور ہمارے نزدیک شفق ابیض

تک ہے ھو الصحیح روایۃ والرجیح درایۃ وقضیۃ الدلیل فعلیہ التاویل ہمارا مذہب اجلائے صحابہ مثل افضل الخلق بعد الرسل صدیق اکبر وام المومنین صدیقہ وامام العلماء معاذ بن جبل و سید القراء ابی بن کعب و سید الحفاظ ابوہریرہ و عبداللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر و امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز و اجلائے تبع تابعین مثل امام الشام اوزاعی و امام الفقہاء والمحدثین والصالحین عبداللہ بن مبارک و زفر بن الہذیل و ائمہ لغت مثل مبرد و ثعلب و فراء و بعض کبرائے شافعیہ مثل ابو سلیمان خطابی و امام مزنی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول کما فی عمدۃ القاری وغنیۃ المتملی وغیرھما۔ اب اگر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صراحۃً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے غروب ابیض مغرب پڑھی تو صاف محتمل کہ انہوں نے کسی سفر میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد شفق احمر شفق ابیض میں مغرب اور اس کے بعد عشا پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بنا پر یہی سمجھا ہو کہ حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے وقت قضا کر کے جمع فرمائی اب چاہے ابن عمر سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے پہر رات گئے بلکہ آدھی رات ڈھلے مغرب پڑھی یہ ان کے اپنے مذہب پر مبنی ہو گا کہ جب وقت قضا ہو گیا تو گھڑی اور پہر سب یکساں مگر ہم پر حجت نہ ہو سکے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی جسے جمع صوری سے اصلا علاقہ نہ تھا یہ تقریر بحمد اللہ وافی و کافی اور مخالف کے تمام دلائل و شبہات کی دافع و نافی ہے اگر ہمت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حقیقۃً شفق ابیض گزار کر وقت اجماعی عشا میں مغرب پڑھی یا اس طور پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بحول اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہ دکھا سکو گے بلکہ احادیث صحیحہ صریحہ جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمع فرمانا اور اس کا حکم دینا آیا وہ صراحۃً ہمارے موافق اور جمع صوری میں ناطق ہیں جن کا بیان واضح ہو چکا پھر ہم پر کیا جبر ہے کہ ایسی احتمالی باتوں مذبذب خیالوں پر عمل کریں اور ان کے سبب نمازوں کی تعیین و تخصیص اوقات کہ نصوص قاطعہ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے چھوڑ دیں ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی بطریق عقیل بن خالد عن ابن شہاب

عن انس جس کے ایک لفظ میں ہے کہ ظہر کو وقت عصر تک تاخیر فرماتے الشیخان وابوداود و
النسائی حدثنا قتیبۃ زاد ابوداود وابن موہب المعنی قالا نا المفضل ح والبخاری وحدہٗ
حدثنا حسان الواسطی وھذا لفظہ ثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شہاب عن انس
بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر
الظہر الی وقت العصر ثم یجمع بینہما واذا زاغت صلی الظہر ثم رکب ولفظ قتیبۃ ثم نزل
فجمع بینہما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظہر ثم رکب دوسرے لفظ میں ہے ظہر کو
مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا اول وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے مسلم حدثنی عمرو الناقد
نا شبابۃ بن سوار المدائنی نا لیث بن سعد عن عقیل فذکرہ وفیہ اخر الظہر حتی یدخل اول وقت
العصر ثم یجمع بینہما تیسرے لفظ میں یہ لفظ زائد ہے کہ مغرب کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ شفق ڈوبنے
کے وقت اُسے اور عشا کو ملاتے یا اُنہیں جمع فرماتے کہ شفق ڈوب جاتی مسلم حدثنی ابوالطاہر
وعمرو بن السواد قالا انا وھب ثنی جابر بن اسمٰعیل عن عقیل وفیہ یؤخر المغرب حتی یجمع بینہا و
بین العشاء حین یغیب الشفق ورواہ النسائی قال اخبرنی عمرو بن الاسود بن عمرو وابوداود
مختصرا قال حدثنا سلیمان بن داود المہدی کلاھما عن ابن وھب بہ ورواہ الطحاوی حدثنا
یونس قال انا ابن وھب وفیہ حتی یغیب الشفق غیبت شفق کے جوابات شافیہ تو بحمد اللہ اوپر گزرے
ملاجی کو بڑا ناز یہاں ان لفظوں پر ہے کہ ظہر کو وقت عصر تک مؤخر فرما کر جمع کرتے اُس پر حنفی کے معنی
میں لاطائل نحوبت بگھار کر فرماتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا کہ تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہی تاخیر
کا اول وقت عصر کا ہوتا یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا ان معنے سے کسی کو انکار نہیں مگر
محرفین للنصوص کو اول وقت عصر کا منتہے تاخیر کا ہے نہ نماز ظہر کا اگر ظہر کا ہو تو ثم یجمع بینہما کے کچھ معنے نہیں
بنتے کہ بعد ہو چکنے ظہر کے اول وقت عصر تک پھر جمع کرنا ساتھ عصر کے کس طرح ہوا اھ ملخصا مہذبا
ان لنترانیوں کا جواب تو بہت واضح ہے عصر یا وقت عصر یا اول وقت عصر یا دخول وقت عصر
تک ظہر کو مؤخر کرنے کے جس طرح یہ معنی ممکن کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت عصر داخل ہوا یونہی یہ بھی

منصور کہ ظہر میں اس قدر تاخیر فرمائی کہ اس کے ختم ہوتے ہی وقت عصر آگیا خود علمائے شافعیہ ان معنی کو تسلیم کرتے ہیں صحیح بخاری شریف میں فرمایا باب تاخیر الظہر الی العصر امام عسقلانی شافعی نے فتح الباری پھر قسطلانی شافعی نے ارشاد الساری میں اُس کی شرح فرمائی باب تاخیر الظہر الی اول وقت العصر بحیث انہ اذا فرغ منہا یدخل وقت تالیہا لا انہ یجمع بینہما فی وقت واحد حافظ الشان کے لفظ یہ ہیں المراد انہ عند فراغہ منہا دخل وقت العصر کما سیاتی عن ابی الشعثاء الخ اور اس سے فارغ ہوتے ہی جو عصر اپنے شروع وقت میں پڑھی جائے گی بداہۃً دونوں نمازیں مجتمع ہو جائیں گی تو اس معنی کو تحریف یا جمع بینہما کے مخالف کہنا صریح جہالت ہے **اقول** و باللہ التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ یؤخر الظہر میں ظہر سے صلاۃ ظہر مراد ہونا تو بدیہی نماز ہی قابل تاخیر و تعجیل ہے نہ وقت جس کی تاخیر و تعجیل مقدوراتِ عباد میں نہیں اور صلاۃ ظہر حقیقۃً تکبیر تحریمہ سے سلام تک مجموع افعال کا نام ہے نہ ہر فعل یا آغاز نماز کا کہ جزء نماز ہے اور ایسے حقائق میں جزء شے شے نہیں جو اسم کسی مرکب مجموع الاجزائے متعاقبہ فی الوجود کے مقابل موضوع ہو بنظر حقیقت اُس کا صدق جزء آخر کے ساتھ ہوگا نہ اس سے پہلے مثلاً مکان اس مجموع جدران و سقف وغیرہا کا نام ہے تو جب نیو بھری گئی یا پہلی اینٹ جنائی کی رکھی گئی مکان نہ کہیں گے پس قبل فراغ حقیقت صلاۃ جسے شرع مطہر نماز گنے اور معتبر رکھے متحقق نہیں تو بحکم حقیقت انتہائے تاخیر نماز عین وقت فراغ پر ہے نہ وقت تکبیر کہ ہنوز زمانہ عدم صدق اسم باقی ہے۔ اب حدیث کے الفاظ دیکھیے تاخیر نماز کی انتہا ابتدائے وقت عصر پر بتائی گئی ہے اور اُس کی انتہا فراغ پر تھی تو ثابت ہوا کہ ظہر سے فراغ وقت ظہر کے جزء اخیر میں ہوا یہی بعینہ ہمارا مقصود ہے اگر معنے وہ لئے جائیں جو ملاجی بناتے ہیں کہ اول وقت عصر میں نماز ظہر شروع کی تو تاخیر ظہر اول وقت عصر پر منتہی نہ ہوئی بلکہ اوسط وقت تک رہی یہ خلاف ارشاد حدیث ہے تو بلحاظ حقیقت شرعیہ معنی حدیث وہی ہیں جنہیں ملاجی تحریف نصوص بتا رہے ہیں ہاں مجازاً آغاز نماز پر بھی اسم نماز اطلاق کرتے ہیں تو ہمارے اور ملاجی کے معنے میں وہی فرق ہے جو حقیقت و مجاز میں، بحمد اللہ اس بیان جلی البرہان سے واضح ہوگیا کہ ملاجی کا منتہائے تاخیر و منتہائے نماز ظہر میں تفرقہ پر حکم جہالت تھا ملاجی نے اتنا سچ کہا کہ

منتہے تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا آگے جو یہ حاشیہ چڑھایا کہ یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑھنے کہ وقت عصر آ
نرا ادعائے بے دلیل ہے طرفہ یہ کہ خود بھی حضرت نے اُنہیں لفظوں سے تعبیر کی جن میں دونوں معنی
محتمل مگر عقل و وہابیت تو باہم اقصے طرفین نقیض پر ہیں وللہ الحمد **ثم اقول** بحول اللہ اصول ظہر کی
وقت عصر تک تاخیر درکنار اگر صاف یہ لفظ آتے کہ ظہر اول وقت عصر میں پڑھی مدعائے مخالف میں
نص نہ تھی ظہرین و عشائین میں آخر وقتِ اول و اول وقت آخر آن واحد فصل مشترک بین الزمانین ہے۔
اور صلاۃ بمعنی ابتدائے صلاۃ اور فراغ عن الصلاۃ دونوں مستعمل تو بحکم مقدمۂ اولے جس نماز کے فراغ پر اس
کا وقت ختم ہو جائے اُسے جس طرح یوں کہہ سکتے ہیں کہ اپنے وقت کے جزء اخیر میں تمام ہوئی یوں ہیں
یہ بھی کہ وقت آئندہ کے جزء اول میں اُس سے فراغ ہوا اور بحکم مقدمۂ ثانیہ تعبیر ثانی کو ان لفظوں سے
بھی ادا کر سکتے ہیں کہ نماز وقت آئندہ میں پڑھی کہ نماز پڑھنا فراغ عن الصلاۃ تھا اور فراغ عن الصلاۃ آخر
وقت میں ہوا اور آخر وقت ماضی اولِ وقت آتی ہے ولہذا ساتوں احادیث مذکورۂ امامت جبریل و
وسوال سائل میں جب کہ بظاہر عصر ماضی و ظہر حال دونوں ایک وقت پڑھنا نکلتا تھا بلکہ حدیث امامت
عند الترمذی و حدیث سائل عند ابی داؤد میں صاف تصریح تھی کہ آج کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی
خود امام شافعی و جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ نے اُن میں صلاۃ عصر دیروزہ کو ابتدائے نماز اور
صلاۃ ظہر امروزہ کو فراغ نماز پر حمل کیا یعنی ایک مثل سایہ پر کل کی عصر شروع فرمائی تھی اور آج کی ظہر ختم
اسی کو یوں تعبیر فرمایا گیا کہ ظہر امروزہ عصر دیروزہ کے وقت میں پڑھی امام اجل ابو زکریا نووی شافعی رحمہ اللہ
تعالیٰ شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث اذا صلیتم الظہر فانہ وقت الی ان یحضر العصر فرماتے ہیں
احتج الشافعی والاکثرون بظاہر الحدیث الذی نحن فیہ واجابوا عن حدیث جبریل علیہ السلام
بان معناہ فرغ من الظہر حین صار ظل کل شیئ مثلہ وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار
ظل کل شیئ مثلہ فلا اشتراک بینہما مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے فی روایۃ حین کان ظل کل
شیئ مثلہ کوقت العصر بالامس ای فرغ من الظہر حینئذ کما شرع فی العصر فی الیوم الاول حینئذ قال الشافعی
وبہ یندفع اشتراکہما فی وقت واحد **ثم اقول** ہاں ہیں علماء سے کیوں نقل کروں خود ملاجی اپنے ہی

لکھے کو نہ رو ئیں اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک شہیدا[1] مسئلہ وقت ظہر میں جو ایک مثل کا اثبات پیش نظر تھا پاؤں تلے کی سوجھی آگا پیچھا بے سوچے سمجھے صاف صاف انہیں معنے کا اقرار کر گئے یہ کیا خبر تھی کہ دو قدم چل کر یہ اقرار جان کا آزار ہو جائے گا حدیث سائل بروایت نسائی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کر کے فرماتے ہیں معنے اس کے یہ ہیں کہ پہلے دن عصر جب پڑھی کہ سایہ ایک مثل آگیا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فارغ ہوئے یہ معنی نہیں کہ ظہر پڑھنی شروع کی دوسرے دن اُسی وقت میں جس میں پہلے دن عصر پڑھی تھی اھ ملخصاً کیوں ملاجی جب صلوٰۃ بمعنی فراغ عن الصلوٰۃ آپ خود لے رہے ہیں تو اُخّر الظہر کے معنے اخر الفراغ عن الظہر لینا کیوں تحریف نصوص ہو گیا ہاں اس کا علاج نہیں کہ شریعت تمہارے گھر کی ہے اپنے لئے تحریف تبدیل انکار تکذیب جو چاہو حلال کر لو مزہ یہ ہے کہ فقط اسی پر قناعت نہ کی لاج کا بھلا ہو حدیث امامت جبریل عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نقل کی اور ابوداود کے لفظ چھوڑ کر خاص ترمذی ہی روایت لی جس میں صاف نقل کیا کہ ظہر امروزہ عصر دیروزہ کے وقت میں پڑھی اور بکمال خوش طالعی اُسے بھی لکھ دیا کہ معنے اس کے بھی وہی ہیں جو حدیث نسائی کے بیان کئے گئے یعنی پہلے دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے دن فارغ ہوئے ظہر سے ایک مثل پر ملاجی جب ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھنا ان صریح لفظوں کے بھی خود یہ معنے لے رہے ہیں کہ نماز پڑھی تو اپنے وقت میں مگر اُس سے فراغ دوسری کے ابتدائے وقت پر ہوا تو اب کس منہ سے یہ حدیثیں اثبات جمع میں پیش کرتے اور انہیں نص صریح ناقابل تاویل بتاتے ہو ان میں تو تصریح دکھا بھی نہ سکے جو صاف صاف اس حدیث ترمذی میں تھی جب اس کے یہ معنی بنا رہے ہو اُن کے بدرجہ اولے بنیں گے اور اول تا آخر تمہارے سب دعوے قل موتوا بغیظکم سنیں گے انصاف ہو تو ایک یہی حرف تمہاری ساری محنت کو پہلی منزل پہنچانے کے لئے بس ہے وللہ الحمد یہ کلام تو ملاجی کی جہالتوں سے متعلق تھا اب مثل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کے بھی جواب بعون الوہاب اُسی طرز صواب پر لیجئے وباللہ التوفیق جواب اول دخول عصر سے قرب عصر مراد ہے جس کی

---

[1] اقتباس و مناسب المقام ھھنا الشہادۃ لا الحساب۔ ۱۲ منہ۔

اکیس مثالیں آیات واحادیث سے اوپر گزریں خصوصاً حدیث ہشتم میں ہم نے روایت صحیحہ صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی سے روشن ثبوت دیا کہ دوسرے وقت تک تاخیر درکنار ایک نماز اپنے آخر وقت میں دوسرے وقت کے قریب پڑھنے کو یہاں تک کہا جاتا ہے کہ دوسری نماز کے وقت میں پڑھی الی ھذا الجواب اشار الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی حیث قال قد یحتمل ان یکون قولہ الی اول وقت العصر الی قرب اول وقت العصر **جواب ثانی اقول** وقت ظہر دو مثل سمجھو، خواہ ایک اُس کی حقیقت واقعیہ کا ادراک طاقت بشری سے خارج ہے آسمان بھی صاف ہو زمین بھی ہموار تاہم پیمائش اقدام یا کوئی چیز زمین میں کھڑی کرکے ناپنا تو ہرگز غایت تخمین مقدور تک بھی بالغ نہیں نہایت تصحیح عمل امثال دائرہ ہندیہ ہے وہ بھی حقیقت امر ہرگز نہیں بتا سکتا **اولاً** دائرے کی صحت سطح کا استوا سطح دائرۃ الافق سے اُس کی پوری موازات مقیاس کا سطح دائرہ نصف النہار سے ذرہ بھر مائل نہ ہونا مدخل ومخرج کے نقاط نامتجزیہ کی صحیح تعیین قوس محصورہ کی ٹھیک تنصیف پھر ظل کا خط نامتجزی پر واقعی انطباق پھر اُس کی حقیقی مقدار پھر اس پر مثل یا مثلین کی بے کمی بیشی زیادت ان میں سے کسی پر جزم متیسر نہیں۔ **ثانیاً** بالفرض محال عادی یہ سب حق حقیقت پر صحیح بھی ہو جائیں تاہم خط نصف النہار کا سطح عظیمہ نصف النہار میں ہونا معلوم نہیں بلکہ نہ ہونا ثابت ومعلوم ہے کہ شمس بوجہ تقاطع معدل ومنطقہ اپنی سیر خاص سے لمحہ بھر بھی ایک مدار پر نہیں رہتا تو منتصف مابین المدخل والمخرج ہمیشہ خط نصف النہار سے شرقی یا غربی ہے مگر جبکہ دائرۃ الزوال پر مرکز نیّر کا انطباق اور احد الانقلابین میں حلول آن واحد میں ہوا اور وہ نہایت نادر ہے **ثالثاً** اس نادر کو بھی فرض کیجئے تاہم علم کی طرف اصلا سبیل نہیں کہ حلول انقلاب یا وصول دائرہ جاننے کے طرق جو زیجات میں موضوع ہیں سب ظنی وتخمینی ہیں کسی کوکب کی تقویم حقیقی معلوم کرنا نہ حساب کا کام ہے نہ ارصاد کا جداول جیوب وظلال ومیول واوساط وتعادیل مراکز ومواضع اوجات وتفاوت ایام حقیقیہ ووسطیہ وفصل مابین المرکزین وعروض واطوال بلاد ودرج واجزائے استوائیہ وطوالع ومطالع بلدیہ وغیرہا امور کہ اس ادراک کے ذرائع ہیں سب فی انفسہا محض تخمین ہیں اور اس پر اثبات زیجات بہ رفع واسقاط حصص کسرات تخمین بالائے تخمین باقی ہے اُسے جس نے ہر نقیر وقطمیر میں عجز وجہل

بشر کو ظاہر کیا اور ذرہ ذرہ عالم سے اپنے کمال علم وقدرت کو جلوہ دیا سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ولہذا ملتقی وقتین سے کچھ پہلے اور کچھ بعد تک عامہ خلق کے نزدیک وقت مشکوک ہے اسی کو وقت بین الوقتین کہتے ہیں اسی میں نظر ناظر کبھی حالت شک میں رہتی ہے کبھی بقائے وقت اول کبھی دخول وقت آخر گمان کرتی ہے اور واقع وہ ہے جو رب العزۃ جل وعلا کے علم میں ہے صاحب وحی خصوصا عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب بحکم نبأنی العلیم الخبیر عین وقت حقیقی پر مطلع ہو کر نماز ظہر ایسے اخیر وقت میں ادا فرمائے اور سلام پھیرتے ہی معًا وقت عصر کی ابتدائے حقیقی ہو جو خاص علم الٰہی میں منتہی شرع ہو جائے اور دیگر ناظرین کہ وحی سے بہرہ نہیں رکھتے براہِ اشتباہ اُسے وقت آخر میں گمان کریں اصلاً محل تعجب نہیں نہ معاذ اللہ اس میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی کسر شان کہ علوم خاصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حضور کا شریک ہونا کچھ منافی صحابیت نہیں بلکہ واجب و لازم ہے فقیر غفرلہ المولی القدیر احادیث کثیرہ سے خاص اس جزئیہ کی نظیریں پیش کرسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسے وقت نمازیں پڑھیں یا سحری تناول فرمائی کہ ناظرین کو بقائے وقت میں شک یا خروج وقت کا گمان گزرتا بلکہ اجلہ حذاق صحابہ کی تمیز و معرفت میں دیگر ناظرین شریک نہ ہوئے علم محمدی تو علم محمدی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلاً **حدیث ۱:** حدیث سائل کہ صحیح مسلم وسنن ابوداؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وجج امام ابن ابان ومصنف طحاوی میں سیدنا ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی اس میں ظہر روز اول کی نسبت مسلم ونسائی کی روایت یوں ہے۔ اقام بالظھر حین زالت الشمس والقائل یقول قد انتصف النھار وھو کان اعلم منھم ظہر سورج ڈھلتے ہی قائم فرمائی اس حال میں کہ کہنے والا کہے ٹھیک دوپہر ہے اور حضور اُن سے زیادہ جانتے تھے ابوداؤد کے یہ لفظ ہیں حتی قال القائل انتصف النھار وھو اعلم یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا دوپہر ہوا اور حضور کو حقیقت امر کی خوب خبر تھی۔ احمد و عیسٰی وطحاوی کے لفظ یوں ہیں والقائل یقول انتصف النھار اولم وکان اعلم منھم کہنے والا کہتا دوپہر ہے یا ابھی دوپہر بھی نہ ہوا اور حضور کے علم سے اُن کے علموں کو کیا نسبت تھی **حدیث ۲:** صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وکتاب طحاوی میں بارہ حدیث

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ در بارۂ انکار جمع بین الصلاتین کہ عنقریب انشاء اللہ القریب المجیب مذکور ہوگی یہ ہے صلے الفجر یومئذ قبل میقاتھا ابوداؤد کے لفظ یوں ہیں صلی صلوٰۃ الصبح من الغد قبل وقتھا طحاوی کی روایت یوں ہے صلی الفجر یومئذ لغیر میقاتھا یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ مزدلفہ میں صبح کی نماز اُس کے وقت سے پہلے پڑھی بے وقت پڑھی امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں **قولہ** قبل میقاتھا بان قدم علی وقت ظہور طلوع الصبح للعامۃ وقد ظہر لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طلوعہ اما بالوحی او لغیرہ یعنے قبل وقت پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ ادرہ لوگوں پر صبح کا طلوع کرنا ظاہر نہ ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وحی وغیرہ سے معلوم ہوگیا **حدیث ۳** صحیح بخاری شریف میں عبدالرحمٰن بن یزید نخعی سے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت ہے ثم صلے الفجر حین طلع الفجر قائل یقول طلع الفجر وقائل یقول لم یطلع الفجر و اولہ قال خرجنا مع عبداللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا الحدیث یعنی ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ حج کو چلے مزدلفہ پہنچے وہاں حضرت عبداللہ نے نماز فجر طلوع فجر ہوتے ہی پڑھی کوئی کہتا فجر ہوگئی ہے کوئی کہتا ابھی نہیں **حدیث ۴** امام ابوجعفر طحاوی انہیں عبدالرحمٰن نخعی سے راوی قال صلی عبداللہ باصحابہ صلوٰۃ المغرب فقام اصحابہ یتراءون الشمس فقال ما تنظرون قالوا ننظر اغابت الشمس فقال عبداللہ ھذا واللہ الذی لا الٰہ الا ھو وقت ھذہ الصلوٰۃ الحدیث یعنی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اصحاب کو نماز مغرب پڑھائی اُن کے اصحاب اُٹھ کر سورج دیکھنے لگے فرمایا کیا دیکھتے ہو عرض کی یہ دیکھتے ہیں کہ سورج ڈوبا یا نہیں فرمایا قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں کہ یہ عین وقت اس نماز کا ہے) نماز سے فارغ ہو کر بھی اُن کے اصحاب کو شبہ تھا کہ سورج اب بھی غروب ہوا یا نہیں فان صلے حقیقۃ فی الفعل دون الارادۃ والفاء للتعقیب **حدیث ۵** بخاری و مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی بطریق انس رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال تسحرنا مع رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قمنا الی الصلاۃ قلت کم کان قدر ما بینھما قال خمسین اٰیۃ

ہم نے حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز فجر کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے پوچھا بیچ میں کتنا فاصلہ دیا کہا پچاس آیت پڑھنے کا حدیث ۶ بخاری و نسائی بطریق قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ان نبی اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم و زید بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورھما قام نبی اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الصلوٰۃ فصلے قلت لانس کم کان بین فراغھما من سحورھما ودخولھما فی الصلاۃ قال قدر ما یقرؤ الرجل خمسین آیۃ یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے فارغ ہوئے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح کے لئے کھڑے ہو گئے نماز پڑھی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا سحری سے فارغ اور نماز میں داخل ہونے میں کتنا فصل ہوا کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے، امام طورپشتی حنفی پھر علامہ طیبی شافعی پھر علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں ھذا التقدیر لا یجوز لعموم المؤمنین الاخذ بہ وانما اخذ بہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاطلاع اللہ تعالیٰ ایاہ وکان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوما عن الخطأ فی الدین یہ اندازہ وہ ہے کہ عام امت کو اسے اختیار کرنا جائز نہیں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے اس لئے اختیار فرمایا کہ رب العزۃ جل وعلا نے حضور کو وقت حقیقی پر اطلاع فرمائی تھی اور حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین میں خطا سے معصوم تھے حدیث ۷ نسائی و طحاوی زر بن حبیش سے راوی قال قلنا لحذیفۃ ای ساعۃ تسحرت مع رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھو النھار الا ان الشمس لم تطلع ہم نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تھی کہا دن ہی تھا مگر یہ کہ سورج نہ چمکا تھا امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے قلت بعد الصبح قال بعد الصبح غیر ان الشمس لم تطلع میں نے کہا بعد صبح کے کہا ہاں بعد صبح کے مگر آفتاب نہ نکلا تھا رائے فقیر میں ان روایات کا عمدہ محمل یہی ہے کہ سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کے مطابق حقیقی منتہائے لیل پر سحری تناول فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی۔ حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کو گمان ہوا کہ سحری دن میں کھائی

بعد صبح اور روافض جو شخص سحری کا پچھلا نوالہ کھا کر آسمان پر نظر اٹھائے تو صبح طالع پائے وہ سوا اس کے کیا گمان کرسکتا ہے **حدیث ۸** ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب وضع کیا باب المسافر یصلی وھو یشك فی الوقت اور اس میں انہیں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جن کی حدیث میں ہم یہاں کلام کررہے ہیں روایت کی قال کنا اذا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السفر فقلنا زالت الشمس اولم تزل صلی الظھر ثم ارتحل جب ہم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب سفر میں ہوتے ہم کہتے سورج ڈھلا یا ابھی ڈھلا بھی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس وقت نماز ظہر پڑھ کر کوچ فرما دیتے **حدیث ۹** ابوداؤد اسی باب میں اور نیز نسائی و طحاوی انہیں انس رضی اللہ عنہ سے راوی کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظھر فقال لہ رجل وان کان نصف النھار قال وان کان نصف النھار یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی منزل میں اُترتے بے ظہر پڑھے کوچ نہ فرماتے کسی نے کہا اگرچہ دوپہر کو فرمایا اگرچہ دوپہر کو (نسائی کے لفظ یوں ہیں فقال رجل وان کانت بنصف النھار قال وان کانت بنصف النھار یعنی کسی نے پوچھا اگرچہ وہ نماز دوپہر میں ہوتی فرمایا اگرچہ دوپہر میں ہوتی **لطیفہ اقول** ملاجی کو تو یہ منظور ہے کہ جہاں جیسے بنے اپنا مطلب بنائیں یہاں تو قول انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہ وقت عصر کا آغاز ہوجاتا ایسی تحقیق یقینی پر حمل کیا جس میں اصلا گنجائش تاویل نہیں اور مسئلہ وقت ظہر میں جب علمائے حنفیہ نے حدیث صحیح جلیل صحیح بخاری شریف سے استدلال کیا کہ ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ایک سفر میں ہم حاضر رکاب سعادت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ تھے مؤذن نے ظہر کی اذان دینی چاہی فرمایا وقت ٹھنڈا کر، دیر کے بعد انہوں نے پھر اذان کا قصد کیا پھر فرمایا وقت ٹھنڈا کر ایک دیر کے بعد اُنہوں نے پھر ارادہ کیا فرمایا وقت ٹھنڈا کر حتی ساوی الظل التلول یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان شدۃ الحر من فیح جھنم گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے تو اُس میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو، ظاہر ہے کہ ٹھیک دوپہر خصوصا موسم گرما میں کہ وہی زمانہ ابراد ہے ٹیلوں کا سایہ اصلا نہیں ہوتا بہت دیر کے بعد ظاہر ہوتا ہے

امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں التلول منبطحۃ غیر منتصبۃ ولا یصیر لہا فیئ فی العادۃ الا بعد زوال الشمس بکثیر ٹیلے زمین پر پھیلے ہوتے ہیں نہ بلند عادۃً اُن کا سایہ نہیں پڑتا اگر سورج ڈھلنے سے بہت دیر کے بعد۔ امام ابن اثیر جزری شافعی نہایہ میں فرماتے ہیں ھی منبطحۃ لایظہر لہا ظل الا اذا ذھب اکثر وقت الظہر ٹیلے پست ہوتے ہیں اُن کے لئے سایہ ظاہر ہی نہیں ہوتا مگر جب ظہر کا اکثر وقت جاتا رہے، جب خود ائمہ شافعیہ کی شہادت سے ثابت اور نیز مشاہدہ و عقل و قواعد علم ظل شاہد کہ ٹیلوں کے سائے کی ابتدا زوال سے بہت دیر کے بعد ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ سایہ ٹیلوں کے برابر اُس وقت پہنچے گا جب بلند چیزوں کا سایہ ایک مثل سے بہت گزر جائے گا اُس وقت تک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم فرمایا اور اس کے بعد مؤذن کو اجازت عطا ہوئی تو بلاشبہ دوسرے مثل میں وقت ظہر باقی رہنا ثابت ہوا جیسا کہ ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے، یہ دلیل ساطع بحمد اللہ تعالٰی لاجواب تھی یہاں ملاجی حالت اضطراب میں فرما گئے کہ:

مساوی کہنا راوی یعنی سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سایہ ٹیلوں کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریباً ہے نہ بایں طور کہ گز رکھ کر ناپ لیا تھا کیوں حضرت، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تو گز رکھ کر نہ ناپا تھا یوہیں تخمیناً مساوات بتادی مگر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا گز رکھ کر ناپ لینا آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا آخر دخول وقت عصر یوہیں تو معلوم ہوگا کہ اس مقدار کو پہنچ جائے اُس کا علم بے ناپے کیونکر ہوا بلکہ یہاں تو غالباً دو ناپوں کی ضرورت ہے ایک وقت نصف النہار کہ سایۂ اصلی کی مقدار ناپیں دوسری اس وقت کہ سایہ بعد ظل اصلی مقدار مطلوب کو پہنچا یا نہیں جب انہوں نے ایک ناپ نہ کی یوہیں تخمیناً فرمادیا انہوں نے دو ناپیں کاہے کو کی ہونگی یوہیں تخمیناً فرمادیا ہوگا کہ عصر کا اول وقت داخل ہو گیا جیسے آپ وہاں احتمال نکالا چاہتے ہیں کہ واقع میں مساوی نہ ہوا ہوگا اور ظہر ایک مثل کے اندر ہوئی یہاں بھی وہی احتمال پیدا ہے کہ واقع میں وقت عصر نہ آیا تھا ظہر اپنے ہی وقت پر ہوئی یہ کیا حیاداری و مکابرہ ہے کہ جا بجا جو باتیں خود اختیار کرتے جاؤ دوسرا کرے تو آنکھیں دکھاؤ تحریف نصوص بتاؤ اس تحکم کی کوئی حد ہے **لطیفہ ۲ اقول** خدا انصاف دے تو یہاں تخمینہ میں اتنی ہی غلطی ہوگی جتنی دیر میں ظہر کی دو رکعتیں پڑھی جائیں اور حدیث

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سخت فاحش غلطی ماننی پڑے گی جسے اُن کی طرف بے دلیل نسبت کردینا صراحۃً سوئے ادب خود امام شافعی المذہب کی تصریح سے واضح ہوا کہ سایۂ تلول کی ابتدا اُس وقت ہوتی ہے جب بلند چیزوں کا سایہ سایۂ اصلی کے سوا نصف مثل سے اکثر گزر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ ٹیلوں کا سایہ ابھی نصف مثل تک بھی نہ پہنچے گا کہ اور چیزوں کا سایہ سایۂ اصلی کے سوا ایک مثل سے گزر جائے گا کہ اول تو جس طرح ظہورِ ظل میں تفاوت شدید ہے کہ اتنی دیر کے بعد ان کا سایہ پیدا ہوتا ہے یونہیں زیادت ظل میں فرق رہے گا بلند چیزوں کا سایہ اپنی نسبت پر جتنی دیر میں جتنا بڑھے گا ٹیلوں کا سایہ اپنی نسبت میں اُس سے کم بڑھے گا کما لایخفی علی العارف بقواعد الفن تو لاجرم جس وقت ٹیلوں کا سایہ پیدا ہوا اور بلندیوں کا سایہ سایۂ اصلی کے سوا نصف مثل سے زائد تھا اب کچھ دیر کے بعد بلندیوں کا سایہ نصف مثل سے کم بڑھ کر ایک مثل ظل اصلی سے گزر گیا اُس وقت ٹیلوں کا سایہ اُس کم از نصف سے بھی کم ہوگا اور اس تحفظ نسبت تفاوت کو نہ بھی مانیے تو خیر کم از نصف ہی جانیے پھر بہرحال اس سے اتنی دیر اور زیادہ کیجیے جس میں اذان کا حکم ہوا اور اُس کے بعد جماعت فرمائی گئی تو حساب سے آپ کے طور پر اُس وقت ٹیلوں کا سایہ کوئی چہارم ہی کی قدر رہتا ہے اُسے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرما دینا کہ سایہ برابر ہو گیا تھا کس قدر بعید و ناقابل قبول ہے۔ کیا اچھا انصاف ہے کہ یا تو تخمین میں اُتنی غلطی نامسموع کہ جس میں دو رکعتیں پڑھ لی جائیں یا اپنے داؤں کو یہ بھاری غلطی مقبول کہ سیر میں پسیری کا دھوکا بحمد اللہ تعالیٰ اس تقریر سے بھی واضح ہو گیا کہ وہاں تخمین سے جواب دینا محض مہمل و باطل تھا **لطیفہ ۳ اقول** وہاں ایک ستم خوش ادائی یہ کی ہے کہ وہ تخمیناً برابر ہونا بھی مع سایہ اصلی کے ہے نہ سایہ اصلی الگ کر کے وھذا الا یخفی علی من لہ ادنی عقل تو در اصل سایہ ٹیلوں کا بعد نکال لینے سایہ اصلی کے تخمیناً آدھی مثل ہوگا یا کچھ زیادہ اور مثل کے ختم میں اتنی دیر ہوگی کہ نماز بھی فارغ ہوئے ہوں گے۔ ملاجی ذرا کچھ دنوں جنگل کی ہوا کھاؤ ٹیلوں کی ہری ہری ڈوب ٹھنڈے وقت کی سنہری دھوپ دیکھو کہ آنکھوں کے نیور ٹھکانے آئیں علما تو فرما رہے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ پڑتا ہی نہیں جب تک آدھے سے زیادہ وقت ظہر نہ نکل جائے ملاجی اُن کے لئے ٹھیک دوپہر کا سایہ بتاتے ہیں اور وہ بھی تھوڑا نہ بہت آدھی مثل جبھی تو کہتے ہیں کہ وہابی ہو کر آدمی کی عقل ٹیلوں کا سایہ زوال ہو جاتی ہے

لطیفہ ۴۔ اقول اور بڑھ کر نزاکت فرمائی ہے کہ مساوات سایہ کے ٹیلوں سے مقدار میں مراد نہ ہو بلکہ ظہور میں یعنی پہلے سایہ جانب شرقی معدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کیونکہ وہ موجود تھے اور وقت اذان کے سایہ جانب شرقی بھی ظاہر ہو گیا پس برابر ہو گیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں' اس جواب کی قدر ملاجی اپنے ہی ایمان سے بتا دیں وقت ٹھنڈا فرمایا یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ان برابر آیا اس کے یہ معنی کہ ٹیلے بھی موجود تھے سایہ بھی موجود ہو گیا اگرچہ وہ دس گز ہوں یہ جو برابر اسے سبحان اللہ اسے کیوں تحریف نصوص کہیے گا کہ یہ تو مطلب کی گڑھت ہے ایسا لقب تو خاص بیچارے حنفیہ کا خلعت ہے ملاجی اگر کوئی کہے کہ میں ملاجی کے پاس رہا یہاں تک کہ ان کی داڑھی بانس برابر ہو گئی تو اس کے یہ معنی ہوں گے نہ کہ ملاجی کا سبزہ آغاز ہوا کہ پہلے بانس موجود تھا اور ملاجی کی داڑھی معدوم جب رواں کچھ کچھ چمکتے ہی بانس برابر ہو گیا کہ اب بانس بھی موجود بال بھی موجود ع مرغک از بیضہ برون آید و دانہ طلبد لطیفہ ۵

اقول یہ تکیف چراغی و تحریف صریح قابل ملاحظہ کہ خود ہی حنفیہ و شافعیہ کے مسئلہ مختلف فیہا میں شافعیہ سے حجت لاتے کو فتح الباری امام عسقلانی سے یہ عبارت نقل کی کہ یحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ ظہور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاہرا جس میں ٹیلوں کے لئے سایہ اصلی ہونے کی صاف نفی تھی حضرت تو وہ دعوے کر چکے تھے کہ ان کا سایہ اصلی آدھے مثل کے قریب ہوتا ہے لاجرم معدوم ہونے میں جانب شرق کی قید بڑھائی کہ مشرق کی طرف معدوم تھا اور اسے فتح الباری کی طرف نسبت کر دیا کہ جیسا کہا فتح الباری میں و یحتمل ان یراد الخ ملاجی دھرم سے کہنا یہ تحریف تو نہیں۔ لطیفہ ۶ اقول فتح الباری کے طور پر تو مشارکت فی الوجود غایت بن سکتی ہے کہ دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ اصلا نہ تھا دیر فرمائی یہاں تک کہ موجود ہوا اگرچہ ٹیلوں سے سایہ مساوی ہونے کے ہرگز یہ معنے نہیں مگر آپ اپنی خبر لیجئے آپ کے نزدیک تو ٹھیک دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ آدھا مثل تھا تو ظہور و وجود میں برابری صبح سے شام تک دن بھر رہی اس غایت مقرر کرنے کے کیا معنے کہ وقت ٹھنڈا فرمایا یہاں تک کہ سایہ وجود میں ٹیلوں کے برابر ہو گیا اور جانب شرقی کی قید حدیث میں کہاں یہ آپ کی نری من گھڑت ہے تاویل گڑھی مساوات فی الظہور تفریع کی مساوات فی الوجود اور مفرع علیہ وجود شرقی کیا جب تک وجود غربی شمالی تھا مساوات فی الوجود نہ تھی اب کہ وجود شرقی

ملا مساوات ہوئی کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو **لطیفہ ۷۔ اقول** ملاجی جب آپ کے دھرم میں سایہ وقت نصف النہار بھی موجود تھا تو زوال ہوتے ہی قطعاً معاً شرقی ہوا تو یہ مساوات خاص آغاز وقت ظہر پر ہوئی اور حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ مؤذن نے تین بار ارادۂ اذان کیا ہر بار حکم ابراد و تاخیر ملا یہاں تک کہ سایہ مساوی ہوا کیا یہ ارادہ ہائے اذان و حکمہائے ابراد سب پیش از زوال ہولئے تھے شاید پہر دن چڑھے ظہر کا وقت ہو جاتا ہوگا، ملاجی تحریف بنصوص اسے کہتے ہیں ع چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر؟

لطیفہ ۸۔ اقول جب کچھ نہ بنی تو ہارے درجے یہ تیسری نزاکت اس حدیث کے جواب میں فرمائی کہ یہ تاخیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں ہوئی شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ سے کی ہو کہ ظہر کو عصر سے جمع کریں گے پس سفر پر حضر کو قیاس مع الفارق ہے، ملاجی ایمان سے کہنا یہ حدیث ابراد ظہر کی ہے یعنی وقت ٹھنڈا کرکے پڑھنا یا تفویت ظہر کی کہ وقت کھو کر پڑھنا حدیث میں علت حکم یہ ارشاد ہوئی ہے کہ شدت گرمی جوش جہنم سے ہے تو گرمی میں ظہر ٹھنڈا کر دو یا یہ کہ ابھی اذان نہ کہو ہم عصر سے ملا کر پڑھیں گے، ملاجی اس حدیث کی شرح میں خود علمائے شافعیہ کا کلام سنو کہ معنی ابراد میں آپ کی یہ گڑھت بھی ٹوٹے اور سفر و حضر سے فرق کی بھی قسمت پھوٹے ارشاد الساری امام قسطلانی شافعی شرح صحیح بخاری باب الابراد بالظہر فی السفر میں اسی حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نیچے ہے (قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر قیدہ ھنا بالسفر واطلقہ فی السابقۃ مشیرا بذلک الی ان تلک الروایۃ المطلقۃ محمولۃ علی ھذہ المقیدۃ لان المراد من الابراد التسھیل المشقۃ فلا تفاوت بین السفر والحضر اسی میں ہے (فقال لہ ابرد حتی ساوی الظل التلول) غایۃ الابراد حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال او ربع قامۃ او ثلثھا او نصفھا وقیل غیر ذلک ویختلف باختلاف الاوقات لکن یشترط ان لا یمتد الی اٰخر الوقت ہاں خوب یاد آیا علمائے شافعیہ کی کیوں سنیئے آپ اپنے ہی لکھے کو نہ دیکھیئے مسئلہ وقت مستحب ظہر میں فرما گئے۔ اگر ابراد اختیار کرے تو لازم ہے کہ ایسا ابراد نہ کرے کہ وقت ظہر کا خارج ہو جائے یا قریب آجائے حدیث میں ابراد کی علما میں اختلاف ہے لکن یہ سب کے نزدیک شرط ہے کہ ابراد اس مرتبہ کا نہ کرے کہ ظہر کے آخر وقت کو پہنچ جاوے کما فی فتح الباری اختلف العلماء فی غایۃ الابراد لکن یشترط

ان لایمتد الی اٰخر الوقت جب آخر وقت کے قریب تک نہ آنا لازم و شرط ایراد ہے تو حکم ایراد کو لغو اخراج وقت پر حمل کرنا کیسا عذر بارد ہے ملاجی ایمان سے کہنا یہ حدیث سے جواب ہے یا اپنی سخن پروری کے لئے صراحۃً نص شرع کی تحریف حدیث صحیح کا رد۔ شافعیہ حنفیہ کے مکالمات محض تفنن طبع کے لئے ہیں ورنہ مذاہب مقرر ہو چکے علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب آخر جلد ہفتم میں فرماتے ہیں فقد اجاب الحافظ ابن حجر عن ذلك وعن غیرہ من ادلۃ المانعین وھی عشرۃ بما یطول ذکرہ مع انہ لاکبیر فائدۃ فیہ اذ المذاھب تقررت انما ھو تشحیذ الاذھان آپ اپنی خبر لیجئے آپ تو محقق مجتہد ہیں سب ارباب مذاہب کی ضد ہیں آپ کیوں صحیح بخاری کی حدیث جلیل میں یوں کھلی تحریفیں کر رہے ہے دعوے باطلہ عمل بالحدیث کے چھلکے اُتر رہے ہیں ع شرم بادت از خدا و از رسول ؎ **لطیفہ ۹ ـ اقول** ملاجی خود جانتے تھے کہ یہ تاویلیں نہیں محض مہمل پوچ تقریریں سے جیسے بنے حدیث کو رد کرنا ہے لہٰذا عذر بدتر از گناہ کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔

منشا تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر نہیں رہتا ثابت ہیں پس جمعاً بین الادلہ یہ تاویلیں حقہ کی گئیں، ان تاویلوں کو حقہ کہنا تو دل میں خوب جانتے ہو گے کہ جھوٹ کہہ رہے ہو خاک حقہ تھیں کہ ایک دم میں سلفہ ہو گئیں مگر اس ڈھٹائی کا کہاں ٹھکانا کہ صحیح حدیث، بخاری شریف کو بحیلہ جمع بین الادلہ یوں دانستہ بگاڑ دیئے حالانکہ نہ قصہ واحد نہ لفظ مساعد اور حدیث ابن عمر دربارۂ غیبت شفق میں با وصف اتحاد قصہ جمع بین الادلہ حرام اور رد احادیث صحاح واجب الالتزام۔ **لطیفہ ۱۰ ـ اقول** جمع تقدیم کی نامندمل جراحت بھرنے کو حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وہ لن ترانیاں تھیں کہ ظاہر پر حمل واجب ہے جب تک مانع قطعی نہ ہو اب اپنے داؤں کو ظاہر نص صریح کے یوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے خیر بحمد اللہ آپ ہی کی گواہی سے ثابت ہو لیا کہ جمع بین الادلہ کے لئے ایسی رکیک و پوچ و لچر تاویلات تک روا ہیں تو یہ صاف و نظیف و شائع و لطیف معانی و محامل کہ ہم نے جمعاً بین الادلہ احادیث ابن عمر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں اختیار کئے ان میں اپنی چون و چرا کی گلی آپ نے خود بند کر لی و للہ الحمد۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؎ طرفہ یہ کہ آپ مستدل ہیں اور ہم خصم جب آپ کو ایسے لچر بات نفع دیں گے ہمیں یہ واضحات بدرجۂ اولےٰ نافع اور آپ کے تمام ہواجس و وساوس کے قاطع ہوں گے

فائدہ عائدہ: سنن میں ایک حدیث اور ہے جس سے ناواقف کو جمع تاخیر کا وہم ہو سکے فقیر نے کلام فریقین میں اس سے استنادًا جوابًا اصلًا تعرض نہ دیکھا ملاجی بہت دور دور کے چکر لگا آئے جہاں کچھ بھی لگتی پائی بلکہ نری بے لگاؤ بھی جمع کر لائے سنن کچھ دور نہ تھیں اُس کے آس پاس گھوما کئے مگر اس سے دہنے بائیں کترائے اسی سے اُس کا نہایت نامفیدی میں ہونا ظاہر مگر شاید اب کسی نئے متوہم یا خود حضرت ہی کو تازہ وہم جاگے لہٰذا اُس سے تعرض کر دینا مناسب۔ ففی سنن ابی داود حدثنا احمد بن صالح نا یحیی بن محمد الجاری وفی سنن النسائی اخبرنا علی بن عبد الرحمن ثنا نعیم بن حماد قالا نا عبد العزیز بن محمد (زاد نعیم) الدراوردی عن مالک عن ابی الزبیر عن جابر ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم غابت له الشمس بمكة فجمع بينهما بسرف (زاد نعيم) يعنی الصلوٰة ولفظ المؤمل غابت الشمس ورسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بمكة فجمع بين الصلاتين بسرف قال ابوداؤد حدثنا محمد بن هشام جار احمد بن حنبل نا جعفر بن عون عن هشام بن سعد قال بينهما عشرة اميال يعنی بين مكة وسرف یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مکہ معظمہ میں آفتاب ڈوبا پس مغرب وعشا موضع سرف میں جمع فرمائیں ابوداؤد نے ہشام بن سعد سے (کہ ملاجی کے حسابوں رافضی مجروح مردود الروایہ متروک الحدیث ہے تقریب میں کہا صدوق له اوهام ورمی بالتشیع) نقل کی کہ مکہ وسرف میں دس میل کا فاصلہ ہے **اقول** وباللہ التوفیق اصول حدیث ونیز اصول محدثہ ملاجی پر یہ حدیث ہرگز قابل حجیت نہیں اصول حدیث پر اُس کی سند ضعیف اور اصول ملائیہ پر تو ضعف در ضعف کیا جانیئے کتنے ضعفوں کی طومار اور نری مردود ومتروک ہے **اولًا** دو طریق پیشین میں یحیی بن محمد جاری ہے تقریب میں کہا صدوق یخطئ امام بخاری نے فرمایا یتکلمون فیه (ائمہ محدثین اس پر طعن کرتے ہیں) میزان میں یہی حدیث اُس کے ترجمہ میں داخل کی اور کتب ضعفا میں زیر ترجمہ ضعفا اُن کی منکر حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور اُس کے ساتھ طریق دوم میں مؤمل بن اہاب ہے تقریب میں کہا صدوق له اوهام طریق ثالث میں نعیم بن حماد ہے یہ اگرچہ فقیہ وفرائض دان تھا مگر حدیثی حالت میں یحیی سے بھی بدتر ہے تقریب میں کہا صدوق یخطئ کثیرا یہاں تک کہ ابوالفتح ازدی نے کہا حدیثیں

اپنے جی سے گڑھتا اور امام ابوحنیفہ کے مطاعن میں جھوٹی حکایتیں وضع کرتا تھا یہ اگرچہ مجازفات ازدی سے ہو مگر ذہبی نے طبقات الحفاظ و میزان الاعتدال دونوں میں اُس کے حق میں قول اخیر یہ قرار دیا کہ وہ باوصف امامت منکر الحدیث ہے قابل احتجاج نہیں جامع صحیح میں اُس کی روایت مقرونہ ہے نہ بطور حجیت امام جلال الدین سیوطی لآلی میں اُس کی حدیث اذا اراد اللّٰہ ان ینزل الی السماء الدنیا نزل عن عرشہ بذاتہ ذکر کرکے فرماتے ہیں اتعبنا نعیم بن حماد من کثرۃ ما یاتی بھذہ الطامات وکوند رؤعنہ وعن الطرطوسی الراوی عنہ فلا ادری البلاء فی الحدیث منہ اومن شیخہ نعیم اھ ملخصا یعنی نعیم بن حماد اس کثرت سے یہ طامات روایتیں لاتا ہے کہ ہم تھک گئے کہاں تک اُس کا اور اُس کے شاگرد طرطوسی کا بچاؤ کریں مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں بلا اُس کی طرف سے اُٹھی یا اُس کے اُستاد نعیم سے **ثانیاً** پھر ان سب طرق میں عبدالعزیز بن محمد دراوردی ہے تقریب میں کہا صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطئ تو ہر طریق میں دراوردی صدوق یخطئ ہوئے خصوصاً ثالث میں تو ایک کثیر الخطاء اور ثانی میں تیسرا صدوق لہ اوھام اور ملاجی کے اصول پر ایسے رواۃ کی حدیثیں مردود و متروک و واہیات ہیں **ثالثاً** مدار حدیث ابوالزبیر عن جابر پر ہے ابوالزبیر کی نسبت خود ملاجی کہہ گئے کہ وہ فقط صدوق ہے اور اُس کے ساتھ مدلس قال فی التقریب صدوق الا انہ یدلس اور یہاں اُن[1] سے راوی لیث بن سعد نہیں اور روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنۂ مدلس اصول محدثین پر نامقبول **رابعاً** میلوں کی گنتی حدیث میں نہیں نہ زید و عمرو کی ایسی حکایات پر وہ اعتماد ضرور جس کے سبب توقیت صلاۃ کا حکم معروف و مشہور ثابت بالقرآن العظیم والاحادیث الصحاح چھوڑ دیا جائے خصوصاً ملاجی کے نزدیک تو یہ دس میل بتلانے والا رافضی متروک ہے زمینوں کا ناپنا میلوں کا گننا ان حملہ ورواۃ کا کام نہ تھا بلکہ سرے سے اُن اعصار و امصار میں اس طریقہ کا اصلاً نام نہ تھا یوہیں ہر شخص اپنے تخمینہ سے یا کسی اور کی سنی سنائی بتا دیتا ولہذا اشمار میں اس قدر شدت سے اختلاف پڑتا ہے کہ ان گنتیوں سے امان اٹھائے دیتا ہے

[1] قید بھذا لان الراوی عنہ اذا کان اللیث زال ما یخشٰی من تدلیسہ کما افادہ فی فتح المغیث وغیرہ فلیحفظ فانہ فائدۃ نفیسۃ وقد بین السبب فی ذلک فی المیزان فراجعہ۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ذوالحلیفہ کہ مکہ معظمہ کے راستے پر مدینہ طیبہ کے قریب ایک مشہور و معروف مقام ہے اس کے اختلاف دیکھئے امام اجل رافعی احد شیخین مذہب شافعی اور اُن سے پہلے امام ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسمٰعیل بن احمد شافعی معاصر امام غزالی اور اُن سے بھی پہلے امام ابونصر عبدالسید بن محمد شافعی نے فرمایا مدینہ سے ایک میل ہے امام قسطلانی شافعی نے فرمایا یہ وہم ہے بشہادت مشاہدہ مردود؛ بعض نے کہا دو ایک میل امام عینی نے فرمایا چار میل، امام حجۃ الاسلام شافعی نے فرمایا چھ میل ہے اسی طرح امام مجد شافعی نے قاموس میں کہا امام اجل ابوزکریا نووی شافعی نے فرمایا یہی صحیح ہے بعض علماء نے کہا سات میل امام جمال اسنوی شافعی نے فرمایا حق یہ کہ تین میل ہے یا کچھ قدرے قلیل زیادہ ہو مشاہد اس پر گواہ ہے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے بعدہ من المدینۃ میل کما عند الرافعی لکن فی البسیط انہا علی ستۃ امیال وصححہ فی المجموع وھو الذی قالہ فی القاموس وقیل سبعۃ وفی المھمات الصواب المعروف بالمشاہدۃ انہا علی ثلثۃ امیال او تزید قلیلا اُسی میں ہے وقول من قال کابن الصباغ فی الشامل والرویانی فی البحر انہ علی میل من المدینۃ وھم یردہ الحس عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے من المدینۃ علی اربعۃ امیال ومن مکۃ علی مائتی میل غیر میلین وقیل بینہا وبین المدینۃ میل او میلان دیکھیے ایسے معروف مقام میں کہ شارع نے اُسے اہل مدینہ طیبہ کے لئے میقات احرام مقرر فرمایا ایسے اجلہ ائمہ میں ایسے شدید اختلاف ہیں جنہیں ترازوئے تخمینہ کی جھونک کسی طرح نہیں سہار سکتی ایک، دو، تین، چار، چھ، سات میل تک اقوال مختلف پھر تصحیحوں میں بھی دونا دون کا تفاوت ایک فرمائے چھ میل صحیح ہے دوسری فرمائے تین میل حق ہے موطائے امام مالک میں بسند صحیح علی شرط الشیخین ہے عن یحیی بن سعید انہ قال لسالم بن عبداللّٰہ ما اشد ما رأیت اباک اخر المغرب فی السفر فقال سالم غربت الشمس ونحن بذات الجیش فصلی المغرب بالعقیق یعنے یحیی بن سعید انصاری نے امام سالم بن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم سے پوچھا آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں مغرب کی تاخیر زیادہ سے زیادہ کس قدر کرتے دیکھا فرمایا ذات الجیش میں ہمیں سورج ڈوبا اور مغرب عقیق میں پڑھی) اب رواۃ موطا تلامذہ امام مالک ہیں ان دونوں مقاموں کے فاصلہ میں

اختلاف بڑا بھیجے کی روایت میں ہے دو میل یا کچھ زائد عبداللہ بن وہب نے کہا چھ میل محمد بن وضاح اندلسی تلمیذ التلمیذ امام مالک نے کہا سات میل عبدالرحمن بن قاسم نے کہا دس میل علامہ زرقانی نے جزم کیا کہ بارہ میل شرح مؤطا میں فرمایا بینہما اثنا عشر میلا وقال ابن وضاح سبعۃ امیال وقال ابن وھب ستۃ وقال القعنبی ذات الجیش علی بریدین من المدینۃ وقال البونی فی روایۃ یحیی وبینہما میلان او اکثر قلیلا وفی روایۃ ابن القاسم عشرۃ امیال ان اختلافات کو خیال کیجئے کہاں دو میل کہاں بارہ میل خامسا یہ انتہائے عین ہے اور وقائع عین مساغ ہرگونہ احتمالات سرعت سیر کے لئے کوئی حد محدود نہیں کہ اس سے زائد نا متصور ہو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا سہ منزلہ کرنا اوپر گزرا ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث میں ہے اصبح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بملل ثم راح وتعشی بسرف سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ملل میں صبح ہوئی پھر تشریف لے چلے اور شام کا کھانا سرف میں تناول فرمایا، فصل اول میں گزر چکا کہ ملل مدینہ طیبہ سے سترہ میل ہے اور یہیں کلام امام بدر محمود عینی سے منقول ہوا کہ مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے دو کم دو سو میل ہے اب سترہ وہ اور دس میل سرف کے نکال لیجئے تو ایک دن میں ایک سو اکہتر میل راہ طے ہوئی پھر غروب شمس سے اتنے قرب عشا تک کہ ہنوز بقدر تین رکعت پڑھ لینے کے مغرب کا وقت باقی ہو دس میل قطع ہو جانا کیا جائے عجب ہے[1] خصوصاً اواخر جوزا و اوائل سرطان میں کہ ان دنوں حوالی مکہ معظمہ میں وقت مغرب کمابیش ڈیڑھ گھنٹا ہوتا ہے اعتبار نہ آئے تو آزما دیکھئے کہ عمدہ گھوڑے تیز ناقے ڈیڑھ چھوڑ ایک ہی گھنٹے میں دس میل بلکہ زائد قطع کرلیں گے حدیث مؤطا میں کہ ابھی مذکور ہوئی جزم علامہ زرقانی اور نیز روایت ابن القاسم تلمیذ امام مالک پر اس کی نظیر نہیں

---

[1] اقول: لتکن الشمس عند دخول العشاء فی اول السرطان میلہ الح الرتمام عرض مکۃ المکرمۃ سح ی غایۃ الانحطاط بالنفی یق مذ نح جیبہ مہ ک الدظل عرض مکۃ الحہ نا ح لح × ظل المیل الو آلہ الہ لا منحطا = ی ک الجیب تعدیل النہار قوسہ لمنہ الح. مہ = فی ع لر نصف قوس اللیل سہمہ مط لطالر × جیب انحطاط الوقت ح لب الح = ئہ کہ الدح سو بہ مک الد = کا مدح مط لطالر = انزند مط سہم فضل الدائر قوسہ نزنم مر ۔ وج ع لر = الت الدح ی دائر × ع قر = آ الطالر ھذا تقریب و وجوہ التدقیق تعلم ان شاء اللہ تعالٰی من کتابنا زیج الاوقات الصوم والصلوات وفقنا اللہ لاکمالہ و نفعنا والمسلمین باتمالہ آمین. ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

پیش نظر اور پر ثابت ہو چکا کہ سالم قائل جمع نہیں وہ تصریحا فرما چکے کہ اُن کے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مزدلفہ کے سوا کبھی جمع نہ فرمائی تو لاجرم غروب آفتاب کے بعد دس بارہ میل چلے اور مغرب وقت میں پڑھی ولہذا ابوالولید باجی مالکی نے اس حدیث کی شرح میں کہا اراد ان یعرف اٰخر وقتہا المختار یحیٰی بن سعید انصاری کا اس سوال سے یہ ارادہ تھا کہ مغرب کا آخر وقت مختار معلوم کریں۔ منتقی میں کہا وحمل ذٰلک علی المعروف من سیرمن جد خروج وقت پر پڑھنا ہوتا تو کوشش سیر پر حمل کی کیا حاجت تھی بالجملہ حدیث بر تقدیر صحت بھی اصلا جمع حقیقی کی مفید نہ جمع صوری سے جدا و بعید والحمد للہ العلی المجید الحمد للہ کلام اپنے ذروہ اقصٰے کو پہنچا اور جمع تقدیم و تاخیر دونوں میں ملاجی کا ہاتھ بالکل خالی رہ گیا ایک حدیث سے بھی جمع حقیقی اصلا ثابت نہ ہو سکی وللہ الحجۃ السامیہ، امید کرتا ہوں کہ اس فصل بلکہ تمام رسالہ میں ایسا کلام شافی ومتین وکافی ومبین برکات قدسیہ رشح زکیہ طیبہ علیہ امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم واقدم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حصۂ خاصہ فقیر مہین ہو والحمد للہ رب العالمین۔

فصل چہارم نصوص نفی جمع وہدایت التزام اوقات میں

یہ نصوص دو قسم ہیں۔ اول عامہ جن میں تعیین اوقات کا بیان یا اُن کی محافظت کی ترغیب یا اُن کی مخالفت سے ترہیب ہے جس سے ثابت ہو کہ ہر نماز کے لئے شرع مطہر نے جدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ نہ اُس سے پہلے ہو سکے نہ اُسے کھو کر دوسرے وقت پر اٹھا رکھی جائے بلکہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہیئے۔ دوم خاصہ جن میں بالخصوص جمع بین الصلاتین کی نفی ہے (**قسم اول نصوص عامہ**) (**الاٰیات**) رب العزۃ تبارک وتعالٰی نے محافظت والتزام اوقات کا حکم سات سورتوں میں نازل فرمایا بقرہ نساء انعام مریم مومنون معارج ماعون۔ **آیت ۱** قال بناعزمن قائل ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا ۰ بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا، کہ نہ وقت سے پہلے صحیح

لہ ھذا الاختلاف فیہ بین العلماء، لا شئ روی عن ابی موسی الاشعری وعن بعض التابعین اجمع العلماء علی خلافہ ولا وجہ لذکرہ ھہنا لانہ لا یصح عنھم ولو صح عن ابی موسی لوفہ مما وافق الجماعۃ فصار اتفاقا صحیحا اھ عمدۃ القاری۔ ۱۲۰ منہ

نہ وقت کے بعد تاخیر روا بلکہ فرض ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر ادا ہو میں یہاں معنی آیت میں کلام علمائے کرام لاؤں اس سے بہتر یہی ہے کہ خود ملا جی کی شہادت دلاؤں مسئلہ وقت ظہر میں ایک مثل تک تمامی وقت بتانے کے لئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے تفسیر مظہری میں ہے قولہ تعالیٰ کتابا موقوتا یقتضی لکون لکل صلاۃ وقتا علیحدۃ تو مقتضا آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری ؎ **آیت ۲** قال مولینا جل وعلا حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین ہ محافظت کرو سب نمازوں اور خاص بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے) محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے ادھر اُدھر نہ ہونے پائے بیچ والی نماز نماز عصر ہے اُس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لئے اُس کی خاص تاکید فرمائی بیضاوی شریف علامہ ناصر الدین شافعی میں ہے حافظوا علی الصلوات بالاداء لوقتھا والمداومۃ علیھا مدارک شریف میں ہے حافظوا علی الصلوات داوموا علیھا المواقیتھا ارشاد العقل السلیم میں ہے حافظوا علی الصلوات ای داوموا علی ادائھا لاوقاتھا من غیر اخلال بشئ منھا **آیت ۳** قال العلی الاعلی تبارک وتعالیٰ والذین ھم علی صلاتھم یحافظون ہ اولئک ھم الوارثون ہ الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون ہ اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگاہ داشت کرتے ہیں کہ اُسے وقت سے بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں) معالم شریف امام بغوی شافعی میں ہے، یحافظون ای یداومون علی حفظھا ویراعون اوقاتھا کرر ذکر الصلاۃ لیتبین ان المحافظۃ علیھا واجبۃ **آیت ۴** قال المولی الاجل عزوجل والذین ھم علی صلاتھم یحافظون ہ اولئک فی جنات مکرمون ہ اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت کئے جائینگے جلالین شریف امام جلال الملۃ والدین شافعی میں ہے یحافظون باداءھا فی اوقاتھا تفسیر نسفی شریف میں ہے المحافظۃ علیھا ان لا تضیع عن مواقیتھا **آیت ۵** قال المولی تقدس وتعالیٰ والذین یؤمنون بالاخرۃ

یؤمنون به وھم علیٰ صلاتھم یحافظون ○ اور جنہیں آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں، اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں) کہ وقت سے باہر نہ ہو جائیں تفسیر کبیر میں ہے، المراد بالمحافظة التعھد لشروطھا من وقت وطھارة وغیرھما والقیام علیٰ ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذلک دابة فی کل وقت محافظت وقت کے یہ معنی جو ہم نے علمائے حنفیہ کے سوا ہر آیت میں علمائے شافعیہ سے نقل کئے کہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہو خود احادیث میں ارشاد ہوئے جن کا ذکر عنقریب آتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ **آیت ۱۶** قال رب العلیٰ عز وعلا فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ (پھر آئے ان کے بعد وہ برے پسماندے جنہوں نے نمازیں ضائع کیں) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اخروھا عن مواقیتھا وصلوھا لغیر وقتھا یہ لوگ جن کی مذمت اس آیہ کریمہ میں فرمائی گئی وہ ہیں جو نمازوں کو ان کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں ذکرہ الامام البدر فی عمدة القاری باب تضییع الصلوات عن وقتھا والامام البغوی فی المعالم افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ ھو ان لا یصلی الظھر حتی یاتی العصر نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا اثرہ محی السنة تفسیر انوار التنزیل میں ہے اضاعوا الصلوٰۃ ترکوھا او اخروھا عن وقتھا **آیت ۱۷** قال سبحانہ ما اعظم شانہ فویل للمصلین ○ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ○ خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں) کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں۔ تفسیر جلالین میں ہے ساھون غافلون یؤخرونھا عن وقتھا تفسیر مفاتیح الغیب میں ہے ساھون یفید امرین اخراجھا عن الوقت و کون الانسان غافلا فیھا اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر خود حدیث میں وارد ہوئی کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ

(الاحادیث) اقول وباللہ التوفیق ملاجی نے تو جھوٹ ہی کہہ دیا تھا کہ احادیث جمع چودہ صحابیوں سے مروی ہیں جنہیں خود بھی نہ گنا سکے بلکہ صراحۃً تسلیم کر گئے کہ ان میں اکثر کی روایات ان کے لئے مفید نہیں صرف چار مفید سمجھیں جن کا حال بتوفیقہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ اصلاً انہیں مفید نہ تھیں اب فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس مبحث میں ہمارے مفید حدیثیں جو اس وقت نظر میں جلوہ فرما ہیں چالیس سے

زائد ہیں کہ تیئیس[۲۳] صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہوئیں۔ عمر[۱] فاروق علی[۲] مرتضٰی سعد[۳] بن ابی وقاص عبد[۴] اللہ بن مسعود عبد[۵] اللہ بن عباس عبد[۶] اللہ بن عمر عبد[۷] اللہ بن عمرو جابر[۸] بن عبداللہ ابوذر[۹] غفاری ابوقتادہ[۱۰] انصاری ابوالدرداء[۱۱] ابوسعید[۱۲] خدری ابومسعود[۱۳] بدری بشیر[۱۴] بن عقبہ بن عمرو مدنی ابوموسٰی[۱۵] اشعری بریدہ[۱۶] اسلمی عبادہ[۱۷] بن صامت کعب[۱۸] بن عجرہ فضالہ[۱۹] زہرانی حنظلہ[۲۰] بن الربیع انس[۲۱] بن مالک ابوہریرہ[۲۲] ام المومنین صدیقہ[۲۳] بنت الصدیق صلے اللہ تعالٰی علی بعلہا وابیہا وعلیہا وعلیہم اجمعین وبارک وسلم؛ ان میں سات حدیثیں اور مولی المسلمین ومحبوب سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کی روایتیں تو جمع صوری میں گزریں باقی اکیس صحابہ سے چھتیس[۳۶] حدیثیں بتوفیقہ تعالٰی یہاں سنیئے ملاجی کی طرح اگر مجملات کو بھی شامل کر لیجئے اور واقعی ہمیں اس کا استحقاق بروجہ حق وصحیح حاصل تو معاذ[۲۴] بن جبل و اسامہ[۲۵] بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ملا کر عدد صحابہ پچیس[۲۵] اور احادیث مجملہ شامل کر کے شمار احادیث پچاس سے زائد ہو گا خیر یہاں جو حدیثیں ہمیں لکھنی ہیں وہ چند نوع ہیں **نوع اول** احادیث محافظت وقت اور اُس کی ترغیب اور اُس کے ترک سے ترہیب **حدیث ۱**: امام احمد بسند صحیح حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعھن وسجودھن ومواقیتھن وعلم انھن حق من عند اللہ دخل الجنۃ او قال وجبت لہ الجنۃ او قال حرم علی النار یعنی میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کی ان کے رکوع وسجود و اوقات پر محافظت کرے اور یقین جانے کہ وہ اللہ جل وعلا کی طرف سے ہیں جنت میں جائے یا فرمایا جنت اس کے لئے واجب ہو جائے یا فرمایا دوزخ پر حرام ہو جائے **حدیث ۲**: ابوداؤد سنن اور طبرانی معجم میں بسند جید ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ من حافظ علی الصلوات الخمس علی وضوءھن ورکوعھن وسجودھن ومواقیتھن الحدیث[۱] پانچ چیزیں ہیں کہ جو اُنہیں ایمان کے ساتھ لائے گا جنت میں جائے گا جو پنجگانہ نمازوں کی اُن کے وضو اُن کے رکوع اُن کے سجود اُن کے اوقات پر محافظت

[۱] تامہ وصام رمضان وحج البیت ان استطاع الیہ سبیلا۔ واعطی الزکوۃ طیبۃ بہا نفسہ وادی الامانۃ قالوا یا اباالدرداء ما اداء الامانۃ قال الغسل من الجنابۃ، ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

کرے اور روزہ و حج و زکوٰۃ و غسل جنابت بجالائے **حدیث ۳** امام مالک و ابوداؤد و نسائی و ابن حبان اپنی صحاح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خمس صلوات افترضھن اللہ تعالٰی من احسن وضوءھن وصلاھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ پانچ نمازیں اللہ تعالٰی نے فرض کی ہیں جو اُن کا وضو اچھی طرح کرے، اور اُنہیں اُن کے وقت پر پڑھے اور اُن کا رکوع و خشوع پورا کرے اُس کے لئے اللہ عزوجل پر عہد ہے کہ اُسے بخشدے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالٰی پر کچھ عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے ھذا لفظ ابی[1] داؤد **حدیث ۴** ابوداؤد بطریق ابن الاعرابی میں حضرت قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے انی فرضت علی امتک خمس صلوات وعھدت عندی عھدا انہ من جاء یحافظ علیھن لوقتھن ادخلتہ الجنۃ ومن لم یحافظ علیھن فلا عھد لہ عندی میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے پاس عہد مقرر کر لیا کہ جو اُن کے وقتوں پر اُن کی محافظت کرتا آئے گا اُسے جنت میں داخل کروں گا اور جو محافظت نہ کرے گا اُس کے لئے میرے پاس کچھ عہد نہیں **حدیث ۵** دارمی حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے من صلی الصلوٰۃ لوقتھا فاقام حدھا کان لہ علیّ عھد ادخلہ الجنۃ ومن لم یصل الصلاۃ لوقتھا ولم یقم حدھا لم یکن لہ عندی عھد ان شئت ادخلتہ النار وان شئت ادخلتہ الجنۃ جو نماز اُس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اُس کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ اُسے جنت میں داخل فرماؤں اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اُسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں تو جنت میں **حدیث ۶** طبرانی بسند صالح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] واوردہ المنذری عنہ فزاد وسجودھن بعد قولہ رکوعھن ولیس فی شیئ من نسخ السنن التی عندی وقد قال العلامۃ ابراھیم الحلبی فی غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ما نصہ اما لفظ وسجودھن بعد رکوعھن فغیر ثابت الخ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

سے راوی ایک دن حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا اور رسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا ورسول خوب دانا ہیں فرمایا جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے عرض کی خدا و رسول خوب دانا ہیں فرمایا تمہارا رب جل وعلا فرماتا ہے وعزتی وجلالی لا یصلیہا احد لوقتہا الا ادخلتہ الجنۃ ومن صلاہا لغیر وقتہا ان شئت رحمتہ وان شئت عذبتہ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جو شخص نماز وقت پر پڑھے گا اُسے جنت میں داخل فرماؤں گا اور جو اس کے غیر وقت میں پڑھے گا چاہوں اُس پر رحم کروں۔ چاہوں عذاب **حدیث ۷** نیز طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلے الصلوات لوقتہا واسبغ لہا وضوءہا واتم لہا قیامہا وخشوعہا ورکوعہا وسجودہا خرجت وہی بیضاء مسفرۃ تقول حفظک اللہ کما حفظتنی ومن صلاہا لغیر وقتہا ولم یسبغ لہا وضوءہا ولم یتم خشوعہا ولا رکوعہا ولا سجودہا خرجت سوداء مظلمۃ تقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی حتی اذا کانت حیث شاء اللہ لفت کما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بہا وجہہ جو پانچوں نمازیں اپنے وقتوں پر پڑھے اُن کا وضو و قیام وخشوع ورکوع وسجود پورا کرے وہ نماز سفید روشن ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تیری نگہبانی فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو وخشوع ورکوع وسجود پورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب اُس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے ویسے پرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جائے) والعیاذ باللہ رب العالمین **حدیث ۸** ابوداؤد حضرت فضالہ زہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال علمنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان فیما علمنی وحافظ علی الصلوات الخمس مجھے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسائل دین تعلیم فرمائے اُن میں یہ بھی تعلیم فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی حفاظت کر۔ **حدیث ۹** بخاری مسلم ترمذی نسائی دارمی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سألت رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای العمل احب الی اللہ قال الصلوٰۃ علی وقتہا میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا سب

میں زیادہ کیا عمل اللہ عزوجل کو پیارا ہے فرمایا نماز اُس کے وقت پر ادا کرنا حدیث ۱۰ بیہقی شعب الایمان میں بطریق عکرمہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال جاء رجل فقال یا رسول اللہ ای شیئ احب الی اللہ فی الاسلام قال الصلوۃ لوقتہا ومن ترک الصلوۃ فلا دین لہ والصلاۃ عماد الدین ایک شخص نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اسلام میں سب سے زیادہ کیا چیز اللہ تعالٰی کو پیاری ہے فرمایا نماز وقت پر پڑھنی جس نے نماز چھوڑی اس کے لئے دین نہ رہا۔ نماز دین کا ستون ہے حدیث ۱۱ طبرانی معجم اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلث من حفظہن فہو ولی حقا ومن ضیعہن فہو عدو حقا الصلوۃ والصیام والجنابۃ تین چیزیں ہیں کہ جو اُن کی حفاظت کرے وہ سچا ولی ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ پکا دشمن۔ نماز اور روزے اور غسل جنابت حدیث ۱۲۔ امام مالک مؤطا میں نافع سے راوی ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ کتب الی عمالہ ان اھم امرکم عندی الصلوۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو ما سواھا اضیع الحدیث امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمہارے تمام کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اُسے حفظ اور اُس پر محافظت کرے اُس نے اپنے دین کی حفاظت کرلی اور جس نے اُسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (نوع آخر) حدیث امامت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام جس میں انہوں نے ہر نماز کے لئے جدا وقت معین کیا حدیث ۱۳ بخاری ومسلم صحاح اور امام مالک وامام ابن ابی ذئب مؤطا اور ابو محمد عبد اللہ دارمی مسند میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی جبریل نے بعد تعیین اوقات عرض کی بھذا امرت اسی کا حضور کو حکم دیا گیا ہے۔ ابن ابی ذئب کے لفظ یوں ہیں عن ابن شہاب انہ سمع عروۃ بن الزبیر یحدث عمر بن عبد العزیز عن ابی مسعود الانصاری ان المغیرۃ بن شعبۃ اخر الصلاۃ فدخل علیہ ابو مسعود فقال ان جبریل نزل علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلے وصلی وصلے وصلی وصلے ثم صلے ثم صلی ثم صلی ثم صلے ثم صلی ثم قال ھکذا امرت یعنی جبریل امین نے دونوں روز امامت سے تعیین اوقات کرکے عرض کی کہ ایسا ہی حضور کو حکم ہے) مسند امام ابن راہویہ میں مطول ومفصل ہے فی اٰخرہ ثم قال جبریل ما بین ھذین

وقت صلاۃ پھر جبریل نے عرض کی ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے **حدیث ۱۴** دارقطنی وطبرانی
والبوعمر بن عبدالبر ابومسعود وبشیر بن ابومسعود دونوں صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جبریل نے
عرض کی ما بین ھذین وقت یعنی امس والیوم کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے
حدیث ۱۵ ابوداود ترمذی شافعی طحاوی ابن حبان حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی جبریل نے گزارش کی الوقت ما بین ھذین الوقتین وقت وہ ہے جو ان دونوں وقتوں کے
درمیان ہے **حدیث ۱۶** نسائی وطحاوی وحاکم وبزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے عرض کی الصلوٰۃ ما بین صلاتک امس وصلوٰتک الیوم۔
نماز دیروزہ وامروزہ کے بیچ میں نماز ہے۔ بزار کے یہاں ہے ثم قال ما بین ھذین وقت ان دو کے
اندر وقت ہے **حدیث ۱۷** نسائی واحمد واسحاق وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے راوی جبریل نے گزارش کی ما بین ھاتین الصلاتین وقت، ان دو نمازوں کے اندر وقت ہے۔ **حدیث ۱۸**
طحاوی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے گزارش
کی، الصلوٰۃ فیما بین ھذین الوقتین نماز ان دو وقتوں کے درمیان ہے (**نوع آخر**) حدیث سائل
جسے حضور پُرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامتیں فرماکر ہر نماز کا اول وآخر وقت بتایا **حدیث ۱۹** مسلم
ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا وقت صلوٰتکم ما بین ما رأیتم تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا، مسلم
کے دوسرے طریق میں ہے ما بین ما رأیت وقت اے سائل جو تو نے دیکھا اس کے اندر وقت ہے ترمذی
کے یہاں یوں ہے مواقیت الصلوٰۃ کما بین ھذین نمازوں کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو کے درمیان
حدیث ۲۰ مسلم ابی داؤد نسائی ابن ابان طحاوی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُرنور
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الوقت بین ھذین وقت ان دو کے درمیان ہے **حدیث ۲۱** طحاوی
بطریق عطاء بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور امام عیسی بن ابان بلفظ عن
عطاء بن ابی رباح قال بلغنی ان رجلا اتی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راوی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مابین صلاتی فی ھذین الوقتین وقت کلہ جن دو وقتوں پر میں نے نمازیں پڑھیں ان کے اندر اندر سب وقت ہے ولفظ المجم ثم قال مابینھما وقت ان دو کے درمیان وقت ہے **حدیث ۲۲** مالک ونسائی وبزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور انور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مابین ھذین وقت ان دو کے درمیان وقت ہے وفیہ الاقتصار علی ذکر الفجر فکانہ مختصر **قلت** فقد رواہ الدارقطنی فی سننہ من حدیث قتادۃ عن انس مطولا۔ واللہ تعالیٰ اعلم **(نوع آخر)** حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھیں گے تم اُن کا اتباع نہ کرنا اسے مطلق فرمایا کچھ سفر وحضر کی تخصیص ارشاد نہ ہوئی **حدیث ۲۳** مسلم ابوداؤد ترمذی، نسائی احمد دارمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضرب فخذی کیف انت اذا بقیت فی قوم یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا قال قلت ما تامرنی قال صل الصلاۃ لوقتھا الحدیث حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اُس کے وقت سے تاخیر کرینگے میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا **حدیث ۲۴**۔ احمد ابوداؤد ابن ماجہ بسند صحیح عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ستکون علیکم بعدی امراء تشغلھم اشیاء عن الصلوٰۃ لوقتھا حتی یذھب وقتھا فصلوا الصلاۃ لوقتھا، الحدیث میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہونگے کہ اُن کے کام وقت پر اُنہیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا۔ تم وقت پر نماز پڑھنا۔ **حدیث ۲۵**۔ ابوداود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف بکم اذا اتت علیکم امراء یصلون الصلوٰۃ لغیر میقاتھا قلت فما تأمرنی اذا ادرکنی ذلک یارسول اللہ قال صل الصلاۃ لمیقاتھا واجعل صلوٰتک معھم سبحۃ مجھ سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئینگے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے، میں نے عرض کی یارسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور اُن کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہوجا **(نوع آخر)** ارشاد صریح

کہ جب ایک نماز کا وقت آیا دوسری کا وقت جاتا رہا قضا ہوگئی اور اس کی ممانعت ومذمت **حدیث ۲۶** مسلم وابوداؤد ونسائی وعیسٰی بن ابان حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وقت الظہر مالم یحضر العصر ووقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔ ھذا مختصر

حدیث ۲۷، ترمذی وطحاوی بسند صحیح بطریق محمد بن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان للصلوٰۃ اولا واٰخرا وان اول وقت صلوٰۃ الظہر حین تزول الشمس واٰخر وقتھا حین یدخل وقت العصر و فیہ ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان اٰخر وقتھا حین یغیب الشفق بیشک نماز کے لئے اول و آخر ہے اور بے شک آغاز وقت ظہر کا سورج ڈھلنے سے اور ختم وقت ظہر کا وقت عصر آنے پر ہے اور بیشک ابتداء وقت مغرب کی سورج چھپے ہے اور بیشک انتہا اُس کے وقت کی شفق ڈوبے۔

حدیث ۲۸ مسلم واحمد وابوداؤد وابن ماجہ وطحاوی وابن حبان حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ ان تؤخر صلوٰۃ حتی یدخل وقت صلاۃ اخری سوتے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگتے میں ہے کہ تو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے) یہ حدیث خود حالت سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی، حین فاتتھم صلوٰۃ الصبح لیلۃ التعریس وھو عند ابی داؤد وابن ماجۃ من دون قولہ ان تؤخر یہ حدیث نص صریح ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کرنی کہ دوسری کا وقت آجائے تقصیر وگناہ ہے،

حدیث ۲۹۔ بزار ومحی السنۃ بغوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال سألت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قول اللہ عزوجل الذین ھم عن صلوتھم ساھون ہ قال ھم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا میں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نماز کو اُس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں، بغوی کی روایت یوں ہے۔ اخبرنا احمد

بن عبد اللہ الصالحی (نسائی بسندہ) عن مصعب بن سعد عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الذین ھم فی صلاتھم ساھون قال اضاعۃ الوقت حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا فرمایا اس سے مراد وقت کھونا ہے حدیث ۳۰۔ امام ابن ابان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال وقت الظھر الی وقت العصر ووقت العصر الی المغرب ووقت المغرب الی العشاء والعشاء الی الفجر ظہر کا وقت عصر تک ہے، اور عصر کا وقت مغرب تک اور مغرب کا عشا اور عشا کا فجر تک حدیث ۳۱۔ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا ما التفریط فی الصلوٰۃ نماز میں تفریط کیا ہے فرمایا ان توٴخر حتی یجیٴ وقت الاخریٰ یہ کہ تو ایک نماز کی تاخیر کرے یہاں تک دوسری کا وقت آجائے۔ حدیث ۳۲۔ نیز اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال لا تفوت صلاۃ حتی یجیٴ وقت الاخری نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دوسری کا وقت نہ آجائے یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلی قضا ہوگئی۔ تنبیہ ان آیات واحادیث سے جواب میں قائلین جمع کی غایت سعی ادعائے تخصیص ہے جسے ملاجی نے کئی ورق کی طولانی تقریر میں بہت ہی چمک کر بیان کیا جس کا مآل یہ کہ اگرچہ آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ ہر نماز کے لئے جدا وقت بتا رہی ہیں محافظت وقت کی نہایت تاکید شدید فرما رہی ہیں وقت ضائع کرنے کو گناہ عظیم وموجب عذاب الیم ٹھہرا رہی ہیں مگر ہمیں سفر وغیرہ حالات میں ظہر و عصر ومغرب وعشا چار نمازوں کی پابندیٔ وقت کچھ ضرور نہیں چاہیں وقت سے پہلے پڑھ لیں چاہیں وقت کھو کر پڑھیں اصلا محذور نہیں کہ دو چار روایتیں ہمارے خیال کے مطابق قرآن عظیم واحادیث متواترہ کے مخالف آگئیں وہ ہمیں بے قیدی بتا گئی ہیں۔ یہاں ملاجی نے بہت کچھ ایجاث اصول کو خرچ کیا ہے جس کا جواب ایسا ہی عریض وطویل دیا گیا ہے، وانا اقول ثبت العرش ثم انقش ارشادات صریحہ قرآن عظیم واحادیث متواترہ کے مقابل ایسا ہی سامان جمع کر لیا ہوتا تو اُن کے مقابلہ کا نام لینا تھا۔ سبحان اللہ! چند محتمل روایات جن میں روایۃً ودرایۃً سو احتمالات نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُن کے ثبوت ہی پر یقین نہ بعد تسلیم ثبوت خواہی نخواہی معنی جمع حقیقی کی تعیین، احتمالی باتوں پر خدا ورسول کے صریح احکام کیونکر اٹھا دیئے جائیں ایسے حکموں کے

مقابلہ کو اُٹھیں کے پایہ کا جلی و اضح ثبوت درکار تھا نہ یہ کہ بزور زبان ابتداءً ہیں کہہ دیجئے، وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالفت کی دخل نہیں انتہا ہیں لکھ دیجئے، احادیث صحاح جو جمع پر قطعًا و یقینًا دلالت کرتی ہیں اور بس آپ کے فرمانے سے وہ نصوص قاطعہ یقینیہ مفسّر ہوگئیں، ملاجی بس اسی ایک نکتہ پر بحث کا فیصلہ ہے۔ ان روایات کا اثبات جمع حقیقی تقدیم و تاخیر میں نص قطعی یقینی مفسر نا قابل تاویل ہونا ثابت کردیجئے یا قرآن عظیم و احادیث متواترہ کے مقابل نری زبان زوریوں سے کام نکالنے کا اقرار کیجئے۔ میں صرف نصوص قرآن وحدیث کا نام لیتا ہوں آپ حضرت نمازوں کی توقیت اُن کے لئے اوقات کی تعیین تو ضروریات دین سے ہے اور ہمارا آپ کا تمام اُمتِ مرحومہ کا اجماع قائم کہ وقت سے پہلے نماز باطل اور عمدًا قضا کردینا وقت کھودینا حرام تو اب ظنیت و قطعیت عمومات کی بحث سے کچھ علاقہ نہ رہا۔ اس فصل جمع کا جو حاصل ہے یعنی نماز پیش از وقت یا تفویت وقت اُس کی حرمت پر تو ہم اور آپ سب متفق ہولئے اب آپ مدعی ہیں کہ اُس حرام قطعی کی یہ صورت خالص حلال ہے جیسا وہ حرام قطعی ہے ویسا ہی قطعی ثبوت اس کی حلت کا دیجئے ورنہ یقینی کے حضور ظنی محتمل کا نام نہ لیجئے خدا کی شان اور تو اور جمع تقدیم میں بھی یہی جرأت کے ادعا کہ تاویل کو دخل نہیں احادیث صحاح قطعًا دلالت کرتی ہیں حالانکہ مفسر و یقینی ہونا درکنار ابوداؤد سا امام جلیل الشان تصریح فرما گیا کہ اُس کے بارے میں اصلا کوئی حدیث صحیح بھی نہ ہوئی مگر ہاں یہ کہئے کہ اپنی زبان اپنا دعوے بے ثبوت مانگنے والے کا کچھ دینا دہرایا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم لطیفہ ملاجی نے ایک مثل پر انتہائے ظہر کے اثبات میں حدیث مسائل بروایت نسائی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ و حدیث امامت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استدلال کیا جن میں تھا کہ پہلے دن کی ظہر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سورج ڈھلتے ہی پڑھی اور دوسرے دن کی اُس وقت کہ سایہ ایک مثل کو پہنچ گیا۔ اس تمسک پر اعتراض ہوتا تھا کہ ان حدیثوں میں کل کی عصر بھی تو اسی وقت پڑھنی آئی ہے تو ایک مثل پر وقت ظہر ختم ہوجانا نہ نکلا بلکہ بعد مثل ظہر و عصر دونوں نمازوں میں وقت مشترک ہونا مستفاد ہوا۔ ملاجی اس کے دفع میں فرماتے ہیں روایت نسائی کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت نے پہلے دن عصر جب پڑھی کہ ایک مثل سایہ آگیا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فارغ ہولئے یہ معنے نہیں کہ کچھ وقت بقدر چار رکعت دونوں نمازوں میں مشترک ہے دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اول کی یہ ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمر سے

امام نسائی علیہ الرحمہ

ان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال وقت الظہر الی ان یحضر العصر اور کہا اللہ تعالیٰ نے ان الصلوٰۃ کانت
علی المؤمنین کتابا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اسی واسطے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انما التفریط
علی من لم یصل حتی یجئ وقت الصلوٰۃ الاخری رواہ مسلم وغیرہ تو مقتضا احادیث اور اس آیت کا
یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی پھر اگر حدیث جابر میں معنی وہ نہ کریں جو ہم نے
کئے ہیں کہ پڑھ چکے ایک مثل میں بلکہ یہ کریں کہ پڑھنی شروع کی جب کہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان ان
احادیث کے جن سے امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث جابر میں جس سے اشتراک
نکلتے ہیں اور وقت تعارض موافقت کرنی چاہیئے اور صورت موافقت کی یہ ہے جو ہم نے بیان کی اور شاہد
اس کی حدیث جبریل ہے معنی اس کے بھی وہی ہیں بعینہ اُسی دلیل سے جو گزری حدیث نسائی میں اھ ملخصا
الحمد للہ یہ تو آیۂ کریمہ اور ہماری حدیثوں سے حدیث ۲۶ و ۲۸ کی نسبت ملاجی کی شہادت ہے کہ مقتضے احادیث
و آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری ادا نہیں ہو سکتی مگر مجھے یہاں ملاجی کا ظلم ظاہر کرنا ہے
فاقول وباللہ التوفیق اولا حدیث جبریل وحدیث سائل میں یہ معنے کہ ملاجی نے شافعیہ کی تقلید جامد سے سیکھ
کر جمائے ہرگز نہیں جمتے حدیث جبریل بروایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نسائی کے یہاں یوں ہے ان جبریل
اتی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین
کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظہر دوسری روایت میں ہے ثم مکث حتی اذا کان فیئ الرجل
مثلہ جاءہ للعصر فقال قم یا محمد فصل العصر ثم جاءہ من الغد حین کان فیئ الرجل مثلہ فقال قم
یا محمد فصل فصلی الظہر مسند اسحاق میں بروایت ابی مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے اتاہ حین کان
ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظلہ مثلہ فقال لہ قم فصل فقام
فصلی الظہر اربعا دارقطنی وطبرانی وابو عمر کے یہاں بروایت عقبہ بن عمرو وبشیر بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہے
جاءہ حین کان ظل کل شیئ مثلہ فقال یا محمد صل العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل
شیئ مثلہ فقال صل الظہر فصلی یہ سب حدیثیں تصریح صریح ہیں کہ روح امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ظہر کے
لئے حاضر اُس وقت ہوئے جب سایہ ایک مثل کو پہنچ چکا تھا اس وقت نماز پڑھنے کے لئے عرض کی اور

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی اس کے معنے یہ کیونکر ممکن کہ ختم مثل تک نماز سے فارغ ہو لئے تھے۔ حدیث سائل بروایت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابوداؤد کے یہاں یوں ہے امر بلالا فاقام الفجر حین انشق (الی قولہ) فاقام الظھر فی وقت العصر الذی کان قبلہ۔ اس میں تصریح ہے کہ ایک مثل ہونے پر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی تکبیر کہی تو مثل تک فراغ کیسا **ثانیاً** آیہ کریمہ تو آپ کے نزدیک عام ہے اور احادیث جبریل و سائل خاص اور آپ کے اصول میں عام و خاص متعارض نہیں بلکہ عام اس خاص سے مخصص ہوجائے گا و لہٰذا خود بھی یہاں معارضہ صرف احادیث میں مانا نہ آیت وحدیث میں پھر اُن کے مقابل آیت کا پیش کرنا کیا معنی کیا آپ کے داؤں کو آیت عام نہیں رہتی تخصیص حرام ہوجاتی ہے۔ **ثالثاً** احادیث میں دفع معارضہ یوں بھی ممکن کہ حدیث تفریط میں وقت الصلوٰۃ الاخری سے اُس کا وقت خاص مراد لیجئے یعنی نماز قضا جب ہوتی ہے کہ دوسری نماز کا وقت خاص آجائے جب تک وقت مشترک باقی ہے قضا نہ ہوئی اور حدیث عبد اللہ بن عمرو میں ظہر خواہ عصر دونوں سے جس میں چاہیے وقت خاص لے لیجئے اور دوسری میں وقت مطلق یعنی ظہر کا وقت خاص وقت عصر آنے تک ہے جب عصر کا وقت آیا ظہر کا خاص وقت نہ رہا اگرچہ مشترک باقی ہو یا ظہر کا وقت عصر کے وقت خاص آنے تک ہے کہ اُس کے بعد ظہر کا وقت خاص خواہ مشترک اصلاً نہیں رہتا تو صورت موافقت اسی میں منحصر نہ تھی جس سے آپ احتمال اشتراک کو دفع کرسکیں۔ ملا جی مدعی بننا آسان ہے مگر اقامت دلیل کے گرانبار عہدوں سے سلامت نکل جانا مشکل۔ **اب** اس صریح **ظلم** و ناانصافی کو دیکھیے کہ مسئلہ وقت ظہر میں آیت و احادیث توقیت کے عموم وظواہر پر وہ ایمان کہ نہ آیت اصلاح تخصیص نہ یہ حدیثیں لائق تاویل نہ ان کے مقابل صحاح حدیث قابل قبول بلکہ واجب کہ وہ حدیثیں تاویلوں کی گڑھت سے موافق کرلی جائیں اگرچہ وہ اُس تاویل سے صاف ابا کرتی ہوں اور ان میں ہرگز تاویل نہ کی جائے اگرچہ بے دقت اُسے جگہ دیتی ہوں اور جب مسئلہ جمع کی باری آئے فوراً نگاہ پلٹ جائے

ل اقول ظاہر ہے کہ احتمال اشتراک مسئلہ جمع میں قائل جمع کو اصلاً نافع نہیں جمع تقدیم سے تو اُسے فائدہ ہی نہیں اور جمع تاخیر بھی اُس کے قائل کے نزدیک صرف آغاز و ابتدائے وقت آخر بقدر چار رکعت سے مخصوص نہیں معہذا جب وقت مشترک ٹھہرا پہلی نماز بھی اپنے وقت پر ہوئی اور اس کے بعد دوسری بھی اپنے وقت میں یہ جمع صوری ہے نہ حقیقی کہ ایک نماز اپنے وقت سے خارج ہو کر دوسری کے وقت میں پڑھی جائے۔ کما لا یخفی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اب آیت واحادیث واجب التخصیص اور اُن کے مقابل نری احتمالی چند روایات واجب الاعتماد وقطعی التخصیص اور ان کے لئے آیات واحادیث کے مطابق صاف نہ تطبیق محامل مردود وباطل غرض شریعت اپنے گھر کی ہے۔ اجتہاد کی کوٹھری ذوہرے در کی ہے دیانت کا ٹٹو دونوں باگوں کستا ہے یورپ کی سڑک میں بجھم کا رستہ ہے ع گرمیں گیا اِدھر سے اُدھر سے نکل گیا **لطیفہ** حدیث بست وہشتم مروی صحیح مسلم شریف کے جواب میں ملاجی کی نزاکتیں قابل تماشا **اولاً** یہ حدیث اُسی شخص کے حق میں ہے کہ بلاعذر تاخیر کرے نہ اُس کے حق میں جو مسافر ہو۔ یہ وہی دعوے باطلہ تخصیص بے مخصص ہے **ثانیاً** سبب حدیث خود نماز سفر کا سوتے میں قضا ہو جانا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُس وقت سفر ہی میں تھے تو نماز سفر کو اس حکم سے خارج ماننا طرفہ جہالت ہے **ثالثاً** عذر بدتر از گناہ سنیئے فرماتے ہیں۔ اگر کہو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی تھی پس مسافر کو حکم اس کا شامل ہوگا تو کہا جائے گا کہ ظرف قول کی باعث اور قرینہ اُس کی تعمیم یا تخصیص پر نہیں ہوتی۔ **اقول**، ملاجی کسی پڑھے لکھے سے ظرف وسبب کا فرق سیکھو یہ نہیں کہا جاتا کہ حدیث سفر میں فرمائی تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز سفر کا قضا ہونا سبب ارشاد ہوا تو خود سبب نص حکم نص سے کیونکر جدا رہے گا کیا ظلم ہے کہ نص کا خاص جس مورد میں ورود وہی خارج و نامقصود اور نص اُس کے مباین پر مقصود و محدود **رابعاً** وقیامت دلربا نزاکت کی تو یہ کی کہ فرماتے ہیں اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جائے گا کہ یہ قول آنحضرت[1] نے وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر کے بعد فرمایا تھا پس حکم سفر فجر ہی کا بیان کیا جس کا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تھا نہ ظہر و عصر مغرب عشا سفر کی کا۔ **اقول**، بھئی یہ تو خوب ہی کیکا ہاں ملاجی حدیث میں کاہے کا ارشاد ہو رہا ہے فجر سفر کی کا نہ اور نماز دن سفر کی کا یعنی صبح کی نماز میں تقصیر اُس وقت ہوگی کہ تو اُسے نہ پڑھے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آجائے بہت معقول سورج نکلے پہر دن چڑھے ٹھیک دوپہر ہو جب تک نماز فجر اٹھا رکھیے کچھ تقصیر نہیں جب ظہر کا وقت آئے اُس وقت تقصیر ہوگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملاجی دلی میں تو اچھے اچھے حکیم سنے گئے ہیں لکھنے چلے تھے تو پہلے دماغ کی نبض دکھائی ہوتی۔ نمازیں پانچ ہیں اُن میں چار متوالی الاوقات اور فجر جدا سب کا حکم بیان کیجئے تو بطور تغلیب یہ کلمہ صحیح جیسا کہ حدیث ۱۳۱ و ۱۳۲ میں اقوال حضرت ابوھریرہ وابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے گزرا نہ کہ خاص فجر کا حکم ان لفظوں سے ارشاد ہو کہ جب تک ظہر نہ آئے

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

فجر نہ پڑھنے میں تقصیر نہیں **خامسًا اقول** ملاجی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا تو اخراج ظہر و عصر و مغرب
و عشا کے کیا معنے یہ کیا ستم جہالت ہے کہ آپ کا خصم اطلاق نص و شمول مورد سے تمسک کرے آپ جواب میں
اقتصار علی المورد پیش کر دیں یا وہ بے نمکی کہ دخول مورد سے رأسًا انکار یا یہ شوراشوری کہ اسی پر انقطاع اسی میں انحصار
غرض سیدھا چلنا ہر طرح ناگوار **سادسًا** اب اور آنکھیں کھلیں تو علاوہ کی پوٹ باندھی کہ مسافر جمع کرنے والے
کو ضرور ہے کہ ارادہ جمع کا پہلی نماز کے وقت کے اندر اندر کر رکھے جس نے ارادہ نہ کیا اس کی جمع درست
نہ ہوگی پس اگر مسافر کو بھی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد و محمل حدیث کا ہوگا۔ **اقول**، یہ ایسا ویسا تم کہہ رہے ہو
یا حدیث ارشاد فرما رہی ہے حدیث میں تو ایسے ویسے کی کہیں بُو بھی نہیں کیا اپنی ہوائے نفس پر احادیث کا
ڈھال لانا ہی عمل بالحدیث ہے **سابعًا اقول** خود مسافر کو شامل کہہ رہے ہو نہ مسافر سے خاص تو لاجرم حدیث
وہ حکم فرما رہی ہے جو مسافر و مقیم سب کو شامل کیا بھلا چنگا مقیم بھی اگر وقت کے اندر اندر نیت کر رکھے کہ یہ نماز
وقت گزر جانے کے بعد پڑھ لوں گا تو تقصیر نہیں کُھلا کُھلا رافضیوں کا مذہب کیوں نہیں لکھ دیتے اور بعد خرابی
بصرہ نہیں بلکہ تباہی کوفہ اگر حاصل ٹھہرے گا تو وہی کہ حدیث احادیث جمع سے مخصوص یہ شامت ایام سے
وہی آپ کا عذر معمولی جابجا ہے پھر اُسے علاوہ کس منہ سے کہہ رہے ہو۔ ملاجی کبھی کسی کٹر سے پالا نہ پڑا ہوگا
کہ عمل بالحدیث کا دعوےٰ بھلا دیتا۔ سبحان اللہ تحریف احادیث اور اُس کا نام عمل بالحدیث اسم طیبٌ
وَعَمَلٌ خبیث ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (**قسم دوم نصوص خصوص**) **حدیث ۱۳** صحیح
بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مصنف طحاوی میں بطریق عدیدہ و الفاظ مجملہ و مفصلہ مختصرہ و مطولہ
مروی وھذا لفظ البخاری حدثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنا ابی ثنا الاعمش ثنی عمارۃ عن عبد الرحمن
عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی صلوٰۃ لغیر میقاتھا
الا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتھا و لمسلم حدثنا یحیی بن یحیی و ابو بکر
بن ابی شیبۃ و ابو کریب جمیعا عن ابی معاویۃ قال یحیی اخبرنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن عمارۃ
عن عبد الرحمن بن یزید عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم صلی صلاۃ الا لمیقاتھا الا صلاتین صلاۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا

وحدثنا عثمان بن ابی شیبۃ واسحاق بن ابراھیم جمیعا عن جریر عن الاعمش بھذا الاسناد قال قبل وقتھا بغلس یعنی حضرت حاضرِ سفر وحضر ومصاحب وملازم جلوت وخلوت سید البشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ سابقین اولین فی الاسلام و ملازمین خاص حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے ہیں بوجہ کمال قرب بارگاہ اہل بیت[1] رسالت سے سمجھے جاتے اور سفر وحضر میں خدمت[2] والا منزلت بستر گستری ومسواک ومطہرہ داری وکفش برداری محبوب باری صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معزز وممتاز رہتے ارشاد فرماتے ہیں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اس کے غیر وقت میں پڑھی ہو مگر دو نمازیں کہ ایک اُن میں سے نماز مغرب ہے جسے مزدلفہ میں عشا کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے معمولی وقت سے پیشتر تاریکی میں پڑھی۔ **حدیث ۱۴** سنن ابی داود میں ہے حدثنا قتیبۃ نا عبد اللہ بن نافع عن ابی مودود عن سلیمان بن ابی یحیٰی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ما جمع رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین المغرب والعشاء قط فی السفر الا مرۃ، یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب وعشا ملا کر نہ پڑھی سوا ایک بار کے) ظاہر ہے کہ وہ بار وہی سفر حجۃ الوداع ہے کہ شب نہم ذی الحجہ مزدلفہ میں جمع فرمائی جس پر سب کا اتفاق ہے۔ **اقول** اس حدیث کی سند جیّد ہے قتیبہ تو قتیبہ ہیں ثقہ ثبت رجال ستہ سے اور عبد اللہ بن نافع ثقہ صحیح الکتاب رجال صحیح مسلم سے اور سلیمٰن بن ابی یحیٰی لا بأس بہ ابن حبان نے انہیں ثقات

---

[1] بخاری مسلم ترمذی نسائی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال قدمت انا واخی من الیمن فمکثنا حینا ما نری الا ان عبد اللہ بن مسعود رجل من اھل بیت النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما نری من دخولہ ودخول امہ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو مدت تک ہم سمجھا کئے کہ عبد اللہ بن مسعود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں انہیں اور اُن کی ماں کو جو بکثرت کاشانہ رسالت میں آتے جاتے دیکھتے تھے ۱۲ منہ [2] صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علقمہ سے مروی میں ملک شام میں گیا دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی الٰہی مجھے کوئی نیک ہمنشیں میسر فرما پھر ایک قوم کی طرف گیا اُن کے پاس بیٹھا تو ایک شیخ تشریف لائے میرے برابر آکر بیٹھ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں میں نے کہا میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ہمنشیں مجھے میسر کرے اللہ تعالٰی نے آپ ملا دیئے فرمایا تم کون ہو میں نے کہا اہل کوفہ سے فرمایا اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والوسادۃ والمطھرۃ کیا تمہارے پاس عبد اللہ بن مسعود نہیں ہیں وہ نعلین ومسند وخواب وظرف وضو وطہارت والے) یعنی جن کے متعلق یہ خدمتیں تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس مجلس میں تشریف فرما ہوں نعلین اٹھا کر رکھیں اُٹھتے وقت سامنے کریں سوتے وقت بچھونا بچھائیں اوقات نماز پر پانی حاضر لائیں ظاہر ہے کہ انہیں خلوت وجلوت ہر حالت میں کیسی ملازمت الٰہی کی دولت عطا ہوتی پھر اُن کے علم کے بعد کسی کی کیا حاجت ہے؛ قالہ القاضی کما نقلہ فی المرقاۃ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ،

تابعین میں ذکر کیا رہے ابومودود وہ عبدالعزیز بن ابی سلیمان مدنی ہذلی مقبول ہیں کما فی التقریب حافظ الشان نے تہذیب التہذیب میں فرمایا سلیمان بن ابی یحیی حجازی روی عن ابی ھریرۃ وابن عمر وعنہ ابن عجلان وداود بن قیس وابومودود عبدالعزیز بن ابی سلیمان قال ابوحاتم ما بحدیثہ باس وذکرہ ابن حبان فی الثقات روی لہ ابوداود حدیثا واحدا فی الجمع بین المغرب والعشاء **ثم اقول** بعد نظافت سند مثل حدیث کا بروایت ایوب عن نافع عن ابن عمر بلفظ لم یر ابن عمر جمع بینھما قط الا تلک اللیلۃ مروی ہونا کچھ مضر نہیں اگر یہاں نافع فعل ابن عمر اور وہاں ابن عمر فعل سید البشر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روایت کریں کیا منافات ہے خصوصا بروی عن ایوب معضل ہے اور معضل ملاجی کے نزدیک محض مردود ومہمل اور وہ بھی بصیغۂ مجہول کہ غالباً مشیر ضعف ہے تو ایسی تعلیق حدیث مسند متصل کے کب معارض ہوسکتی ہے، **حدیث ۳۵** موطائے امام محمد میں ہے قال محمد بلغنا عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کتب فی الآفاق ینھاھم ان یجمعوا بین الصلاۃ واخبرھم ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر اخبرنا بذلک الثقات عن العلاء بن الحارث عن مکحول یعنی امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے کہ کوئی شخص دو نمازیں جمع نہ کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے) الحمدللہ امام عادل فاروق الحق والباطل نے حق واضح فرمادیا اور اُن کے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آگیے گویا مسئلے کو درجۂ اجماع تک مترقی کیا **اقول** یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجت ہے۔ علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم وسنن اربعہ سے ہیں، واختلاطہ لایضر عندنا ما لم یثبت الاخذ بعدہ فقد ذکر المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الشہید حدیث احمد ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمۃ ثنا عطاء بن السائب ومعلوم ان عطاء بن السائب ممن اختلط فقال ارجو ان حماد بن سلمۃ ممن اخذ منہ قبل التغیر ثم ذکر الدلیل علیہ ثم قال وعلی الابھام لاینزل عن الحسن اور امام مکحول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم و اربعہ سے ہیں والمرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور اما ابھام شیوخ محمد فتوثیق المبھم مقبول عندنا کما فی المسلم وغیرہ لاسیما من مثل الامام

محمد ومع قطع النظر عنہ فلقائل ان یقول قد انجبر بالتعدد فی فتح المغیث فی ذکر المقلوب رویناھا فی مشائخ البخاری لاحمد بن عدی قال سمعت عدۃ مشائخ یحکون وذکرھا ومن طریق ابن عدی رواھا الخطیب فی تاریخہ وغیرہ ولا یضر جہالۃ شیوخ ابن عدی فیہا فانھم عدد ینجبر بہ جہالتھم، **حدیث ۲۳۶** - امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آثار ماثورہ کتاب الحج عیسیٰ بن ابان میں روایت فرماتے ہیں **اخبرنا** اسمٰعیل بن ابراھیم البصری عن خالد الحذاء عن حمید بن ھلال عن ابی قتادۃ العدوی قال سمعت قراءۃ کتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثلث من الکبائر الجمع بین الصلاتین والفرار من الزحف والنھبۃ یعنے حضرت ابوقتادہ عدوی کہ اجلہ اکابر وثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے انہیں صحابہ سے گنا۔ فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شقہ وفرمان سُنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں دو نمازیں جمع کرنا اور جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹ لینا) **اقول** یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اس کے سب رجال اسمٰعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں وللہ الحمد، **لطیفہ** حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملاجی کو وہی اُن کا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلاعذر تھا **اقول** اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراشی لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شریعت بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے جہاں چاہیں کہدیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا اول انکار جمع اُس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں، اس جواب کی حکایت خود اُس کے رد میں کفایت ہے اُس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے انکار جمع تو اُس کا صریح منطوق ومدلول مطابقی ومنصوص عبارۃ النص ہے **اقول** اولاً اُس کی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا تو ملا مدعی اجتہاد و حرمت تقلید ابوحنیفہ وشافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم رد کرنے کے لئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامد کرتے شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز وصحیح ہوگا۔ اب نہ اُس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی آفت کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ۰

ثانیاً بفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلّم کہ حنفیہ اُس کے قائل نہیں حنفیہ صرف عبارات شارع غیر متعلقہ بعقوبات میں اُس کی نفی کرتے ہیں کلام صحابہ ومن بعدہم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مخالف معتبر کمانص علیہ فی تحریر الاصول والنہر الفائق والدر المختار وغیرہا من الاسفار وقد ذکرنا نصوصہا فی رسالتنا القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ ۱۳۱۳ھ **دوم** ایک رام پوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلی میں یہ روایت بھی ہے کہ کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یجمع بین الصلاتین فی السفر تو موجب ہے کہ حدیث صحیحین کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلٰی کو حالت سیر پر حمل کریں یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائے گا۔ **اقول** ملاجی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح حسن غریب معروف شاذ منکر مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے، پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا اس کتاب کی حدیث بدوں تصحیح کسی محدث کے یا بیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے، یہ کتاب اس طبقے کی ہے جسمیں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں، یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رام پوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ اتخذوا احبارھم ورھبانھم **ثانیاً اقول** ملاجی کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح ومجمل ومتعین ومحتمل کا فرق سکھائے حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابو یعلٰی حقیقی جمع کا اصلا پتہ نہیں دیتی بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں تمہاری ذی ہوشی کہ نص ومحتمل کو لڑا کر اختلاف محامل سے راہ توفیق ڈھونڈھتے ہو **لطیفہ اقول** ملاجی کا اضطراب قابل تماشا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتلاتے ہیں کہیں نافی جمع سمجھ کر چودہ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین اب رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی الروایتین بھی گئی ابن مسعود خاصے مثبتان جمع میں ٹھہر گئے **سوم** جسے ملاجی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں اُن دو کو عربی میں بولے تھے یہاں چمک چمک کر اُردو میں جھنک رہے ہیں کہ اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹے گا کہ جمع بین الظہر والعصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سے تو نفی

جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے پس جو تم جواب رکھتے ہو اُسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا
ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور
تھی کیونکہ چودہ صحابی سوا ابن مسعود کے اُس کے ناقل ہیں تو اسی واسطے ابن مسعود نے اُس کا استثنار نہ کیا اور
اب محمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقائسہ
سے وعلٰی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے، اس جواب کو ملاجی نے گل سرسبد بنا کر سب سے اول ذکر
کیا اُن دو کی تو امام نووی وسلام اللہ رام پوری کی طرف نسبت کی مگر اسے بہت پسند کرکے بلا نقل ونسبت اپنے
نامۂ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا شہرت جمع عرفات سے
جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علمائے اعلام حنفیہ کرام نے افادہ فرمایا اُس کا نفیس وجلیل
مطلب ملاجی کی فہم تنگ میں اصلا نہ دھسا اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا۔ اب فقیر
غفرلہ المولی القدیر سے تحقیق حق سنیے **فاقول** وبحول ربی اصول **اولاً** ملاجی جواب علما کا یہ مطلب سمجھے کہ سیدنا ابن مسعود
رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں مگر دو ذکر کیں مغرب وصبح مزدلفہ اور تیسری یعنی عصر کو بوجہ شہرت
ذکر نہ فرمایا۔ جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی اس ادعائے باطل کا لفافہ
تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔ حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ
ہی دس سے دست بردار ہوئے چار باقی ماندہ میں دو تو اپنی نری بے علاقہ اُتر گئیں رہے دو وہاں بعونہ تعالٰی
وہ قاہر باہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہوگا اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ
میں شہرت ہے۔ مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت انہیں دو کو ابن مسعود
رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا انہیں دو کو صلاتین کہہ کر یہاں شمار فرمایا اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا
نام نہ لیا صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔ قال اللہ عزوجل وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر
خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ارشاد دیکھئے کہ پوچھا گیا کیا
عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے فرمایا لا الا بجمع نہ مگر مزدلفہ میں کما قدمنا عن سنن النسائی

ملاجی یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرۃً چھوڑ دیا ہے اور سنیئے امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں العمل علٰی ھذا عند اھل العلم ان لا یجمع بین الصلاتین الا فی السفر او بعرفۃ ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثنا کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا تو ہے یہ کہ یہ دونوں جمعیں متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقیناً مذکر خصوصاً نماز عرفہ کہ اظہر و اشہر تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر وہ مستغار عبد اللہ کا نہ کا افادہ ہے کہ دو نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں اور بلاشبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقۃً وقت سے پہلے نہ ہوئی نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابو مسعود کے لفظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش قال قبل وقتہا بغلس اس پر شاہد اگر رات میں پڑھی جاتی ذکر غلس کے کیا معنی تھے اصح الصحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی اذ قال حدثنا عبد اللہ بن رجاء ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عبد الرحمن بن یزید قال خرجنا مع عبد اللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا (وفیہ) ثم صلی الفجر حین طلع الفجر الحدیث وقال حدثنا عمرو بن خالد ثنا زھیر ثنا ابو اسحٰق سمعت عبد الرحمن بن یزید یقول حج عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فاتینا المزدلفۃ (وفیہ) فلما طلع الفجر قال ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لا یصلی ھذہ الساعۃ الا ھذہ الصلوۃ فی ھذا المکان من ھذا الیوم الحدیث اور یہ بھی اجماع موافق و مخالف ہے کہ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ حقیقۃً غیر وقت میں پڑھیں تو فجر نحر و مغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے ہاں عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انھیں کے ساتھ خاص اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں نہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ممکن خصوصاً ملاجی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر و متبادر وہی معنی ہیں جو ان عصر و مغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلاتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلاتین سے یہی عصر و مغرب مراد تو ان میں اصلا کسی کا ذکر ہرگز متروک نہیں ہاں تفصیل میں بیتے کے لئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار دوسری کا ذکر مطوی کیا بحمد اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے ملاجی کی فہم بمیس اور ناحق آنچہ النسان میکند کی ہوس ملاجی اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہیئے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھیئے خدا کی شان سے او گماں بردہ کہ من کردم چو او؛ فرق را کے بیند آں استیزہ جو؛ **فائدہ** یہ معنے نفیس فیض فتاح علیم جل مجدہ سے

قلب فقیر پر القا ہوئے پھر ارکان اربعۂ ملک العلما بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہٖ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں والحمد للہ علی حسن التفہیم ارشاد فرماتے ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وایضا خبر الجمع انما نقلوا فی غزوۃ تبوک وکان فی تلك الغزوۃ الاف من الرجال وکان کل صلوا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم یخبر منهم الا واحد او اثنان ولم یشتهر ولم یرو غیرہ بل بعض الحاضرین انکروا ذلك حتی قال ابن مسعود ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتها الا صلوٰتین جمع بین المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتها رواہ الشیخان وابوداود والنسائی فنفی ابن مسعود الذی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمسکوا بعهد ابن ام عبد تقدیم صلوۃ عن الوقت وتاخیرها واخبر بانه لم یقع الا فی صلاتین بین احدهما وهو المغرب بجمع اخرها الی وقت العشاء ولم یبین الاخر وهو العصر یوم عرفة بتقدیمه فی وقت الظهر لشهرته ولیعلم بالمقایسة واخبر بالاخر وهو تقدیم الفجر عن الوقت المسنون المعتاد عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واذا کان حال خبر الجمع ما ذکرنا وجب ردہ او تاویله آہ اور اُس کے مطالعہ سے بحمد اللہ تعالٰی ایک اور توارد حسن معلوم ہوا۔ فقیر غفر اللہ لہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پہلے جواب میں غروب شفق کو قرب غروب پر حمل اور اُس محتمل کو اُن نصوص صریحہ مفسّرہ کی طرف رد کیا اور قصۂ مرویۂ ابن عمر کو واحد بتایا تھا بعینہٖ یہی مسلک ملک العلما نے اختیار فرمایا۔ فرماتے ہیں۔ المراد بغروب الشفق قرب غروبه لان القصة واحدة وما ذکرنا من قبل مفسر لا یقبل التاویل فیأول بقرب غروب الشفق او یقال هذا من وهم بعض الرواۃ واما ما ذکرنا اولا فهو مطابق للامر المتقرر فی الشرع من تعیین الاوقات بحمد اللہ تعالٰی تیسر توارد اور واضح ہوا۔ حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ میں کلام فقیر یاد کیجیے کہ اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی مگر فقیر کہتا ہے اس کا کونسا حرف جمع حقیقی میں نص ہے الخ بعینہٖ یہی طریقہ مع شیئ زائد مولانا بحر قدس سرہ چلے بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں اما جمع التقدیم فلم یرو الا فی روایات شاذۃ لا اعتداد بها عند سطوع شمس القاطع ثم لیس فی روایة ابی داود عن معاذ ما یدل علی تقدیم العصر عن وقتها وانما فیه اذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظهر والعصر ویجوز ان یکون الجمع بان یؤخر الظهر الی اٰخر وقتها ویعجل العصر اول وقتها

اوان المراد بالجمع الجمع فی نزول واحد وان کانتا ادیتا فی وقتہا فافہم ھکذا ینبغی ان یفہم المقام، اور واقعی بحمد اللہ تعالیٰ یہ تینوں مطالب عالیہ وہ جواہر غالیہ ہیں جن کی قدر اہل انصاف ہی جانیں گے علامہ بحر قدس سرہ سا فاضل جامع اجل واعز دقیق النظر اگر ایک بیان مسلسل مجمل مختصر میں انہیں افادہ فرما جائے اُن کی شان تدقیق سے کیا مستبعد پھر بھی ایک رنگ افتخار اُن کے کلام سے مترشح کہ فرماتے ہیں ھکذا ینبغی ان یفہم المقام مگر فقیر حقیر قاصر فاتر پر ان جلائل قدسیہ زاہرہ اور اُن کے ساتھ اور دقائق وحقائق باہرہ مذکورہ کثیرہ وافرہ کا افادہ محض عطیہ علیہ حضرت وہاب جواد بے سبقت استحقاق وتقدم استعداد ہے ذلک فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ۵ ربی لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک وکمال الائک ووفور نعمائک صل وسلم بارک علیٰ اکرم انبیائک محمد وآلہ وسائر اصفیائک آمین مولانا قدس سرہ ان نفائس عزیزہ کو بیان کرکے فرماتے ہیں انظر ما ادق نظر ائمتنا حیث لاتفوت عنہم دقیقۃ دیکھو تو ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر کیسی دقیق ہے کہ کوئی دقیقہ اُن سے فروگذاشت نہیں ہوتا فقیر کہتا ہے ہاں واللہ آپ کے ائمہ اور کیا جانا کیسے مالکان ازمہ وکاشفان غمہ ایسے ہی دقیق النظر وعالی مدارک وشاہان بزم وشیران معارک ہیں کہ منازل دقیق اجتہاد میں اوروں کے مساعی جمیلہ اُن کے توسن برق رفتار کی گرد کو نہ پہنچے اور کیوں نہ ہو کہ آخر وہ وہی ہیں کہ اگر ایمان وعلم ثریا پر معلق ہوتا لے آتے آجکل کے کوران بے بصر اُن کے مدارج علیہ سے بے خبر اگر آئینہ عالمتاب میں اپنا منہ دیکھ کر طعن وتشنیع سے پیش آئیں کیا کیجئے ع مہ فشاند نور وسگ عوعو کند؛ ہر کسے بر خلقت خود مے تند؛ ان حضرات کی طویل وعریض بلند بانیوں کا نمونہ یہیں دیکھیے لیجئے مسئلہ جمع میں ملاجی کے دعوے تھے کہ وہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور اُس کا خلاف کسی حدیث سے ثابت نہیں نہ جمع صوری پر اصلاً کوئی دلیل حنفیہ کے پاس ہے اب بحول وقوت رب قدیر سب اہل انصاف نے دیکھ لیا کہ کس ہستی پر یہ لن ترانی کس برتے پر تتا پانی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **ثانیاً اقول** وباللہ التوفیق اگر نظر تتبع کو رخصت جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماً محض تنزلی تھا ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے ہیں حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے **اخبرنا** اسمٰعیل بن مسعود عن خالد عن شعبۃ عن سلیمان عن عمارۃ بن عمیر عن عبدالرحمن بن یزید عن عبداللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلے الصلوۃ لوقتہا الا بجمع وعرفات
یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اُس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے
مگر مزدلفہ و عرفات میں) ملاجی اب کہئے مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا۔ ملاجی ابھی آپ کی نازک چھاتی پر دلی کی پہاڑی
آئی ہے سخت جانی کے آسرے پر سانس باقی ہو تو سنئے ابھی کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابوقبیس آتا ہے ملاجی دعوے
اجتہاد پر اُدھار کھائے پھرتے ہو اور علم حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرویہ بالمعنے صحیحین وغیرہما صحاح و سنن
مسانید و معاجیم و جوامع و اجزاء وغیرہما میں دیکھئے صدہا مثالیں اس کی پائیے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی
کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پوری کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح جمع طرق
سے پوری بات کا پتا چلتا ہے ولہذا امام الشان ابوحاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں ہم جب تک حدیث
کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اُس کی حقیقت نہ پہچانتے۔ یہاں بھی مخرج حدیث اعمش عن عمارۃ عن عبدالرحمٰن
عن عبداللہ ہے اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی اُن سے حفص بن غیاث و ابومعاویہ و ابوعوانہ و عبدالواحد
بن زیاد و جریر و سفیان و داود و شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی یہ روایتیں الفاظ و اطوار و بسط و اختصار و ذکر و اقتصار
میں طرق شتّے پر آئیں کسی میں مغرب و فجر کا ذکر ہے ظہر و عرفہ مذکور نہیں کروایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ و مغرب کا
بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں کروایۃ النسأی کسی میں صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر و فجر و صیغہ ما رأیت وغیرہ کچھ مسطور
نہیں کحدیث النسأی ایضا فی المناسك باب جمع الصلاتین بالمزدلفة اخبرنا القاسم بن زکریا ثنا
مصعب بن المقدام عن داود عن الاعمش عن عمارة عن عبدالرحمن بن یزید عن ابن مسعود ان
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین المغرب والعشاء بجمع اکثر میں نماز فجر پیش از وقت مذکور ہے
وھو بطریق کل من ذکرنا من رواۃ الاعمش ما خلا جریرا کسی میں لفظ بغلس مفید واضح و مصرح مرام کی
تصریح ہے کما مر لمسلم من حدیث الضبی ان تنوعات سے نہ وہ حدیثیں متعدد ہو جائیں گی نہ ایک طریق
دوسرے کا نافی و منافی ہوگا بلکہ اُن کے اجتماع سے جو حاصل ہو وہ حدیث تام قرار پائے گا اب خواہ یہ اختلاف
رواۃ اعمش کی روایت بالمعنے سے ناشی ہوا خواہ خود اعمش نے مختلف اوقات میں مختلف طور پر روایت بالمعنے
کی اور ہر راوی نے اپنی مسموع پہنچائی، چاہے یہ تنویع اعمش نے خود کی چاہے عمارہ یا عبدالرحمٰن سے ہوئی اور وہ

سب اعمش نے سنی یا اعمش کو پہنچی خواہ اصل منتہائے سند سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوقات عدیدہ میں حسب حاجت مختلف طوروں پر ارشاد فرمائی مثلاً شب مزدلفہ راہ مزدلفہ میں یا وہاں پہنچ کر آج کی مغرب وفجر کا مسئلہ ارشاد کرنے کے لئے صرف انہیں دو کا ذکر فرمایا عصر تو سب کے سامنے ابھی جمع کر چکے تھے اس کے بیان کی حاجت کیا تھی دوسرے وقت جمع بین الصلاتین کا مسئلہ پیش ہو وہاں ذکر فجر کی حاجت نہ تھی عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کے ذکر پر قناعت کی کہ سوا ان دو نمازوں کے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی جمع نہ فرمائی اور کسی وقت مغرب وعشائے مزدلفہ کا ذکر ہو کہ ان میں سنت کیا ہے اس وقت یہ پچھلی حدیث مختصر تر افادہ کی **ثم اقول** لطف یہ کہ یہی **حدیث** ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مخرج مروی صحیح بخاری وسنن نسائی سے سیدنا امام محمد نے آثار مرویہ کتاب الحج میں بسند جلیل وصحیح جس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات وائمہ اثبات ورجال صحیحین بلکہ صحاح ستہ سے ہیں یوں روایت فرمائی **اخبرنا** سلام بن سلیم الحنفی عن ابی اسحاق السبیعی عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقمۃ بن قیس والاسود بن یزید قال کان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لاجمع بین الصلاتین الابعرفۃ الظہر والعصر یعنے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جمع بین الصلاتین جائز نہیں مگر عرفہ میں ظہر وعصر۔ کیوں ملاجی اب یہاں کہہ دینا کہ ابن مسعود نے فقط جمع عرفات نہ کہی جمع مزدلفہ خارج رہی حالانکہ ہرگز نہ اس سے اعراض نہ اس پر اعتراض بلکہ ہر محل وموقع کلام میں وہاں کی قدر حاجت پر اقتصار ہے یہاں مسافر کے جمع بین الظہر والعصر کا ذکر ہوگا اس پر فرمایا کہ ان میں جمع صرف روز عرفہ عرفات میں ہے اس کے سوا ناجائز ولہذا الصلاتین معرف بلام فرمایا جس میں اصل عہد ہے۔ ملاجی کتب حدیث آنکھ کھول کر دیکھو روایات بالمعنی کے یہی انداز آتے ہیں خصوصاً امام بخاری تو بذات خود اپنی جامع صحیح میں اس کے عادی ہیں حدیث کو ابواب مختلفہ میں بقدر حاجت پارہ پارہ کرکے لاتے ہیں اس سے ایک پارہ دوسرے کو رد نہیں کرتا بلکہ وہ مجموع حدیث کامل ٹھہرتی ہے۔ پس بحمداللہ تعالیٰ واضح وآشکار ہوا کہ یہ حدیث بھی تمام وکمال یوں ہے کہ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں کبھی کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد پڑھی مگر صرف دو۔ عصر عرفہ وقت ظہر اور مغرب مزدلفہ وقت عشاء اور اس دن فجر کو بھی وقت مسنون ومعمول سے پہلے طلوع فجر کے بعد ہی

تاریکی میں پڑھ لیا تھا۔ اُس دن کے سوا کبھی ایسا بھی نہ کیا الحمد للہ کہ آفتاب حق و صواب بے پردہ و حجاب رابعۃ النہار پر پہنچا۔ اب اس حدیث نسائی جامع ذکر عرفہ و مزدلفہ پہ ملاجی نے بکمال مکابرہ جو چوٹیں کی ہیں اُن کی خدمت گزاری کیجیے اور راہ ضیا پناہ رسالہ کو باذنہ تعالیٰ شب تمام کا مژدہ دیجیے واللہ المعین و نستعین لطیفہ ، یارب جہل جاہلین سے تیری پناہ ملاجی تو رد احادیث و جرح ثقات و قدح صحاح کے دھنی ہیں عمل بالحدیث کے ادعائی راج میں انہیں مکابروں کی دیواریں چنی ہیں حدیث صحیح نسائی شریف کو دیکھا کہ انہیں پر مصیبت کا پہاڑ توڑے گی حضرت کے گل سرسبد کو گل تہ گلخن بنا چھوڑے گی لہذا نیام حیلہ سے تیغ ادا نکالی اور احادیث صحاح میں تکمیل مضمون فریقا تکذبون و فریقا تقتلون کی یوں بنا ڈالی حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہے دو راوی اس کے مجروح ہیں ایک سلیمان بن ارقم کہ اُس کی توثیق کسی نے نہیں کی بلکہ ضعیف کہا اُس کو کہا تقریب میں سلیمان بن ارقم ضعیف اور ایک خالد بن مخلد کہ یہ شخص رافضی تھا اور صاحب احادیث افراد کا کہا تقریب میں خالد بن مخلد صدوق متشیع ولہ افراد **اقول اولاً** وہی ملاجی کی قدیمی سفاہت تشیع و رفض کے فرق سے جہالت **ثانیاً** صحیحین سے وہی پرانی عداوت خالد بن مخلد نہ صرف نسائی بلکہ بخاری و مسلم وغیرہما جملہ صحاح ستہ کے رجال سے ہے امام بخاری کا خاص اُستاذ اور مسلم وغیرہ کا اُستاذ الاستاذ **ثالثاً** ملاجی تم نے تو علم حدیث کی الف بے بھی نہ پڑھی اور ادعائے اجتہاد کی یوں بے وقت چڑھی ذرا کسی پڑھے لکھے سے ضعیف و متشیع و صاحب افراد اور متروک الحدیث میں فرق سیکھو متشیع و صاحب افراد ہونا تو اصلاً موجب ضعف نہیں صحیحین دیکھیے اُن کے رواۃ میں کتنے متشیع[1] موجود ہیں اور لہ افراد[2] والوں کی کیا گنتی جبکہ ہم حواشی فصل اول میں بکثرت لہ اوہام، یہم، ربما وہم، یخطئ، یخطئ کثیرا، کثیر الخطا، کثیر الغلط وغیرہا والے ذکر کر آئے رہا ضعیف اُس میں اور متروک میں بھی زمین و آسمان کا بل ہے ضعیف کی حدیث معتبر و مکتوب اور متابعات و شواہد میں مقبول و مطلوب ہے بخلاف متروک اس معنی اور اس کے متعلقات کی تحقیقات جلیلہ فقیر غفرلہ القدیر کے رسالہ **الاہاد الکاف فی حکم الضعاف** ۱۳۱۳ھ میں مطالعہ کیجیے اور سردست

[1] مثل ابان بن یزید العطار، زید بن ابی انیسۃ، عبد الرحمن بن غزوان وغیرہم ۱۲ منہ

[2] جن میں تیس سے زیادہ حواشی فصل اول پر مذکور ہوئے۔ ۱۲ منہ

اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھئے کہ ضعیف درجۂ ثامنہ اور متروک اس کے ڈو پایہ نیچے درجۂ عاشرہ میں ہے نمونے[1] بعض ضعفاء رجال شیخین میں اگرچہ متابعتاً یا یوں بھی واقع جس سے اُن کا نام متروک ہوتا ونخ رابعاً یہ سب کلام ملاجی کی غلبی لیول علیبی الحکام مان کر تھا حضرت کی اندرونی حالت دیکھئے تو بحسب عادت جو رواۃ حدیث بے نسب و نسبت پلتے اُن میں جہاں تحریف و تصرف کا موقع ملا وہی تبدیل کا رنگ لائے سند میں تھا عن شعبۃ عن سلیمٰن اب ملاجی اپنی مبلغ علم تقریب کھول کر بیٹھے رواۃ نسائی میں شعبہ نام کا کوئی نہ ملا جس پر پر تقریب میں کچھ بھی جرح کی ہو۔ لہٰذا وہاں بس نہ چلا سلیمان کو دیکھیں تو پہلی بسم اللہ یہی سلیمان بن ارقم ضعیف نظر پڑا حکم جڑ دیا کہ سند میں وہی مراد اور حدیث مردود، ملاجی تمہیں اپنے دھرم کی قسم سچ بتانا یہ جبرئی حکم آپ نے کس دلیل سے جمایا کیا اسی کا نام محدثی ہے سچے ہو تو برہان لاؤ ورنہ اپنے کذب و عیب رجم بالغیب پر ایمان قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین حق طلبان حق نیوش کو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مخرج حدیث، اعمش عن عمارۃ عن عبد الرحمن عن عبد اللہ ہے بخاری مسلم ابوداود نسائی وغیرہم سب کے یہاں حدیث عمارہ بطریق امام اعمش ہی مذکور صحیحین کی تین سندیں بطریق حفص بن غیاث و ابی معاویہ و جریر کلھم عن الاعمش عن عمارۃ صدر کلام میں اور ایک سند نسائی بطریق داود عن الاعمش عن عمارۃ اس کے بعد سُن یکے پنجم نسائی کتاب الصلوٰۃ میں ہے اخبرنا قتیبۃ ثنا سفیان ثنا الاعمش عن عمارۃ الخ ششم

---

[1] مثل اسید بن زید خ اسباط ابو الیسع خ عبد الکریم بن ابی المخارق خ بشیث بن سوار ن معۃ بن صالح محمد بن یزید الرفاعی محمد بن عبد الرحمن مولی بنی زہرۃ احمد بن یزید الحرانی ابی ع بن عباس وغیرہم قال فی التقریب فی الخمسۃ الاول ضعیف والسادس لیس بالقوی والسابع مجہول والثامن ضعفہ ابو حاتم والتاسع فیہ ضعف وعبد الکریم علم لہ المزی فی التہذیب خت وتبعہ فی المیزان فقال اخرج لہ خ تعلیقاً ومتابعۃ وکذا تابعہ الحافظ فی رموز التقریب ثم نبہ ان الصواب خ حیث ذکر مالہ فی الجامع الصحیح ثم قال ہذا موصول ولیس معلقاً وقال فی الرفاعی ذکرہ ابن عدی فی شیوخ البخاری وجزم الخطیب بان البخاری روی عنہ لکن قد قال البخاری رأیتہم مجمعین علی ضعفہ اھ قلت المثبت اثبت فلذا اعلمنا علیہ خ واخرنا ما عن لمکان تردد الحافظ والانصاف ان فیہا وعبادا وامثالہا ایضاً ضعفاً والعذر ما افادہ الامام ابن الصلاح وتبعہ النووی وغیرہ فارجع واعرف، واللہ تعالیٰ اعلم۔

"اللہم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ"

نسائی مناسک باب الوقت الذی یصلی فیہ الصبح بالمزدلفۃ **اخبرنا** محمد بن العلاء **ثنا** ابومعاویۃ عن الاعمش عن عمارۃ الخ ہفتم سنن ابی داؤد **حدثنا** مسدد ان عبدالواحد بن زیاد وابا عوانۃ وابامعاویۃ حدثوھم عن الاعمش عن عمارۃ الخ ہشتم امام طحاوی **حدثنا** حسین بن نصر ثنا قبیصۃ بن عقبۃ والفریابی قالا حدثنا سفین عن الاعمش عن عمارۃ بن عمیر الخ یہ امام اعمش امام اجل ثقہ ثبت حجت حافظ ضابط کبیر القدر جلیل الفخر اجلۂ ائمۂ تابعین ورجال صحاح ستہ سے ہیں جن کی وثاقت عدالت جلالت آفتاب نیمروز سے روشن تر ان کا اسم مبارک سلیمٰن ہے وہی یہاں مراد کاش تضعیف ابن ارقم دیکھ پانے کی خوشی ملاجی کی آنکھیں بند نہ کردیتی تو آگے سوجھتا کہ دنیا میں ایک یہی سلیمان نہیں دو ورق لوٹتے تو اسی تقریب میں تھا سلیمٰن بن مھران الاعمش ثقۃ حافظ عارف بالقراءۃ ورع جن حضرات کا جوشِ تمیز اس حد تک پہنچا ہو اُن سے کیا کہا جائے کہ ان سلیمان سے راوی بھی آپ نے دیکھے کون ہیں امیر المؤمنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج جنہیں التزام تھا کہ ضعیف لوگوں سے حدیث روایت نہ کریں گے جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ **منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین** ۱۳۰۱ھ میں مذکور وہ اور ابن ارقم سے روایت مگر ناواقفوں سے ان باتوں کی کیا شکایت،

خامساً حضرت کو اپنی پُرانی مشق صاف کرنے کو اُسی طرح کا ایک اور نام ہاتھ لگا یعنی خالد امام نسائی نے فرمایا تھا **اخبرنا** اسمعیل بن مسعود عن خالد عن شعبۃ بے دھڑک حکم لگادیا کہ اس سے مراد خالد بن مخلد رافضی ہے ملاجی پانچ پیسے کی شیرینی تو ہم بھی چڑھائیں گے اگر ثبوت دو کہ یہاں خالد سے یہ شخص مراد ہے ملاجی تم کیا جانو کہ ائمہ محدثین کس حالت میں اپنے شیخ کے مجرد نام بے ذکر ممیز پر اکتفا کرتے ہیں ملاجی صحابہ کرام میں عبداللہ کتنے بکثرت ہیں خصوصًا عبادلہ خمسہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پھر کیا وجہ ہے کہ جب بصری عن عبداللہ کہے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص مفہوم ہونگے اور کوفی کہے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم پھر رواۃ مابعد میں تو عبداللہ صدہا ہیں مگر جب سوید کہیں حدثنا عبداللہ تو نخواہ مخواہ ابن المبارک ہیں، محمدین کا شمار کون کرسکتا ہے مگر جب بندار کہیں عن محمد عن شعبۃ تو غندر کے سوا کسی طرف ذہن نہ جائے گا وعلٰی ھذا القیاس صدہا مثالیں ایسی ہیں جنہیں ادنٰی خدام حدیث جانتے سمجھتے پہچانتے ہیں، ملاجی یہ خالد امام اجل ثقہ ثبت حافظ جلیل الشان خالد بن حارث بصری ہیں کہ امام شعبہ بن الحجاج بصری کے مخلص تلامذہ اور امام اسمعیل بن مسعود

بصری کے اجل اساتذہ اور رجال صحاح ستہ سے ہیں اسماعیل بن مسعود کو اُن سے اور اُنہیں شعبہ سے اکثار روایت بدرجہ غایت ہے اسی سنن نسائی میں اسماعیل کی بیسیوں روایات اُن سے موجود اُن میں بہت خاص اسی طریق سے ہیں کہ اسمٰعیل خالد بن حارث سے اور خالد شعبہ بن الحجاج سے ان میں بہت جگہ خود اسماعیل نے نسب خالد مصرحا بیان کیا ہے بہت جگہ انہوں نے حسب عادت مطلق چھوڑا امام نسائی نے واضح فرما دیا ہے بہت جگہ سابق ولاحق بیانوں کے اعتماد پر یوں ہی مطلق باقی رکھا ہے ہیں آپ کا حجاب ناواقفی توڑنے کو ہر قسم کی مصرح روایات سے بہ نشان کتاب وباب کچھ حاضر کروں (طریق شعبہ) (۱) کتاب الافتتاح باب التطبیق اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ عن سلیمٰن الخ، (۲) کتاب الطہارۃ باب النضح اخبرنا اسمعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ الخ (۳) کتاب المواقیت الرخصۃ فی الصلاۃ بعد العصر اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ الخ (۴) کتاب الامامۃ الجماعۃ اذا کانوا اثنین اخبرنا اسماعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ الخ (۵) کتاب السہو باب التحری اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ الخ (تصریح اسمعیل سوے ماصر) (۶) کتاب الامامۃ الرخصۃ للامام فی التطویل اخبرنا اسماعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الخ (۷) کتاب قیام اللیل باب وقت رکعتی الفجر اخبرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الخ (۸) کتاب الزکوۃ عطیۃ المرأۃ بغیر اذن زوجہا اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث الخ (۹) المزارعۃ احادیث النہی عن کری الارض بالثلث والربع اخبرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الخ (۱۰) القسامۃ والقود باب عقل الاصابع اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث الخ (تصریح النسائی (۱۱) کتاب بدو الحیض مضاجعۃ الحائض اخبرنا اسماعیل بن مسعود حدثنا خالد وھو ابن الحارث (۱۲) قبیل کتاب الجمعۃ باب اذا قیل للرجل ھل صلیت اخبرنا اسمعیل بن مسعود ومحمد بن عبد الاعلی قالا حدثنا خالد ھو ابن الحارث الخ (۱۳) کتاب الصیام التقدیم قبل شہر رمضان اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد وھو ابن الحارث (۱۴) المزارعۃ من الاحادیث المذکورۃ اخبرنا

اسمٰعیل بن مسعود ثنا خالد وھو ابن الحارث الخ (۵۱) کتاب الاشربہ الترخیص فی انتباذ الیسر اخبرنا
اسماعیل بن مسعود ثنا خالد یعنی ابن الحارث الخ کیوں ملاجی یہ کیا دین و دیانت ہے کہ صحیح حدیثیں رد کرنے
کو ایسے جھوٹے فقرے بناؤ اور بے لکان جزم کرتے ہوئے پلک تک نہ جھپکاؤ وہ تو خدا نے خبر کرلی کہ امام نسائی
نے اسماعیل بن مسعود کہہ دیا تھا کہیں نرا اسماعیل ہوتا تو ملاجی کو کہنے کیا لگتا کہ یہ حدیث تم اہل سنت کے نزدیک
سخت مردود کہ اس کی سند میں اسمٰعیل دہلوی موجود ملاجی صرف ایک مسئلے میں اول تا آخر اتنی خرافات علم حدیث
کی کھلی کھلی باتوں سے یہ جاہلانہ مخالفات، اگر بدو دانستہ ہیں تو شکایت کیا ہے کہ اخفائے حق و تلمیع باطل و تلبیس عامی
و اغوائے جاہل طوائفہ طائفہ کا ہمیشہ داب رہا ہے اور اگر خود حضرت کی حدیث دانی اتنی ہے تو خدارا خدا اور رسول سے
حیا کیجئے اپنے دین دھرم پر دیا کیجئے یہ مونہہ اور اجتہاد کی لپک یہ لیاقت اور مجتہدین پر ہمک عمر وفا کرے تو آٹھ دس
برس کسی ذی علم مقلد کی کفش برداری کیجئے حدیث کے متون و شروح و اصول و رجال کی کتابیں سمجھ کر پڑھ لیجئے اور
یہ نہ شرمائیے کہ بوڑھے طوطوں کے پڑھنے پر لوگ ہنستے ہیں، ہنسنے دو ہنسنے ہی گھر بسنے ہیں اگر علم مل گیا تو عین سعادت
یا طلب میں مر گئے جب بھی شہادت بشرط صحت ایمان و حسن نیت واللہ الھادی لقلب اخبت الحمد للہ
مہرِ حق منجلی ہوا اور آفتاب صواب متجلی حق حق احادیث سے جمع بین الصلاتین کا ثبوت نہ سہل ثبوت بلکہ قطعی ثبوت
زعم کیا گیا تھا واضح ہوا کہ ان میں ایک حرف مثبت مقال نہیں مذہب حنفی اثبات صوری و نفی حقیقی دونوں میں
بے دلیل بتادیا تھا روشن ہوا کہ قرآن و حدیث اسی کے موافق دلائل ساطعہ اسی پر ناطق جن میں رد و انکار کی اصلا مجال
نہیں اور بعونہٖ تعالیٰ بطفیل مسئلہ وہ تازہ مجہلہ کہنہ مشغلہ ادعائے عمل بالحدیث کا اشغلا اس کا بھرم بھی من مانتا کھلا کہ
ہو اسے غرض ہوس سے کام اور اتباع حدیث کا نام بدنام پُرانے پر لانے حد کے سیلنے جب اپنی سخن پروری پر
آئیں صحیح حدیثوں کو مردود بتائیں ثقہ ائمہ کو مطعون بنائیں بخاری و مسلم کو پس پشت ڈالیں اُن کے رواۃ و اسانید میں
نشاختسانے نکالیں ہزار چہل کریں سو ہزار ایچ پیچ جیسے بنے صحیح حدیثیں ہیچ امام مالک و امام شافعی کی تقلید حرام نہ فقط حرام
کہ شرک کا پیغام مگر جب حنفیہ کے مقابل دم پر بنے مجتہد چھوڑ مقلدوں کی تقلید سے گاڑھی چھنے آپ ایک ایک
شافعی مالکی کو جھک جھک کر سلام اس کے پاؤں پکڑ اس کا دامن تھام یہ بڑا پیشوا وہ ہمارا امام ان میں جس کا کلام
کہیں ہاتھ لگ گیا اگرچہ کیسا ہی ضعیف کتنا ہی نحیف بس خضر مل گئے غنچے کھل گئے آنار کے جی کے کواڑ کھل گئے

ستب کوفت سوخت کے غبار دھل گئے تو جی مل گئی ایمان لے آئے اتنی سے خفیہ پہ حجت لائے اب خبردار کوئی پیچھے نہ پڑو آحبار و رہبان کی آیت نہ پڑھو چھٹکارے کی گھڑی بچاؤ کا وقت ہے شرک بلا سے ہوا بتوں گٹ سے مسلمانو حضرات کے یہ انداز دیکھے بھالے اپنا ایمان بچائے سنبھلے فریب میں نہ آنا یہ زہر در جام ہیں قے ھوکا نہ نہ کھانا سبزہ بر دام ہیں بے مہاروں کی چال ہر حال بری ہے تقلید سے بری ائمہ سے بری ہے بے راہ روی کا دھیان نہ لانا چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلانا۔ اتباع ائمہ راہ ھدیٰ ہے راہ ھدیٰ کا والی خدا ہے للّٰہ الحمد ولی الھدایۃ منہ البدایۃ والیہ النہایۃ خلاصۃ الکلام وحسن الختام الحمد للّٰہ سخن اپنے ذروۂ اقصٰے کو پہنچا اب ملخص کلام وحاصل مرام چند باتیں یاد رکھیے اولاً جمع صوری بدلائل صحیحہ روشن ثبوت سے بے پردہ وحجاب اور اُس کا انکار انکار آفتاب ثانیاً کسی حدیث صحیح میں جمع تقدیم کا نام کو بھی اصلا پتہ نہیں اُس کی نسبت ادعائے قطعی ثبوت محض نسج العنکبوت ثالثاً جمع تاخیر میں بھی کوئی حدیث صحیح صریح جیسا ادعا کیا جاتا ہے ہرگز موجود نہیں یا صحاح ومناکیر ہیں یا محض بے علاقہ یا صاف محتمل اور محتملات سے ہوس اثبات مہمل و مختل رابعاً جب جمع صوری پر ثبوت مفسر متعین ناقابل تاویل قائم تو محتملات خصوصاً حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسی کی طرف رجوع لازم کہ قاعدۂ ارجاع محتمل بہ متعین ہے نہ عکس کہ سراسر نکس خامساً نماز بعد شہادتین اہم فرائض و اعظم ارکان اسلام ہے اور اُس میں رعایت وقت کی فرضیت اظہر ضروریات دین سے جسے مسلمانوں کا ایک ایک بچہ جانتا ہے یونہیں اوقات خمسہ غایت شہرت و استفاضہ پر بالغ حد تواتر ہیں اگر حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالت سفر میں جس کی ضرورت ہمیشہ ہر زمانہ میں ہر شخص کو رہی اور رہتی ہے چار نمازوں کے لئے اوقات مشہورہ معلومہ معروفہ کے سوا قولاً یا فعلاً کوئی اور حکم عطا فرمایا ہوتا تو واجب تھا کہ جس شہرت جلیلہ کے ساتھ اوقات خمسہ منقول ہوئے اُسی طرح یہ نیا وقت بھی نقل کیا جاتا نہ آخر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فعل کسی خلوت میں نہ کیا غزوۂ تبوک میں ہزارہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب سعادت مآب تھے اگر حضور جمع فرماتے بلاشبہ وہ سب کے سب دیکھتے اور کثرت رواۃ سے اسے بھی مشہور کر چھوڑتے نہ یہ کیا کہ ایسی عظیم بات ایسے جلیل فرض کے ایسے ضروری لازم میں ایسی صریح تبدیل ایسے مجمع کثیر کے سامنے واقع ہو اور اُسے یہی دو ایک راوی روایت فرمائیں تو بلاشبہ یہ

جمع صوری فرمائی جس میں نہ وقت بدلا نہ کسی حکم میں تغیر نے راہ پائی کہ اس کے اشتہار پر دواعی متوفر ہوتے نظر انصاف صاف ہو تو صرف ایک یہی کلام تمام دلائل خلاف کو بس ہے کہ جب باوصف توفر دواعی نقل احاد ہے تو لاجرم جمع صوری پر محمول کہ توفر مجبور اور بالفرض کوئی روایت مفسرہ ناقابل تاویل ملے تو متروک العمل کہ ایسی جگہ آحاد رہنا عقل سے دور سادسًا نمازوں کے لئے تعیین و تخصیص اوقات و آیات قرآن عظیم و احادیث حضور سید العالمین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قطعی الثبوت ہے اگر کہیں اس کا خلاف مانیے تو وہ بھی ویسا ہی قطعی چاہیئے جیسے عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ ورنہ یقینی کے مقابل ظنی مضمحل سابعًا بالفرض اگر مثل مانع دلائل جمع بھی قابل سمع سلیم کیجئے تاہم ترجیح منع کو ہے کہ جب حاظر و مبیح مجتمع ہوں تو حاظر مقدم ہے ثامنًا جانب جمع صرف نقل فعل ہے قول اگر ہے تو جمع صوری میں اور جانب منع دلائل قولیہ و فعلیہ دونوں موجود اور قول فعل پر مرجح تو مجموع قول و فعل محض نقل فعل پر بدرجۂ اولٰی تاسعًا افقہیت راوی اور مرجح منع ہے کہ ابن عمر و انس میں کسی کو فقاہت جلیلہ عبد اللہ بن مسعود تک رسائی نہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، یہ وہی ابن مسعود ہیں جن کی نسبت حدیث میں ہے حضور پرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بعھد ابن ام عبد اُن کے عہد کو لازم پکڑو رواہ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرقاۃ میں ہے اسی لئے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن کی روایت و قول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں) یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ صاحب سر رسول صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ان اشبہ الناس دلا وسمتا وھدیا برسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابن ام عبد بیشک چال ڈھال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشابہ عبد اللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ رواہ البخاری والترمذی والنسائی یہ وہی ابن مسعود ہیں جنہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے کنیف ملئ علما، ایک گٹھڑی ہیں علم سے بھری ہوئی) نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا رضیت لامتی ما رضی لھا ابن ام عبد میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمالیا جو کچھ عبد اللہ بن مسعود اُس کے لئے پسند کریں) رواہ الحاکم بسند صحیح لاجرم ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم کے بعد وہ جناب تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے علم فقاہت میں زائد ہیں، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے، ھو

عند ائمتنا افقه الصحابة بعد الخلفاء الاربعة عــــہ ۱ اگر بالفرض براہین منع وادلہ جمع کاٹنے کی تول برابر ہی سہی تاہم منع ہی کو ترجیح رہے گی کہ اس میں احتیاط زائد ہے اگر عند اللہ جمع درست بھی ہوئی تو ایک جائز بات ہے جس کے ترک میں بالاجماع گناہ نہیں بلکہ بالاتفاق اس کا ترک ہی افضل ہے اور اگر عند اللہ نادرست ہے تو جمع تاخیر میں نماز دانستہ قضا کرنی ہوگی، اور جمع تقدیم میں سرے سے ادا ہی نہ ہوگی فرض گردن پر رہے گا تو ایسی بات جس کا ایک پہلو خلاف اولیٰ اور دوسری جانب حرام وگناہ کبیرہ ہو عاقل کا کام یہی ہے کہ اُس سے احتراز کرے یہاں جو ملاجی ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر کہہ گئے ہیں کہ تشکیک مذکور اُس صورت میں جاری ہوتی ہے جس میں طرفین کا مذہب مدلل بدلائل ہو اور صورت اختلاف کی ہو حالانکہ مسئلہ جمع میں مانعین کا دعوے بے دلیل ہے اور ناجائز کہنا اُن کا خلاف ہے اختلاف نہیں پس اگر صحت میں عمل مدلل بدلائل کے قول بے دلیل شک ڈال دیا کرے تو سیکڑوں اعمال باطل ہو جائیں اور حق و باطل میں کچھ تمیز نہ رہے۔ ان جھوٹی بالاخوانیوں سے سینہ زوری کی لن ترانیوں کا کچا چٹھا بعونہ تعالیٰ سب کھل چکا مگر حیا کا بھلا ہو جس کے آسرے جیتے ہیں یوہیں تو آفتاب پر خاک اڑا کر اندھوں کو سوجھا دیا کرتے ہیں کہ حنفیہ کا مذہب بے دلیل و خلاف حدیث ہے۔ خدا کی شان قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی اُن قاہرہ دلیلوں کو جنہیں سنکر جگر تک دھمک پہنچی ہوگی بے دلیل ٹھہراؤ اور اپنے ضعیف و بے ثبوت قول کو قطعی یقینی مدلل بتاؤ اور عمل بالحدیث و دین و دیانت کا نام لیتے نہ شرماؤ انا للہ وانا الیہ راجعون ع آدمیاں گم شدند ملک گرفت اجتہاد۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ چند اوراق کہ بنظر احقاق حق لکھے مولیٰ تعالیٰ عزوجل اپنے کرم سے قبول کرے شر حسّاد و شامت ذنوب سے محفوظ رکھے وجہ ثبات و استقامت مقلدین کرام بنائے۔ یہ اُمید تو ان شاء اللہ تعالیٰ القریب المجیب نقد وقت ہے مگر دشمنانِ حنفیت کو ہدایت ملنے عناد حنفیہ کی راہ نہ چلنے کی طرف سے یاس سخت ہے کہ کھلے مکابروں میں جن صاحبوں کی یہ ہمتیں بڑھی ہیں یہ مشقیں چڑھی ہیں اُنہیں آئندہ ایسی اور ان سے بڑھ کر اور ہزار ہٹ دھرمیاں کرتے کیا لگتا ہے تحریف تعصب مکابرے تحکم کا علاج کیا ہے سوا اس کے کہ شر شریراں سے اپنے رب عزوجل کی پناہ لوں اور بتوسل روح اکرم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس سے عرض کروں رب انی اعوذبك

عہ۱ یعنی نصوص منقول و قواعد اصول سے قطع نظر کرکے بمقتضائے عقول ہے۔ ۱۲

من همزات الشیاطین واعوذبک رب ان یحضرون ۰ وصلی اللہ تعالیٰ علی الهادی الامین الامان المامون محمد وآلہ وصحبہ الکرام والذین ھم بھدیہم یہتدون الحمدللہ کہ یہ مبارک رسالہ نفیس عجالہ پانزدہم ماہ رجب مرجب ۱۳۱۳ھ ہجریہ علٰی صاحبہا افضل الصلٰوۃ والتحیۃ کو تمام اور بلحاظ تاریخ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین نام ہوا، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالیٰ علٰی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین، سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ (۲۸۷) ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نابینا نے صبح کی نماز پڑھاتے وقت ایسی بڑی صورت پڑھی کہ جب نماز شروع کی تھی اس وقت سورج نہیں نکلا تھا اور جب سلام پھیرا تو سورج نکل آیا یہ نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نماز فجر میں اگر قعدہ سے پہلے آفتاب نکل آیا یعنی ہنوز اتنی دیر جس میں التحیات پڑھی جائے نہ بیٹھنے پایا کہ سورج کی کرن چمکی تو بالاتفاق جاتی رہی اور اگر تحریمۂ نماز سے باہر آنے کے بعد نکلا تو بالاتفاق ہوگئی مثلاً جب تک پہلی بار لفظ السلام کہا تھا سورج نہ نکلا تھا السلام کہتے ہی فوراً چمک آیا کہ علیکم ورحمۃ اللہ سورج نکلنے میں کہا تو نماز صحیح ہوگئی کہ فقط السلام کہنا تحریمۂ نماز سے باہر کر دیتا ہے الا من علیہ سھو بشرط ان یأتی بالسجود اور اگر طلوع شمس دونوں امر کے بیچ میں ہوا یعنی قعدہ بقدر تشہد کرچکا اور ہنوز تحریمۂ نماز میں تھا کہ آفتاب طالع ہوا تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جاتی رہی یعنی یہ فرض نفل ہو کر رہ گئے فرضوں کی قضا ذمہ پر رہی فی الدرالمختار ولووجد المنافی بلاصنعہ قبل القعود بطلت اتفاقا ولوبعدہ بطلت عندہ کطلوع الشمس فی الفجر ولا تنقلب الصلٰوۃ نفلا الا فیما اذا طلعت والخ ام